☆ نشاط پاکٹ بک نمبر ۸۵

مصنف: منمتھ ناتھ گپت

ترجمہ: پرکاش کول

ناشر :-
سٹار پبلیکیشنز
۲۷۱۵ - دریا گنج - دھلی ۶

قیمت ایک روپیہ

سول ایجنٹس
پنجابی پستک بھنڈار
دریبہ کلاں - دہلی ۶

S - 65 - JAAL - RE 1/-

(سعود پریس دہلی)

"کرن — کرن - کرن"

بجلی کی گھنٹی بج اُٹھی۔ ساتھ ہی ایک نوجوان لڑکی اندر سے نکل آئی اور انٹرویو میں آئی ہوئی دوسری لڑکیاں چوکنی ہو گئیں۔ جس کی باری تھی وہ لڑکی رما (پیشتر ہی بتا دیا گیا تھا کہ کس کے بعد کس کی باری ہے) اُٹھ کھڑی ہوئی۔ بابو نے کہا۔

"چلئے ......"

رما اور دوسری لڑکیوں کو بے حد تعجب ہوا کہ اندر گئی ہوئی لڑکی پرتبھا اتنی جلدی کیسے آ گئی۔ رما نے جلدی سے پرتبھا سے سوال کیا۔ "کیا پوچھا — ؟"

پرتبھا کا چہرہ اُتر گیا، بولی — "مجھ سے تو صرف یہی پوچھا کہ کیا آپ شادی شدہ ہیں — ؟"

میں نے کہا — "ہاں۔"

پھر سوال کیا — "کیا آپ کے بچے ہیں ؟"

میں نے جواب دیا۔ "ہاں"

بس اُن لوگوں نے کہا۔ "شکریہ — آپ جا سکتی ہیں۔"

یہ سن کر [illegible] کسی تجربے کی

کی ماں ہی ہے۔ لیکن وہ فکرمند ہوا ٹھی کہ آخر یہ کیسی ملازمت ہے۔ جس میں شادی شدہ اور بچّوں کی ماں ہونا ناقابلیت میں شمار ہے۔ اشتہار میں تو صرف یہی لکھا تھا — کمپنی کے کاروبار میں بذریعہ کنویسنگ اضافہ کرنے کے لئے شاندار شخصیت والی نوجوان لڑکیوں کی ضرورت ہے۔ کم از کم تنخواہ تین سو روپے، علاوہ اخراجات کے قابلیت کے مطابق تنخواہ کی حد ایک ہزار تک۔ غیر ممالک کی تعلیم یافتہ یا کانوینٹ سکولوں میں تعلیم پائی ہوئی لڑکیاں ہی درخواست دیں۔"

اس میں شادی شدہ اور بچّوں کی ماں ہونے کا سوال کہاں اُٹھتا ہے؛ خیر رما کو اس کی فکر نہیں۔ اس طرح کئی لڑکیاں تو یوں ہی کمپٹیشن سے نکل گئیں۔ خاص طور پر وہ عورت جو بہت بڑھ بڑھ کر باتیں مار رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ وہ لندن میں دس سال رہ چکی ہے۔ اس کا انگریزی بولنے کا انداز نہایت خوبصورت تھا اور کئی بچّوں کی ماں ہونے کے باوجود بھی اس کی شخصیت بے حد دلکش تھی۔ وہ ہندوستانی نظر ہی نہ آتی تھی۔ کپڑے پہننے کے فن میں بھی غضب کی ماہر تھی، اس کے جسم کے جو حصّے خوبصورت تھے صرف وہی ابھرے ہوئے تھے بقیہ حصّے دبے ہوئے تھے۔

چلو بلا ٹلی

رما نے لسٹ ہاتھ میں لئے بابو کے پیچھے پیچھے دو دروازے پار کئے اور تب بورڈ کے سامنے پہنچی۔ جس نے اس پر اُسی طرح سوالوں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ جس طرح بھوکا آدمی پلیٹ پر کھانا آتے ہی کانٹا چھری کا انتظار کئے بغیر ہی ٹوٹ پڑتا ہے۔

پہلا سوال وہی تھا۔ "آپ شادی شدہ ہیں؟"

جواب ملا۔ "نہیں۔"

اس کے بعد تعلیم وغیرہ کے متعلق سوالات ہوئے۔ اس سے کہا گیا کہ شیکسپیئر کے کلام کا کوئی ایک حصّہ دہرائیے تو اُس نے "ٹو بی آر ناٹ ٹو بی۔" اور کئی دیگر نظمیں سنا دیں ادھیڑ عمر کے شخص نے پوچھا۔ "آپ نے ایلیٹ کا مطالعہ کیا ہے؟"

رما نے ... کی تھی ... سنا دیں

اس طرح سوالوں کا سلسلہ چلتے چلتے ایک مقام پر آ کر رک گیا۔ گویا اب ایک باب ختم ہوا۔

تینوں نے ایک دوسرے کو چوری سے دیکھا۔ کم از کم رما کو یہی محسوس ہوا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں گویا جواب بھی مل گیا۔ پھر ان میں سے جو ادھیڑ تھا۔ اس نے کہا۔

"ہماری فرم تجارتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں تجارت کے چند اصول ہیں۔ ہم نے ان اصولوں کو تھوڑا تھوڑا سمجھ لیا ہے۔ مختصر یہ کہ گاہک سستا مال چاہتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایک ہی نرخ پر مال دینے والی دو کانوں میں بھی ایک کو ترجیح دیتا ہے — "

اس شخص نے کافی دیر تک تجارت کے اصولوں کے متعلق لیکچر دیا، پھر یکایک سوال کر بیٹھا۔ "آپ شراب پیتی ہیں ؟"

رما سمجھ نہ پائی کہ ملازمت حاصل کرنے کے لئے کونسا جواب دینا مناسب ہوگا۔ شاید اس نے کالج میں چوری چھپے تھوڑی بہت شراب چکھی تھی اور ملک کی آزادی کے بعد تو شراب نوشی فیشن میں شمار ہو گئی تھی۔ بولی۔ "ایک دو بار ماما جی کے جوٹھے گلاس سے چکھ کر دیکھی ہے۔"

وہ شخص مطمئن ہوتے ہوئے بولا۔ "بہت اچھا اب ضرورت پڑنے پر کمپنی کے خرچ پر شراب پینے اور پلانے کو ملے گی۔"

تینوں نے رما کے چہرے کو بغور دیکھا کہ ان کی باتوں کا رما پر کیا اثر ہوا۔ رما کچھ پریشان نظر آ رہی تھی۔ وہ واقعی سمجھ نہ پا رہی تھی کہ آخر یہ ملازمت کس قسم کی ہے۔ جس میں دلکش شخصیت، صحیح تلفظ۔ کنوارپن، اور شراب نوشی ضروری ہے۔ بولی۔

"جی ہاں۔"

انٹرویو لینے والے تینوں شخص حیران و پریشان ہو گئے۔ اس "جی ہاں" کے کیا معنی تھے ؟ دل ہی دل میں تینوں شاید اس کی تعریف کر رہے تھے کہ وہ اس انداز سے گفتگو کر سکتی ہے جس کے دو معنی لگائے جا سکتے ہیں۔

تینوں کی نظر کچھ لمحوں کی کی ایک ساتھ اس کی دو آنکھوں پر پڑ گئی۔

ایکبارگی وہ تلملا اُٹھی۔ لیکن اِن تین جوڑی آنکھوں میں ایک جوڑی ایسی آنکھیں بھی تھیں کہ اُسے محسوس ہوا کہ ان آنکھوں میں وہ تپش نہیں جو بقیہ دو جوڑی آنکھوں میں ہے۔ وہ گھبرائی نہیں۔ بولی۔

"میں سمجھ گئی۔"

یہ جواب تو پہلے جواب سے بھی زیادہ پیچیدہ تھا۔ لیکن اس میں یہ جو شامل تھا "میں سمجھ گئی" اس سے آگے اب پوچھنے کی گنجائش نہ رہ گئی تھی۔

اسی وقت رما کی نظر پیچھے کی الماری پر گئی جو کتابوں سے بھری ہوئی تھی۔ ان میں سے اگل بغل رکھی ہوئی دو کتابیں اس کی پہچان میں آگئیں۔ یہ کینسے کی تصنیفات تھیں۔ لائبریری میں ہر طرح کی کتابیں ہوتی ہیں۔ کینسے کی بھی تھیں۔ لیکن رما پر ان کا ایسا اثر پڑا گویا تمام الماری سیکس کی کتابوں ہی سے بھری ہوئی ہے۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس کے خیالات پر دھندلکے طاری ہونے لگے۔ لیکن اِن آنکھوں نے اُسے سنبھال لیا۔ اِس مرتبہ اُس نے شناخت کرلیا کہ وہ آنکھیں اِن تینوں میں سے سب سے کم عمر اس نوجوان کی تھیں جو محض بحیثیت گواہ یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کے چہرے سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ اُسے یہاں زبردستی بٹھایا گیا ہے اور اس انٹرویو میں اُسے کوئی دلچسپی نہیں اُس نے کوئی سوال نہیں کیا۔ شروع سے آخر تک وہ بالکل علیحدگی اختیار کئے خاموش بیٹھا رہا اور رہ رہ کر گھڑی دیکھتا رہا۔

یکایک ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔ "شکریہ، آپ جاسکتی ہیں۔"

لیکن پہلا دروازہ پار کرتے ہی ایک ادھیڑ عمر کی ہنستی ہوئی عورت سے اُس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے رما کو باہر نہیں جانے دیا، ہنس کر بولی۔

"تمہیں انتخاب کرلیا گیا۔ تمہاری تنخواہ بھی مقرر ہوچکی ہے۔"

اب رما کو اس سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ بقیہ انٹرویو کیسے ہوتا ہے۔ یہ تو طے ہی تھا کہ دس سال لندن میں رہی ہوئی وہ عورت انتخاب نہیں کی گئی۔ اس بات کی تو اسے خوشی تھی۔ لیکن اپنے انتخاب پر اُسے اس قدر خوشی نہ تھی جس قدر

خوشی ہونے کا اُسے خیال تھا۔

وہ بے حد مشتبہ تھی۔ کمپنی تو بہت بڑی تھی۔ غیر ملکوں کو مال بھیجنے اور وہاں سے منگانے کا کروڑوں کا وارا نیارا ہوتا تھا۔ اس میں شک کی قطعی گنجائش نہ تھی اس میں بھی شک نہ تھا کہ سب سے زیادہ عمر کا شخص خود سیٹھ منوہر لعل یا گرڈیا تھا۔

دو گھنٹے بعد رما نے کاغذات کی بھاپنہ پڑی کر دی۔ اسی دن سے وہ بزنس کنوبسر مقرر ہو گئی۔ تنخواہ پانچ سو روپے ماہوار۔ سیٹھ جی نے دستخط کراتے وقت کہا۔

"ایک بات، یوں ہمارے کاغذات میں تمہارا نام رما رہے گا۔ لیکن دوسرے لوگوں کے لئے تمہارا نام رومولا رکھا گیا ۔۔۔ رومولا نام میں زیادہ کشش ہے۔ کیوں تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"

اعتراض کیا ہوتا، جب تنخواہ پانچ سو روپے دی جا رہی ہے۔ بولی۔

"نہیں۔"

دوسرے دن رومولا کو معلوم ہوا کہ اس ادھیڑ عمر عورت کا نام مس چندانی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حالانکہ وہ بھی کنوبسر ہے۔ لیکن اس کی دھاک مالکوں سے کم نہیں۔

رومولا کو بتایا گیا کہ مس چندانی کی دیکھ ریکھ میں ہی وہ کام کرے گی۔ خیریت ہے کہ ایک عورت کی دیکھ ریکھ میں کام کرنا ہے۔ بہت سے شکوک تو یوں ہی رفع ہو گئے۔ ضرور ہی کام باعزت ہو گا۔ اتنی بڑی کمپنی، پھر اس قدر بڑی بڑی تنخواہیں، برآمد، درآمد اور منافع۔

مس چندانی نے رومولا کو ہنستے ہوئے دیکھا تو بولی۔ "تمہیں کبھی گھر سے باہر رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔؟"

رومولا نے کہا۔ "نہیں"

اس پر مس چندانی نے اس طرح منہ بنایا کہ وہ رومولا سے بھی پوشیدہ نہ رہا۔ مس چندانی نے پوچھا۔

"سیٹھ باگڑیا سے پہلے تمہارا کہیں سابقہ پڑا تھا؟"
"نہیں، بچپن سے صرف نام ہی سنا کرتی ہوں۔"
مس چندرانی نے گویا اطمینان کی سانس لی، بولی۔
"سیٹھ جی بہت دانشمند ہیں۔ سارا کام خود ہی دیکھتے ہیں۔ ابھی تھوڑے دنوں سے لڑکوں کی مدد لینے لگے ہیں۔ تمہارے انٹرویو میں جو دو اور شخص بیٹھے تھے وہ انھیں کے لڑکے تھے۔"
"لیکن دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔"
مس چندرانی بولی۔ "ہاں ہے، عمر میں بھی اور عادت میں بھی، کیونکہ بیچ میں پانچ لڑکیاں ہوئیں۔ چھوٹا لڑکا ضدی اور جذباتی ہے۔ اس کا بس چلے تو سارے کاروبار کو آگ لگا دے۔"
لیکن رومولا کو ان باتوں میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اُس نے کہا۔
"کام بتلایئے۔"
مس چندرانی ہنس کر بولی۔ "تم تو اس طرح بات کر رہی ہو گویا ایک کلرک ہو عربی گھوڑا روزانہ دوڑ نہیں لگاتا۔ کھونٹے پر بندھا گھاس کھاتا ہے۔ جب کام پڑتا ہے، تب ہی بازی مارتا ہے۔"
رومولا کے چہرے پر چند نقوش تیزی سے اُبھرے اور مٹتے گئے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ مس چندرانی نے اُسے ایک کمرے میں لے جاتے ہوئے (یہ وہی کمرہ تھا جس میں انٹرویو ہوا تھا) کہا۔
"یہاں تمام رسائل اور اخبار آتے ہیں۔ تمہیں اچھے رسالوں میں کہاں کیا شائع ہوا ہے۔ اس کی مکمل جانکاری ہونی چاہیئے۔ تمہارا خاص کام بات چیت کرنا ہوگا۔ اور بات چیت میں دلچسپی قائم رہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم تازہ واقعات اور خیالات سے واقف رہو۔ ابھی یہاں بیٹھو، جب ضرورت ہوگی تمہیں بلایا جائے گا۔"

یہ کہہ کر مس چندرانی وہاں سے چلی گئی۔ تھوڑی دیر تک تو رومولا سکتے

کے عالم میں بیٹھی رہی - پھر رسالے اُٹھا کر اُن کا مطالعہ شروع کر دیا - یہ کس طرح کی ملازمت ہے ؟ - اخبار اور رسالہ کا مطالعہ کرنے سے ہی کمپنی کا کام کس طرح بنے گا - یہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا -

پتہ نہیں - کتنی دیر تک وہ میگزین کا مطالعہ کرتی رہی - نہ تو کوئی آیا نہ گیا لیکن اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ آڑ میں رہ کر کوئی اس کی کارگذاریوں کا جائزہ لے رہا ہے پھر بھی اُسے کوئی فکر نہیں ہوئی - اتنی بڑی کمپنی ، برآمد ، درآمد ، منافع -

جب اُسے پڑھتے پڑھتے کافی وقت گذر گیا تو مس چندانی یکایک آکر بولی " چلو جلدی ، کچھ کھالو ، سیٹھ جی کہتے ہیں کہ ابھی تمہیں میرے ہی ساتھ جانا ہے - جب تم کام سمجھ جاؤ گی - تب تنہا بھیجی جاؤ گی - یاد رکھو میرا نام کومولا چندانی ہے - شاید سیٹھ جی نے اسی سے تک ملا کر تمہارا نام رودمولا رکھا ہے - تمہارا تعارف میری سگی بہن کی حیثیت سے کرایا جائے گا - کوئی اعتراض نہ کرنا - "

رودمولا پس و پیش میں پڑ گئی کہ غلط تعارف کیوں کرایا جائے گا - یہ ملازمت کیسی ہے - ؟

مس چندانی تاڑ گئی کہ رودمولا کچھ جھجک رہی ہے - بولی -

" ہمیں آج ایک اعلیٰ افسر سے ملاقات کرنی ہے - اُس کے پاس کوئی کاغذ اٹکا ہوا ہے اسی کے لئے - اگر وہ کاغذ نکل گیا تو باگڑیا کمپنی کو ایک ہی سال میں دس لاکھ کا نفع ہو جائے گا - "

رودمولا بولی - " مجھے تو اس کاغذ کے متعلق قطعی علم نہیں ، پھر میں بات کس طرح کروں گی ؟ "

مس چندانی بولی - " اس سے فائدہ ہی رہے گا ، کیونکہ تمہیں صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ تم اپنی بڑی بہن کے ہمراہ یونہی چلی آئی ہو ---- چائے بنانا اور ناچنا تو جانتی ہو نا ؟

" ناچنا ---- ؟ " رودمولا کو بیحد حیرت ہوئی - بولی - " بھارتیہ ناٹیم کچھ کچھ سیکھا

تھا - ہاں تھوڑا بال روم جانتی ہوں لیکن بخوبی نہیں - "

مس چندانی بولی - " بس، بس - اتنا ہی کافی ہے - وہاں کوئی رقص کا مقابلہ تھوڑے ہی کرنا ہے - "

دوسرے روز رات کو مس چندانی اپنی منھ بولی بہن رومولا اور اس افسر کے ساتھ ایک مشہور ریستوران میں بیٹھی ہوئی تھی - اس افسر کا اسم گرامی تھا - " مسٹر لال چند سلوترا - "

رومولا ایک رسالہ ہاتھ میں لے کر گئی تھی - وہ اسے دیکھتی رہی - اور مسٹر سلوترا کی نگاہیں شروع سے ہی رومولا پر اٹکی رہیں - مس چندانی کو اس سے خوشی بھی ہوئی اور ناخوشی بھی - ایک وقت تھا جب یہ افسر صرف اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے - اب یہ دور بھی آ گیا - تو سیٹھ جی نے غروب ہوتے ہوئے آفتاب کو ٹھا کر طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کو جانشین قرار دیا ہے - مس چندانی نے اطمینان اور حسد بھری نظروں سے رومولا کو دیکھا -

مسٹر سلوترا بولے - " تم نے اپنی بہن کو اتنی مدت تک کس غار میں چھپا رکھا تھا - ؟ "

کومولا بولی - " تعلیم حاصل کر رہی تھی - "

سلوترا صاحب بولے - " کیا پڑھتی تھی ؟ "

کومولا نے کہا - " اسی سے دریافت کر لیجئے نا "

نتیجہ یہ ہوا کہ گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا - مسٹر سلوترا، رومولا سے اس طرح گفتگو کرنے لگے - گویا کومولا وہاں موجود ہی نہ ہو - وہ کافی آگے کھسک آئے لیکن ریستوران میں کافی بھیڑ تھی، مجبوری تھی -

یکایک وہ بولے - " کومولا - یہ زیادتی ہے - "

" کیا - ؟ "

" یہی کہ آج ان سے پہلی ملاقات ہوا در کچھ پینا پلانا نہ ہو - "

کومولا بولی — "یہ بات ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ کو صرف ڈانس سے ہی تسلی ہو جائے گی۔ ریستوران میں شراب نہ پینے کا قانون تو آپ لوگوں نے ہی بنایا ہے"
سلوترا صاحب منہ بناتے ہوئے بولے۔
"ارے یہاں کون ایسی باتوں پر یقین رکھتا ہے۔"
تینوں اُٹھ کر چل دیئے۔ سیٹھ جی کے کئی ایک بنگلے تھے۔ اُن میں سے سول لائن میں رج کے قریب ایک بنگلہ تھا جس میں پینے پلانے کا مکمل انتظام تھا۔ نوکر چاکر، معمولی کھانا پینا، سب کچھ موجود رہتا تھا۔ خود سیٹھ جی یہاں رنگ رلیاں منانے آیا کرتے تھے۔ لیکن اب کافی مدت سے انہوں نے آنا ترک کر دیا تھا۔ کاروبار میں اضافہ ہو گیا تھا اور طاقت میں کمی آ گئی تھی۔
کچھ دیر بعد تینوں اس بنگلے کے ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔
کومولا بدستور سلوترا صاحب کی مرکزِ نگاہ بنی ہوئی تھی۔ جیپ دوڑا کر "خیبر" سے شراب اور کچھ کھانے کا سامان منگا لیا گیا۔
پینے پلانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سلوترا صاحب کی عادت تھی کہ شراب حلق سے اُترتے ہی شاعر بن بیٹھتے تھے۔ بھلے ہی موزوں ہو یا غیر موزوں، کچھ نہ کچھ فرماتے ہی رہتے تھے۔ عادت کے مطابق بول پڑے ۔

رات ہنس ہنس کے یہ کہتی ہے کہ میخانے میں چل
پھر کسی شہ نازِ لالہ رُخ کے کاشانے میں چل
یہ نہیں ممکن تو پھر اے دوست ویرانے میں چل
اے غمِ دل کیا کروں اے وحشتِ دل کیا کروں

کومولا نے کہا۔ "بہت خوب، غم اور وحشت کا ایک ہی دل میں یکجا ہونا کیا خوب خیال فرمایا ہے۔"
کومولا یہی کہہ کر خاموش ہو جانے والی نہ تھی۔ اپنی تباہی ہوئی بہن کی طرف دیکھتے ہوئے اور کسی حد تک سلوترا صاحب کو چھیڑتے ہوئے بولی۔

"عشق کا ذوقِ نظارہ مفت میں بدنام کیا ہے
حُسن خود بیتاب ہے جلوہ دکھانے کے لئے"

سلوترا صاحب تو بیتاب تھے ہی — ان کی بینائی میں اور بھی اضافہ ہو گیا فوراً سامنے رکھے ہوئے گلاس کی شراب ایک گھونٹ میں ہی پی گئے۔ بولے۔

"اگر حسن بیتاب ہے تو عشق اُس سے کہیں زیادہ بیتاب ہے۔"

رومولا گھبرا رہی تھی۔ لیکن وہ یہ بھی بخوبی سمجھ رہی تھی کہ اب پیچھے ہٹنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ اِس لئے اُسے بھی جو الٹا سیدھا یاد آیا۔ اُس نے سنا دیا۔ لیکن اس سے پیشتر اُس نے وہسکی کا ایک بڑا پیگ پیش کر دیا۔ پھر بولی ؎

جب کشتی ثابت و سالم تھی
ساحل کی تمنا کس کو تھی
اب ایسی شکستہ کشتی پر
ساحل کی تمنا کون کرے

سلوترا صاحب نے وہسکی نہیں پی اور داد دیتے ہوئے بولے۔

"واہ، تم اپنی کشتی کو شکستہ بتاتی ہو۔؟"

کومولا نے وقت کی مناسبت محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "آج مجھے ذرا جلدی ہے۔ اِس لئے اب اجازت دیجئے۔"

کہہ کر کومولا نے رومولا کی طرف دیکھا، جس کا سلوترا صاحب نے یہ مطلب نکالا کہ وہ اب تنہا رہ جائیں گے۔ وہ گھبرا گئے اور بولے۔

"ارے، یہ کیا غضب کر رہی ہو۔ ابھی تو اوّل دور بھی ختم نہیں ہوا، اور تم جا رہی ہو —"

کومولا نے اپنے بڑے سے پرس سے نکال کر ایک کاغذ سلوترا صاحب کے سامنے رکھا۔ "آپ اس پر دستخط کر دیجئے —۔ میں اکیلی ہی چلی جاتی ہوں مجھے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔"

سلوترا صاحب کاغذ ہٹاتے ہوئے بولے۔
"دفتر میں آنا۔ صرف دستخط سے ہی کام نہ چلے گا۔ کئی دیگر کارروائیاں اور بھی ہونی ہیں۔"

کومولا بولی — "آپ دستخط تو کر دیجئے تو باقی تمام کارروائیاں ایک منٹ میں کرا لوں گی۔"

سلوترا صاحب نے رومولا کی طرف نگاہیں اُٹھائیں۔ گویا یہ دیکھ رہے ہوں کہ کہیں یہ سودا نقصان کا تو نہیں رہے گا۔

رومولا اب کچھ کچھ سمجھ رہی تھی کہ اس ملازمت کا مقصد کیا ہے — وہ اسی طرح دل ہی دل میں کانپ رہی تھی۔ جس طرح بکرا قصائی کی چھری کے آگے آتے ہی خوفزدہ ہو اُٹھتا ہے۔ لیکن سلوترا صاحب کو ایسا محسوس ہوا کہ وہ بجلی گرا رہی ہے۔ انہوں نے جلدی سے دستخط کئے اور کومولا کو قریب قریب دھکا دے کر کمرے سے نکال کر دروازہ بند کر لیا۔

رومولا کے بس میں ہوتا تو وہ بھاگ کر باہر نکل جاتی، لیکن وہ حالات سے آشنا ہو چکی تھی۔ اس طرف سے تو دروازہ بند ہوا ہی تھا۔ شاید کومولا جاتے ہوئے اس طرف سے بھی دروازہ بند کر گئی تھی۔

سلوترا صاحب نے اطمینان سے چٹخارے لیتے ہوئے وہسکی گلے سے اُتار لی۔ اب شکار کہاں جائے گا۔ پھر دوسرا پیگ ختم کرتے ہوئے بولے ؎

اے حسن، ہم کو ہجر کی راتوں کا خوف کیا
تیرا خیال جاگے گا سویا کریں گے ہم
یہ دل سے کہہ کے آہوں کے جھونکے نکل گئے
اُن کو تھپک تھپک کے سلایا کریں گے ہم

ان اشعار سے گویا رومولا کو مکمل یقین ہو گیا کہ اس قصائی کے آگے رونا دھونا فضول ہے جو باہر ... ہی ... ہے ... جس طرح کے

علاقے میں سنتا کون ہے۔
اُس نے ایک گلاس میں ہر بوتل سے تھوڑی تھوڑی شراب ڈھالی اور پھر گلاس پیش کر دیا۔ سلوترا صاحب بے حد خوش ہوئے کہ آخر کوئی آواز آئی۔ بولے

کچھ دن تو ہمیں مل کے گزار ہوں دل کھول کر
تاروں سے کریں باتیں کٹ جائیں یونہی راتیں

رومولا نے شکستہ ہمت سمیٹتے ہوئے کہا۔
"پی تو لیجئے۔" ؎

لیکن ایسے میرے نصیب کہاں
تم کہاں اور میں غریب کہاں

اس پر سلوترا صاحب بالکل قریب آکر بیٹھ گئے اور جب انہوں نے دیکھا کہ رومولا پرندے کی طرح کچھ پھڑ پھڑا رہی ہے تو انہی نے دی ہوئی شراب بھی پی ڈالی۔ اور بولے۔

مجھ سے لگے ہیں عشق کی عظمت کو چار چاند
خود حسن کو گواہ کئے جا رہا ہوں میں

رومولا نے اس مرتبہ اسی طرح پھر شراب ڈھالی اور سلوترا صاحب پھر پی گئے۔ اس مرتبہ انہوں نے کوئی شعر نہیں پڑھا۔ لیکن بولے۔
"اے اپنے لبوں کا بوسہ تو دے دو ۔۔۔"
رومولا کو ایک گھونٹ پینا پڑا۔ سلوترا صاحب غٹ غٹ اُسے پی گئے اور پھر رومولا کے گلے میں اپنی باہیں ڈال دیں۔ اُس وقت تک رومولا نے دوسرا جام مکمل کر دیا۔
اس طرح پیتے پیتے وہ بے ہوش ہو گئے اور کرسی سے گر کر قالین پر آگئے اُسی وقت رومولا کو محسوس ہوا، کوئی غیبی طاقت اِن تمام حالات کا جائزہ لے رہی ہے۔ دروازہ باہر سے کھلا اور اندر سے رومولا دروازہ کھول کر باہر

نکل گئی۔

سلوترا صاحب کو بذریعہ جیپ گھر پہنچا دیا گیا۔

دوسرے روز جب تمام کارروائیاں مکمل کرانے کو مولا دفتر پہنچی تو سلوترا صاحب نے غصّہ سے کہا۔

"تمہاری بہن بیحد مکّار ثابت ہوئی۔ مجھے پلا کر بے ہوش کر دیا۔ جاؤ، میں تمہارا کام نہیں کرتا۔"

کومولا پیشتر ہی اس کے لئے تیار تھی۔ بولی ——

"واہ حضرت۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ آپ نے تو اس غریب کو کسی لایق نہیں چھوڑا۔ اب آپ کو اس سے شادی کرنی پڑے گی۔"

سلوترا صاحب بولے۔ "سچ! مجھے کچھ یاد نہیں۔"

"سچ نہیں تو کیا؟ اس کے تمام کپڑے پھاڑ ڈالے —— ہم نے اُسے نرسنگ ہوم میں داخل کر دیا گیا ہے —— بھولی سی بچّی۔ کہیں اُس کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جاتا ہے؟"

سلوترا صاحب اپنی مردانگی کی داستان سن کر بے حد خوش ہوئے اور اپنے ماتحت کو بُلا کر بولے۔

"سیٹھ باگڑیا کا یہ کام فوراً اسی وقت ہو جانا چاہیئے۔"

انہوں نے کومولا کے لئے کافی منگوائی اور رات کو نرسنگ ہوم جانے کا پروگرام بنانے لگے۔

(۲)

کومولا نے جب واپس آکر تمام باتیں سیٹھ باگڑیا کو بتائیں (رات کا واقعہ تو وہ رات ہی ٹیلیفون [illegible] کر چکی تھی) تو وہ [illegible] اُٹھے۔

لیکن حسب عادت دوسرے لمحہ ہی مسکراتے ہوئے بولے۔

"اس لڑکی نے واقعی کمال کیا، پہلی مرتبہ ہی کسی سے ایسی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ جیسا اس نے کیا۔ لیکن تم نے بھی تو آج، جو کمال کیا ہے اس کی کوئی مثال باگڑیا کمپنی کی پوری تاریخ میں نہیں ہے۔"

آخری الفاظ کو سیٹھ جی نے اِس انداز میں کہا گویا باگڑیا کمپنی کی تاریخ میں ان کارگزاریوں کے نہ ہونے کا مطلب دنیا کی تاریخ میں نہ ہونا ہے۔ اور یہ کارگزاریاں انتہائی مردانگی اور ذہانت کی تنہا مثال ہیں۔

کومولا اس تعریف سے سرتاپا سُرخ ہو اُٹھی۔ بولی۔ "آخر میں نے آپ ہی سے تو تعلیم حاصل کی ہے۔ لیکن چھوڑیئے اِس بات کو، یہ بتایئے کہ اس آئی ہوئی آفت کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ وہ بیوقوف کہتا ہے کہ مجھے نرسنگ ہوم لے چلو۔ میں اس کی تسلّی کراؤں گا۔"

سیٹھ باگڑیا کے چہرے پر ایک وحشی مسکراہٹ رقصاں ہو اٹھی۔ بولے "سالا تسلّی کرانے نہیں جانا چاہتا۔ وہ تو اپنی نگاہ سے یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اُس نے شراب پی کر جنونِ وصال میں جس شکار کو بھنبھوڑا ہے۔ اس کا حال کیا ہے؟"

کومولا بولی۔ "ایک مرد کی حیثیت سے آپ کا ایسا خیال ہے۔ لیکن میرے دل میں چور ہے۔ شاید اِسی لئے میرا خیال ہے کہ وہ میری بات کی حقیقت کی جانچ کرنا چاہتا ہے۔"

سیٹھ جی فکرمند ہو اُٹھے۔ بولے۔ "ہاں، تمہارا خیال درست ہو سکتا ہے لیکن اس صورت میں حل نہایت آسان ہے۔ تم کہدو کہ نرسنگ ہوم والے کسی کو ملنے کی اجازت نہیں دیتے۔"

کومولا بولی۔ "میں یہ بات کہتے کہتے رہ گئی۔ آخری لمحہ میں نے یہ خیال کیا کہ سلوترا بڑا حرام زادہ ہے۔ اس حالت میں وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ دلّی میں ایسا کونسا نرسنگ ہوم ہے جو میرے آنے جانے پر پابندی لگا سکے۔"

سیٹھ جی فکرمندانہ انداز میں بولے۔
"تو کھدر کر میری بہن تم سے بےحد خفا ہے اور ملاقات کرنا نہیں چاہتی۔ ممکن ہے وہ کوئی نیا تماشہ کھڑا کر دے۔ اور معاملہ اخباروں کے ذریعے عوام تک پہنچ جائے"
کومولا بولی ـــــ "اس پر بھی میں نے غور کر لیا ہے۔ لیکن یہ کہہ نہیں سکتی کیونکہ ایسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ مجھ پر شبہ کر بیٹھے۔"
سیٹھ جی بگڑ اُٹھے۔ بولے
"اس کی ایسی تیسی، اپنا کام تو ہو چکا ہے۔ آگے ضرورت پڑے گی تو منسٹروں سے کرالیا جاوے گا۔"
کومولا بولی۔ "نہیں سیٹھ جی، آپ ہی نے بتایا ہے کہ غصے میں کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ غصے میں کئے گئے کام کا انجام ہمیشہ بُرا ہی ہوتا ہے۔ وہ کونسا جملہ ہے جو آپ اس سلسلے میں فرمایا کرتے تھے ؟"
سیٹھ جی نرم پڑ گئے۔ بولے
"ہاں میں کہتا رہتا ہوں۔ سنسکرت کا ایک جملہ ہے جس کا مطلب ہے کہ دل اور جذبات پر قابو پالینا ہی سب سے بڑا یوگ ہے۔ سوامی ابھیدانند نے مجھے جو سینکڑوں اچھی باتیں بتائی ہیں۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔"
سوامی ابھیدانند کے ذکر سے کومولا کا چہرہ لمحہ بھر کو زرد پڑ گیا۔ کسی طرح خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔
"ہاں انہوں نے یہ کہا تھا کہ جذبات پر قابو حاصل کر لینا ہی سب سے بڑا یوگ ہے۔"
سیٹھ جی بولے ـــ "تو پھر اور کوئی دوسری ترکیب تلاش کرنی چاہیئے لیکن اس وقت کوئی موزوں ترکیب ذہن میں ہی نہیں آرہی۔"
بہت ہی کم ایسے موقعے آتے تھے۔ جب سیٹھ جی یہ کہتے تھے کہ اس ذہن کو کوئی مناسب حل اُ[illegible] نہیں آیا۔

کومولا بولی — "تو میں ایک دو روز کو ٹال ہی سکتی ہوں۔ ٹیلیفون پر نہ ملوں۔ اور نہ گھر پر ہی۔ لیکن وہ تو اول درجہ کا بے حیا ہے۔ ممکن ہے کل آپ کے پاس ہی آ دھمکے۔"

"ہاں ان لوگوں میں شرم و حیا کا نام تو ہوتا ہی نہیں۔ ولایت میں دو چار سال کیا رہ آتے ہیں کہ ہندوستانی تہذیب کی تمام خصوصیات اور روایات بھول جاتے ہیں۔ شرم تو قطعی رہ ہی نہیں جاتی۔"

سیٹھ جی کا سلسلۂ گفتگو جاری تھا۔ لیکن وہ مسئلے پر غور بھی کرتے جا رہے تھے بولے۔ "وہ ترکیب تو کارگر ثابت نہ ہوگی جو میں نے جنگِ عظیم کے زمانے میں بگریڈیر پامر کے ساتھ استعمال کی تھی۔ تمہیں یاد ہے نا؟"

"ہاں۔ مجھے بھلا وہ یاد کیوں نہ ہوگی۔"

"اگر تم اس کے پلّے پڑ جاتیں تو کون جانے کیا حشر ہوتا۔ —— غضب کا پھر تیلا۔ سارے دن گھوڑے کی پیٹھ پر رہنے والا۔"

کومولا کو اُن دنوں تو بگریڈیر سے خوف معلوم ہوا تھا۔ لیکن اب اُسے اُس روز کا واقعہ یاد کر کے افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے اتنے مردوں کی ہم بستری اختیار کی۔ ایک بگریڈیر پامر کے پلّے پڑ جاتی تو کون سی مصیبت آ جاتی۔ ممکن ہے اس کے ساتھ لطف کچھ عجیب و غریب ہی آتا۔

پھر بھی وہ ظاہر میں بولی۔ "ہاں، آپ نے میری بہت حفاظت کی۔ میں جس وقت اس دیو کی بابت خیال کرتی ہوں تو جسم لرز اُٹھتا ہے —۔"

سیٹھ جی بولے۔ "وہ افریقی مورچے سے نیا نیا ہی آیا تھا۔ شاید وہ رومیل کی فوج کو کھدیڑنے والی فوج میں تھا۔ اُس کے پیر میں چوٹ آ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ لنگڑانے لگا تھا۔ اس لئے اس کی تنزلی کر کے ہندوستان بھیج دیا گیا۔ کیونکہ دوسرے ممالک کی بہ نسبت یہاں کافی آرام تھا۔ ٹھیکہ اُسی کے ہاتھوں میں تھا۔ ان دنوں ایک لاکھ کا ٹھیکہ ہی میرے لئے بہت بڑا تھا۔"

"ہاں اس وقت آپ کی شہرت آہستہ آہستہ پھیلنی شروع ہوئی تھی۔"

سیٹھ جی نے کہا۔

"ہاں وہ زمانہ ہی اور تھا۔ اب تو بے شمار مشکلیں پیدا ہو گئی ہیں۔ خیر۔ بگریڈیر نے تمہیں میرے ساتھ بیٹھے ہوئے دیکھ لیا۔ مجھے قطعی اُمید نہ تھی کہ وہ اس وقت آ جائے گا۔ خیریت یہ ہوئی کہ وہ ادھر سے آیا اور تم ادھر سے باہر چلی گئیں۔ وہ تمہیں بخوبی دیکھ نہیں سکا۔"

کوملا بولی۔ "میں تو یونہی اُٹھ کر چلی گئی تھی۔ لیکن اس سے بہت فائدہ ہوا۔"

سیٹھ جی بولے۔ "ہاں تب ہی میں اپنی ترکیب استعمال کر سکا۔ وہ یونہی گھوڑے پر ٹہلتا ہوا ادھر آ نکلا تھا۔

بولا۔ میں تمہاری کمپنی کی حیثیت کیا ہے یہ دیکھنے آیا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "خوش آمدید۔ فرمایئے آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟"

قربان جایئے اس مغربی تہذیب پر۔ وہ ایکدم بولا۔ "یہ لیڈی کون تھی ؟"

میں نے کہا۔ "میری سیکریٹری۔"

اس نے کہا۔ "آپ درست فرما رہے ہیں نا۔؟ کہیں وہ آپ کی بیوی تو نہیں ہے۔؟"

لمحہ بھر کو میں خوفزدہ ہو اُٹھا۔ میں نے کہا۔ "جی نہیں! وہ میری بیوی نہیں سیکریٹری ہے۔ فرمایئے کیا بات ہے۔"

اس نے بغیر کسی پس و پیش کے کہا۔ "مجھے وہ عورت درکار ہے ؟"

"میں تو آسمان سے زمین پر آ رہا۔ کاٹو تو خون نہیں۔ ایسی حالت ہو گئی۔ ان دنوں میں تم پر دیوانہ تھا۔" کہتے ہوئے سیٹھ جی کے کھچڑی بالوں کے نیچے چہرہ سرخ ہو اٹھا۔ جس قدر وہ سرخ ہو سکتا تھا۔ بولے۔

"وہ زمانہ ہی اور تھا۔ ورنہ ایک لاکھ کا ٹھیکہ تو کیا دس لاکھ کے ٹھیکے کے لئے بھی میں تمہیں نہ دیتا۔"

کوملا ... کس ... بے یقینی ... لمحہ ... کے بعد

سال بھی نہ گذرا تھا کہ انہوں نے اسے ایک فرنگی کے پاس بھیجدیا تھا اور اس میں صرف دو لاکھ کے منافع کا سوال تھا۔

پھر بھی کوملا دنیاوی اور کاروباری معاملات میں بے حد ہوشیار تھی۔ وہ وقت کی قدر کرنا جانتی تھی۔ قیامت کا راز تو ممکن ہے خدا ہی جانتا ہو یا ہو سکتا ہے اُسے بھی علم نہ ہو۔ اس لئے لمحہ بھر لطف اُٹھا لینے میں ہرج ہی کیا ہے؟ پھر بھی جب سیٹھ جی کا ایسا خیال ہے تو درست ہی ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی تو ہے کہ سیٹھ جی نے بھلے ہی بار بار اُسے دوسروں کے پاس بھیجا ہو۔ لیکن انہوں نے اُسے خود سے کبھی چھوا نہیں کیا۔ اپنی بیوی کے علاوہ اگر کسی عورت سے انہوں نے تعلق رکھا تو وہ صرف کوملا ہی ہے۔

کوملا نے کہا۔ "جی ہاں۔ وہ زمانہ ہی اور تھا۔"

سیٹھ جی نے کہا تھا۔

"مگر بڈ پر صاحب۔ آپ ہمارے مالک ہیں۔ لیکن اس بات پر ذرا غور فرمائیے۔ ہندوستانی تہذیب میں اس طرح کی بات جائز نہیں ہے اور ہماری سیکرٹری مذہبی اصولوں کی بے حد پابند ہے۔"

"میں بھی مذہبی اصولوں کا پابند ہوں۔ میں بھی عیسیٰ مسیح کو مانتا ہوں۔ بائیبل پڑھتا ہوں۔ لیکن یہ میں بھول نہیں سکتا کہ میرے دل میں حسن کے لئے جو خواہش بیدار ہو اُٹھتی ہے۔ وہ بھی خدا کی ہی دین ہے۔ پھر میں تو اس معاملے میں انٹرنیشنل پسند رکھتا ہوں۔ جس وقت میں انگلینڈ میں تھا۔ اُس وقت میں انگریز تھا۔ صرف انگریز عورتوں سے ہی اپنے حسن کی پیاس بجھایا کرتا تھا۔ افریقہ میں تھا تو وہاں کے موٹے ہونٹوں اور چھوٹی زلفوں والی دوشیزاؤں سے ہی اپنا دل بہلاتا تھا ہندوستان آگیا ہوں تو اب ہندوستانی ہوں۔" کہہ کر وہ بے ساختہ ہنس پڑا تھا گویا اس نے کوئی نہایت موزوں اور بہترین بات کہی ہے۔

اس کی باتیں کوملا تمام خون میں اُٹھا لیکن اس کے تن میں سن چکا تھا

کہ یہ نہایت ظالم قسم کا انسان ہے۔ اس لئے میں نے سمجھداری سے کام لیا۔ کہا۔ "آپ کی حسن کی یہ پیاس بجھانا میرا فرض ہے۔ کیونکہ ہمارے شاستروں نے مہمان کی ہر خواہش پوری کرنا فرض قرار دیا ہے۔"

کوملا ہنسی۔ "آپ نے بھی خوب کہا۔ اُس نے انٹرنیشنل پسند بیان کی تو آپ نے بھی ہندوستانی مہمان نوازی کا حوالہ پیش کر دیا۔"

سیٹھ جی بولے۔ "پھر بھی میں اس کی تعریف کروں گا کہ آخر میں اس نے ایک دفعہ پھر پوچھا۔

"کہیں جناب وہ آپ کی بیوی تو نہیں تھی۔ اگر تھی تو میں پھر اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہتا، کیونکہ میں خدا سے خوف کھاتا ہوں، اور کسی بھی حالت میں ایسا گناہ نہیں کرنا چاہتا۔ جس کا اثر میرے دل و دماغ پر ہو اور میں عیسیٰ کے اصولوں کا خون کر بیٹھوں۔"

ایک مرتبہ تو خیال ہوا کہ میں کہہ دوں کہ تم میری بیوی ہو۔ لیکن مجھ سے کہتے نہ بنا۔ میں چوک گیا۔ اور میں نے کہا۔ "نہیں صاحب، وہ میری سیکرٹری ہے۔"

وہ بولا۔ "پھر میں اپنی التجا آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میں یہ دیکھنے کے لئے آیا تھا کہ آپ کی کمپنی اتنا بڑا ٹھیکہ لینے کی حیثیت رکھتی بھی ہے یا نہیں۔"

میں نے کہا۔ "مگر بڈ پر صاحب، آپ نے کیا طے کیا؟"

بگ بڈ پر پامر نے آہستہ سے غرایا۔ پھر بولا۔ "عیسیٰ کی قسم۔ میں بہت اچھا دوست ہوں۔ اب یہی تمام بات منحصر ہے۔"

اور پھر چائے وغیرہ پی کر وہ تو چلا گیا لیکن میں ایک نئی مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ تم جانتی ہو کہ میں نے یہ مسئلہ کس طرح حل کیا۔

"بخوبی جانتی ہوں۔ میرا دل ہر وقت آپ کو دعا دیتا رہتا ہے۔ ہم لوگ نہیں تو تاک بگر ڈپرکی بیوتوفی پر ہنستے رہتے تھے۔"

دونوں کی آنکھوں میں وہ واقعہ پھر ایک مرتبہ رقصاں ہو اٹھا۔
سیٹھ جی بگریڈیر کے جاتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے تھے اور پھر جلدی سے کوملا کو بلا کر دروازہ بند کر کے بے ساختہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے تھے۔ کوملا پہلے تو سمجھ نہیں پائی کہ آخر بات کیا ہے؟ لیکن جب اُسے سارا واقعہ بتایا گیا تب وہ حالات سے آشنا ہوئی۔

سیٹھ جی تھوڑی دیر رونے کے بعد جب ہوش میں آئے تو بولے۔

"میرے سامنے ایک نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے۔ ایک طرف محبت ہے اور دوسری طرف زندگی کی عظیم مسرتوں کی تعبیر اور حسین خواب ہیں۔ ساحل پر آکر کشتی اس طرح غرقِ آب ہوگی یہ کسے معلوم تھا۔ وہ تو ایسا ظالم ہے کہ اگر اس کی حکم عدولی کی گئی تو مجھے تمام فوجی ٹھیکوں سے برطرف کر دیگا اور کوئی تعجب نہیں ——" کہہ کر سیٹھ جی سہم گئے۔ پھر آواز آہستہ کر کے بولے۔ "ہو سکتا ہے پچھلے ٹھیکوں کے لئے مجھ پر مقدمہ دائر کر دے۔"

کوملا سمجھ رہی تھی کہ اب اُسے قربانی کا بکرا بننا ہی پڑے گا۔ وہ رونے لگی تھی۔

اس طرح کتنا عرصہ گذر گیا تھا، پتہ نہیں کب ادھر سے کرن، کرن، کرن، —— ٹیلیفون کی گھنٹی بج اُٹھی —— سیٹھ جی نے ہڑبڑا کر ریسیور اُٹھالیا اور جس بات کا انھیں خطرہ تھا وہی بات نکلی۔ ادھر سے بگریڈیر کا پی اے بول رہا تھا۔

"بگریڈیر صاحب دریافت کر رہے ہیں کہ آپ ٹھیکہ لینے کا فیصلہ کر چکے ہیں یا نہیں؟"
سیٹھ جی نے کہا تھا۔ "جی ہاں، میں نے تو ٹینڈر بھیجا ہی تھا۔"
پی اے نے ریسیور پر ہاتھ رکھ کر کسی سے بات چیت کی جو صاف سنائی دی۔
کچھ دیر بعد پی اے نے کہا۔ "اچھی بات ہے۔ بگریڈیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ اپنی بیٹی کو کب بھیجیں گے، بات تو طے ہو چکی ہے"

سیٹھ جی نے کچھ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو انگریزی نہیں جانتی۔"

پھر ادھر کچھ بات چیت ہوئی۔

پی اے نے کہا۔ "کوئی بات نہیں ہمارے یہاں ترجمان ہیں۔"

سیٹھ جی نے وقت لینے کے لئے کہا تھا۔ "اچھی بات ہے، میں اسے بھیجدوں گا"
کہہ کر سیٹھ جی نے کومولا کے چہرے کی طرف دیکھا تھا۔ اس کا چہرہ بالکل سیاہ پڑ گیا
تھا۔ سیٹھ جی بولے۔

"گھبراؤ نہیں۔ میں تمہیں نہیں بھیجونگا۔ بھلے ہی میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں
پڑ جائیں۔"

چند لمحات دونوں خاموش رہے۔ آخر کومولا بولی تھی۔ "پھر؟"

سیٹھ جی نے کہا تھا۔ "چھوڑو اس مسئلے کو۔ ایک بڑھیا سی غزل
سناؤ۔ مریں گے تو گاتے ہوئے مریں گے۔"

تب کومولا نے بہت آہستہ آہستہ ایک غزل سنائی تھی۔ اب دونوں میں سے کسی
کو بھی یاد نہیں کہ وہ غزل کیا تھی۔ شاید اس میں کچھ اشعار ایسے تھے۔ جن کا مطلب تھا
کہ پھر کس لئے پردہ ہے جو تو ہے وہی میں ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن غزل سنتے سنتے سیٹھ جی ایکدم متاثر ہو کر بولے تھے۔ "جو تو ہے، وہی
میں ہوں۔ ٹھیک تو ہے۔" یا اسی قسم کی کوئی اور بات۔ پھر انہوں نے کہا تھا
"مجھے حل مل گیا۔ جو تو ہے وہی میں ہوں۔"

کومولا لمحہ بھر کے لئے خوفزدہ ہوا تھی کہ محبت اور دولت کے لالچ کی کشمکش
میں گرفتار ہو کر سیٹھ باگڑیا کا دماغ پٹڑی پر سے اُتر تو نہیں گیا۔

لیکن سیٹھ جی نے خود آپ ہی اس کا شک رفع کر دیا۔ بولے۔ "خیریت یہ ہوئی کہ اس
نے تمہیں ایک جھلک ہی دیکھا ہے۔ چلو میرے ساتھ چاوڑی بازار کی طرف۔ وہاں
ہم ہو بہو تمہاری شکل کی کوئی عورت تلاش کریں گے، اُسے وہی کپڑے پہنائیں گے جو تم

اس وقت پہنے ہوئے تھیں اور پھر سونے کی طشتری میں طبق چڑھا کر اس انسان نما حیوان کے سامنے پیش کر دیں گے۔ وہ ابھی ابھی ہندوستان آیا ہے۔ وہ ہرگز اس ردّو بدل کی شناخت نہ کر سکے گا۔ چلو۔ وقت ضائع نہ کرو۔"

دونوں اس تلاش عظیم کے سفر پر روانہ ہو گئے اور سچ مچ ایک مسلمان طوائف کھوج نکالی گئی جو کافی حد تک کو مولا کی ہم شکل تھی۔ رنگ روپ وہی تھا، اُسی طرح کمر کے نیچے کا حصّہ وزنی تھا۔ چال اسی طرح ہنس کی تھی۔ ہاں، ناک کی بناوٹ میں معمولی سا فرق تھا، لیکن ایک جھلک میں ناک کا فرق کہاں نظر آتا ہے؟

لیکن اس طوائف کو جب ساری بات سمجھائی گئی تو وہ بولی —— "نا بابا، میں گوروں دروں کے جھمیلے میں نہیں پڑتی۔"

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ یہ تو صرف مول بھاؤ کا داؤ پیچ ہے۔ انہوں نے بات چیت شروع کی اور آخر سودا طے ہو گیا۔ پہلی دفعہ بگرہ ڈیر کے دل بہلاؤ کی فیس جس قدر رکھی گئی، آئندہ ہر مرتبہ کی ملاقات کے لئے اس سے کہیں کم فیس طے ہو گئی۔

سیٹھ جی نے دریافت کیا۔

"تمہیں کوئی مرض تو نہیں ہے۔؟"

اس نے انکار کر دیا۔ پھر بھی سیٹھ جی نے اپنے ایک بھروسے کے ڈاکٹر سے اس کی جانچ کرالی۔ اور ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق احتیاطاً جو علاج اور صفائی ضروری تھی وہ بھی کرا دی۔

اس طوائف کے پہنچنے سے پیشتر ہی سیٹھ جی بگرہ ڈیر کے یہاں پہنچ گئے تھے۔ بگرہ ڈیر انھیں تنہا دیکھ کر غرّا اُٹھا۔ لیکن سیٹھ جی نے کہا تھا۔ "آپ عورتوں سے واقف نہیں۔ بناؤ سنگار میں کافی وقت ضائع کر دیتی ہیں۔ وہ آتی ہی ہو گی۔ اس وقت تک میں کاروبار کی بات کر لوں۔"

بات پانچ منٹ میں ختم ہو گئی تھی۔ تب تک وہ بنی ہوئی سیکریٹری بھی آ گئی۔ سیٹھ جی [illegible] بگرہ ڈیر [illegible] تا کہ اُسے

زیب دیا جا رہا ہے تو ممکن ہے سیٹھ جی کو اسی طرح اور اسی مقام پر گولی مار دی جاتی اور لاش کا بھی پتہ نہ لگتا ۔ کہدیا جاتا ۔ ٹرک کے نیچے کچل گیا اور اوّل بات تو یہ ہے کہ پوچھتا ہی کون !

لیکن سیٹھ جی نے دیکھا کہ بگریڈیر نے نہیں پہچانا تو وہ خوشی خوشی واپس آ گئے تھے اور انہوں نے تمام باتیں کومولا کو سنائی تھیں ۔

اس پر سلسلہ وار تعجب ظاہر کیا گیا تھا اور قہقہے لگائے گئے تھے ۔ کومولا کو اسی روز سے سیٹھ جی پر بے پناہ یقین ہو گیا تھا ۔ اس روز سے وہ ان کی صرف سایہ بنکر رہ گئی ۔ وہ جو کچھ کہتے وہی کرتی ۔

آج ایک عرصہ بعد اُن تمام واقعات کو یاد کر کے پھر قہقہے بلند ہو اٹھے لیکن اب کومولا کا خیال وہ نہ تھا جو اس وقت تھا کہ بگریڈیر سے بچنا بہت بڑی کامیابی تھی ۔ پھر بھی اس نے قہقہوں میں ساتھ دیا ۔ کیونکہ اس قدر لحیم شحیم اور بیسیوں جنگوں کا منجھا ہوا شخص بیوقوف تو بنایا ہی گیا تھا ۔

کومولا بولی ۔ " اب بتائیے کیا ہو ؟ سلوترا سے فارمنی کس طرح حاصل کی جائے ؟ "

سیٹھ جی بولے ۔ " ہوتا کیا ہے ۔ بزنسگ روم میں ایک کمرہ ہی بک کرا لو ۔ وہاں سے ٹیلیفون کرا دینا ۔ بس ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ "

کہنے کو تو سیٹھ جی نے کہدیا ۔ لیکن بات کچھ موزوں نظر نہ آئی ۔ کومولا کے کچھ کہنے سے پیشتر ہی وہ خود بولے ۔ " چلو آج تو اُسے ٹال ہی سکتے ہیں ۔ میں اُسے اپنی ایک ایسی پارٹی میں دعوت دلوا دیتا ہوں ۔ جس میں مرکزی حکومت کے ایک وزیر بھی شامل ہوں گے ۔ سلوترا کتنا بھی گدھا ہو ۔ لیکن ایسی پارٹی چھوڑنا نہ چاہے گا ۔ "

کومولا بولی ۔ " لیکن یہ تو کوئی حل نہیں ہوا ۔ "

سیٹھ جی ہنستے ہوئے بولے ۔ ... ہی وہ ... حل کی تلاش کرنے ... ہیں وہاں

کئی حل اس طرح کے بھی ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کل سلوترا اس تہارے پر ہی نہ ہو، جہاں وہ آج ہے۔ "

کومولا نے اس کا یہ مطلب لگایا کہ سیٹھ جی شاید اس کا انتظام کر چکے ہیں۔ بولی ۔ "کیا آپ نے کچھ سنا ہے ؟"

"نہیں، میں تو یونہی کہہ رہا ہوں۔ کام بن گیا۔ باقی دیکھا جائیگا پھر رومولا کی حفاظت کرنا ہماری کمپنی کے آئین میں نہیں۔ ہم تو محض انسانیت کے ناطے یہ کوشش کر رہے ہیں۔ نہ بچا، ہو سکے تو اپنے کو کیا۔ "

سوامی ابھیدانند نے ہنس کر اپنے جگمگاتے نقلی دانتوں کی چمک بکھیرتے ہوئے کہا۔ "سیٹھ جی، مجھے اس کا کوئی غم نہیں ہے۔ یہاں ان باتوں سے کیا لینا دینا؟"

لیکن سیٹھ منوہر لال بگڑ اٹھے بولے۔ "اُس ودّ نیکے کے ایڈیٹر کی یہ مجال کہ آپ کی خبر شائع نہیں کی۔ "

سوامی جی اپنے گیروا رنگ کے ریشمی کرتے سے کھیلتے ہوئے بولے۔

"سیب بڑگُن نے آ کر مجھے بتایا کہ روزانہ "سماچار" نے میرے "ستسنگ" کی خبر شائع نہیں کی تو میں نے کہا۔ میں ایڈیٹروں کی آزادی میں یقین رکھتا ہوں۔ اگر ایڈیٹر کو اس خبر میں خبر کی خوبی نظر نہیں آئی تو وہ اسے کیوں شائع کرے ؟"

لیکن سیٹھ جی نے فوراً نمبر مانگا اور جب نمبر مل گیا تو سیکریٹری کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے بولے۔ "آپ اسی وقت چلے آیئے۔ "

سوامی جی نے کہا۔ "تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ اگر میرے پیغام میں اتنی جان نہیں ہے کہ وہ خود اپنی خبر گیری کر سکے۔ تو میں کہوں گا کہ اسے اس طرح مصنوعی سہاروں سے زندہ رکھنا مناسب نہ ہوگا۔ پھر موجودہ دور میں تو خود دیکھئے۔ گھوڑ

کلجگ ہے۔"

سیٹھ جی درمیان ہی میں بول پڑے۔

"زمانے کو میں کیا دیکھوں۔ مغربی تہذیب کی بدولت لوگوں میں اب چھوٹے بڑے کا لحاظ ہی نہیں رہ گیا۔ اُس ایڈیٹر کے بچے کو یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ میری جو بھی عزت، شہرت اور دولت ہے۔ وہ سب آپ جیسے فقیروں کے قدموں کی خاک کی بدولت ہی ہے۔"

سوامی اچھیدانند جی پھر سے اپنے نقلی دانتوں کی خوبصورت چمک بکھیرتے ہوئے بولے۔ "رام رام۔ میں کہتا ہوں۔ ایک حقیر کیڑا۔ اُن کے غلاموں کا غلام" کہہ کر اُنھوں نے جس طرف بھگوان کرشن کی ایک تصویر ٹنگی تھی۔ اس کی طرف پرنام کیا۔ بولے۔

"جو کچھ مجھے وہ کہے گا میں وہی کروں گا۔"

سیٹھ جی کچھ کہنے ہی والے تھے کہ اُدھر سے کرن۔ کرن۔ گھنٹی بج اُٹھی اور سیکریٹری نے اُسے اُٹھا لیا۔

سیٹھ جی نے اشارے سے پوچھا۔ "کون ہے۔؟"

جواب ملا۔ "سلوترا صاحب ہیں۔"

سیٹھ جی نے پریشان چہرہ بنایا، بولے۔ "کہہ دو کہ سوامی جی کے ساتھ ستسنگ میں ہیں۔"

سیکریٹری نے یہی کہا اور اس دوران سوامی اچھیدانند کسی منتر کو دہراتے رہے گویا وہ یہ سب سُن ہی نہ رہے ہوں۔

سیکریٹری نے فون بند کر کے سوامی جی سے کہا۔ "سلوترا آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

سوامی جی کی خواہش تو ہوئی کیونکہ سلوترا بھی اُن کو گرو سمجھتا تھا۔ لیکن انہوں نے آنکھیں کو بند کر لیں۔ وہ اپنی توجہ جب سمجھ گئے تھے کہ اس

وقت اپنی نفسیات پر قابو پانے کا طریقہ یہی ہے کہ خواہش پر قابو پایا جائے جو خود پر قابو نہیں کر سکتا تو وہ جوگی کیا ہوگا؟

سیٹھ جی نے کہا۔ "کہدو سوامی جی سمادھی میں ہیں؟"

سیکریٹری نے ایسا ہی کہدیا۔

لیکن سلوترا بولا۔ "تو پھر سیٹھ جی کو دو۔"

سیکریٹری نے فون بند کر کے یہ بات سیٹھ جی کو بتائی تو سیٹھ جی نے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے اشارہ کیا اور انہوں نے خود بھی آنکھیں بند کر لیں۔

سیکریٹری لمحہ بھر حیرت سے یہ نظارہ دیکھتا رہا۔ پھر خود ہی سوچ سمجھ کر فون پر بولا۔

"یہاں تو سبھی لوگ سمادھی میں ہیں۔"

آخر فون بند ہو گیا۔ اس دوران "سماچار" کے ایڈیٹر نرنجن شرما آ گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف سوامی ابھیدانند آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور دوسری طرف سیٹھ جی بھی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں۔ سیکریٹری ٹیلیفون پر بیٹھا تھا، اس لئے انہوں نے بھی سیٹھ جی کے پیچھے بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں۔

سیٹھ جی نے تو اُسے نہیں دیکھا۔ لیکن سوامی جی تو ماضی مستقبل اور حال کے جاننے والے تھے۔ اس لئے وہ ایک آنکھ سے سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ جب سلوترا کی جھنجھٹ ختم ہو گئی تو بولے۔

"میں یہ سوچ رہا تھا کہ بھگوان کے کرشمے انسان کی سمجھ سے باہر ہیں۔ مجھ میں ضرور کوئی خامی ہے۔ اسی لئے تو میں صحیح قسم کی دھڑکنیں پیدا نہیں کر پاتا۔ آپ جانتے ہیں نہ سیٹھ جی کہ موجودہ سائینس کے مطابق دُنیا کی ہر چیز میں ایک دھڑکن ہے۔ ایک روانی ہے، ایک تیزی ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ میں جیسا چاہتا ہوں اُسی مقدار میں ویسا کر نہیں پاتا۔ اسی لئے میں اب ہمالیہ میں جا کر تنہائی اختیار کر لوں گا۔"

سیٹھ جی یکایک بلسلہ بیان کچھ نہیں پائے۔ لیکن پہلے کی گفتگو سے سلسلہ ملاتے ہوئے بولے۔

"آپ اس معمولی بات کے لئے رنجیدہ نہ ہوں۔ جو میں نے اس سلسلے کو......"

اسی وقت اُن کی نگاہ پیچھے بیٹھے ہوئے نرنجن شرما پر پڑی۔ پہلے تو ایکدم سٹپٹا گئے۔ پھر خشک لہجہ میں بولے۔

"تم کب سے بیٹھے ہو؟"

سوامی جی نے جواب دیا۔ "جب ہر چیز وہ جو کسی کے سہارے قائم ہے اور وہ سہارا ایک ہیں۔ بلکہ سب سہارے ایک طرف ایک ہیں اور سب سہارا لینے والی چیزیں دوسری طرف آپس میں ایک ہیں تو وہ پھر نہ تو آنے جانے کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ اُٹھنے بیٹھنے کا۔ کیا ایک قطرہ پانی سمندر میں 'اُٹھ بیٹھ' آجا سکتا ہے؟ یہ سب فریب خیال ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ لوگوں کے کہنے کا محض ایک طریقہ ہے۔ دراصل دھڑکن یا روانی کے علاوہ سب کچھ مصنوعی ہے۔"

سیٹھ جی نے سر جھکا کر سوامی جی کو پرنام کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نرنجن شرما اور سیکریٹری نے بھی اُن سے زیادہ جھک کر پرنام کیا۔

پھر بھی سیٹھ جی ایکدم بگڑ کر بولے۔

"نرنجن! تم دنیا جہان کے بدمعاشوں، مکاروں، بدکاروں کی خبریں شائع کرتے ہو۔ اور سوامی جی کی خبر شائع نہیں کرتے؟"

نرنجن شرما گڑگڑاتے ہوئے بولے ـــــ "بدمعاشوں کی خبریں کہاں شائع کرتے ہیں؟ ہم تو امریکن ڈھنگ کی جرائم کی دلچسپ خبریں شائع کرتے ہی نہیں۔"

سوامی جی ایکدم تیور بدل کر بولے۔

"اچھا، سیٹھ جی، اب سمجھ میں آیا، آپ کے ایڈیٹر صاحب کو امریکنوں سے نفرت ہے۔ تو تم کمیونسٹ ہو؟"

سوامی جی نے آخری کہا ہوا سوال سیدھا نرنجن سے کیا۔
سیٹھ جی بولے — "اچھا۔ میں یہ بات نہیں سمجھ پایا تھا۔ تو آپ اندر ہی اندر ہماری جڑ کاٹ رہے ہیں۔"

یہ تمام باتیں اتنی جلدی جلدی کہی گئیں کہ بیچارے نرنجن شرما کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ آخر جب اُسے موقعہ ملا تو بولا۔

"ارے مہاراج! میرا سیاست سے کیا تعلق؟ میں ایک معمولی بال بچے دار غریب آدمی ہوں۔ مجھے نہ روس سے مطلب ہے نہ امریکہ سے۔ بس روٹی کماتا ہوں۔"

سیٹھ جی بگڑتے ہوئے بولا

"جب تمہارا کوئی اصول ہی نہیں تو تم سیاست پر اپنی رائے اور ایڈیٹوریل کس طرح لکھا کرتے ہو؟"

نرنجن شرما بھی پرلے گھاگھ تھے۔ بولے — "میرا ذاتی تو کچھ بھی نہیں، لیکن آپ اکثر تقریریں اور بیانات وغیرہ دیتے رہتے ہیں، انہیں سے میں گائیڈینس لیتا ہوں۔"

سیٹھ جی اس خوشامدانہ گفتگو سے کچھ نرم پڑے۔ بولے۔

"کیا تمہیں یہ پتہ نہیں کہ میں کس سے گائیڈینس لیتا ہوں؟"

نرنجن شرما بخوبی جانتا تھا کہ اُن کی تمام تقریریں قریب بیٹھا ہوا سیکریٹری رام نواس لکھتا تھا۔ جو کسی زمانے میں انگریزی اخبار میں اسسٹنٹ ایڈیٹر تھا لیکن سیٹھ کو نوکر دکھلنی ظاہر کرنا تھی۔ بولے۔ "میں انھیں کے قدموں میں بیٹھ کر جو کچھ سیکھتا ہوں۔ اُسی کو دنیا کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔"

سوامی جی بھی موقعے سے کیوں چوکتے۔ انہوں نے بغیر کچھ کہے ہوئے بھگوان کرشن کی تصویر کی طرف ہاتھ جوڑ دیئے اور بولے۔ "جو کچھ وہ کراتا ہے۔ وہی میں کرتا ہوں۔ وہ جو کچھ کہلواتا ہے۔ وہی میں کہتا ہوں۔"

نرنجن شرما سوچ رہے تھے کہ اس بلائے ناگہانی سے نجات کیونکر حاصل ہو

کیونکہ اگر اس طرح ملازمت سے علیحدہ کردیا گیا تو دو چار مہینے فاقہ کشی کرنے کے بعد ایڈیٹری نہ سہی پروف ریڈری تو مل ہی جائے گی - لیکن اگر کمیونسٹ ہونے کے جرم میں علیحدہ کیا گیا تو کسی بھی اخبار میں کسی بھی طرح کی ملازمت ملنی ناممکن ہو جاوے گی۔ یکایک بول اُٹھے۔

" مہاراج غلطی تو ہو گئی، حالانکہ یہ غلطی میری نہیں، کسی اسسٹنٹ کی غلطی ہے لیکن اسے میں اپنے سر لے لیتا ہوں۔ اب جو کفارہ کہیئے کردوں۔ آپ کے ہر حکم کو بجا لانا میرا فرض ہے۔"

سوامی جی بولے۔

" میں تو کچھ کہتا نہیں، میں تو گرو کے فضل و کرم سے (پھر اسی تصویر کو پرنام کرکے) اس نیچی سطح سے بلندی پر پہنچ چکا ہوں۔ لیکن نرگن وغیرہ کی خواہش ہے کہ مستنگ کا ایک بڑا سا فوٹو شایع ہو جائے۔"

سیٹھ جی کو یہ نرگن نام کا شخص قطعی پسند نہ تھا۔ کیونکہ سوامی جی کے نام پر برابر رقعے بھیجا کرتا تھا اور یہ کہہ کر رد کر دیتا تھا کہ سوامی جی کو ضرورت ہے۔ بولے

" سوامی جی نرگن کی خواہش کیا ہے اس کے مطابق ایڈیٹر صاحب کو چلانا مناسب نہ ہوگا کیونکہ جمہوریت کا سب سے بڑا اصول ہے کہ اخبار نویس آزاد ہوں۔ آپ کی خواہش کیا ہے، یہ فرمائیے۔ آپ کا حکم ہمارے سر آنکھوں پر۔"

سوامی جی بولے۔

" نرگن میں اتنی سمجھ کہاں ہے کہ وہ کوئی خواہش کرے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے متعلق اخبارات میں کچھ بھی شائع نہ ہو۔ لیکن اسے بھی درگذر نہیں کیا جا سکتا کہ اخباروں میں شائع ہونے سے بھگتوں کو سہولت ہو جاتی ہے۔ کہاں تک سب کو الگ الگ خبر کی جائے۔"

نرنجن شرما بیچ ہی میں بول اُٹھا۔ " ہمیں کیا انکار ہے۔ جس طرح دوسروں کی خبریں شائع کر دیتے ہیں، اسی طرح آپ کی خبریں بھی شائع کر دیا کریں گے۔ اس

سے ہمارے اخبار کی عزّت قیمت میں ہی اضافہ ہوگا۔ "
سیٹھ جی کو نرگن کے یہ الفاظ خوشگوار محسوس نہیں ہوئے۔ پھر بھی وہ خاموش رہے۔ انھیں سوامی جی کی ہر بات پسند تھی کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ سوامی جی کسی خفیہ طاقت کے مالک ہیں۔ جس کی وجہ سے کامیابی اُن کے قدم چومتی ہے۔ لیکن سوامی جی اس نرگن سے اپنا پیچھا چھڑا لیتے تو بہتر تھا۔
انہوں نے نرگن سے کہا۔ "جائیے۔ آئندہ آپ سوامی جی کی سرگرمیوں پر مکمل توجہ رکھنے کے لئے اپنے مقامی نامہ نگار کو کہہ دیجئے۔ ساتھ ہی انگریزی اخبار کے ایڈیٹر ناگھتم کو بھی میرا یہ پیغام دے دیجئے۔ "
سوامی جی سمجھ گئے کہ اُن کی خواہش پوری ہوگئی ہے۔ اس لئے انہوں نے اس سلسلہ میں کچھ نہ کہہ کر یوگ کے متعلق چند باتیں بتائیں اور چلے گئے۔
سیٹھ جی انھیں کار تک پہنچانے گئے۔

سوامی جی جب اپنے آشرم میں واپس آئے تو کھانا کھانے کے بعد انہوں نے نرگن سے کہا۔
"آج میں نے سیٹھ جی کے پاس وہ لڑکی نہیں دیکھی۔ کیا وہ کہیں چلی گئی ہے؟"
"جائے گی کہاں؟ اُسے جانے کے لئے کہیں کوئی جگہ مقام بھی ہے۔ ان دنوں وہ ایک لڑکی کے ساتھ گھوما کرتی ہے — جسے وہ اپنی بہن بتاتی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیٹھ کی کوئی بابا ہے۔ کوئی چال ہے۔ "
سن کر سوامی جی بولے — "کیسی ہے؟ کیا اس کا دل بھگتی میں لگے گا؟"
نرگن نے نہایت بے رخی سے کہا۔
"ابھی میں نے صرف ایک مرتبہ ہی دیکھا ہے۔ "
سوامی جی نے کہا

وہ جو اس پر نگاہ پڑتا ۔۔ میرا دل کہتا ہے کہ وہ کوئی خاص شخصیت اور اہمیت رکھتی ہے ۔"

سوامی جی نے کھانا کھایا اور اپنے اصول کے مطابق اپنی آرام گاہ میں چلے گئے وہ دن میں دو تین گھنٹے ضرور سوتے تھے ۔ پھر ستار بجاتے تھے ۔ اس وقت سوائے نرگن کے ان کے کمرے میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکتا تھا ۔ نرگن اچھا پکھاوجی اور طبلچی تھا ۔

سوامی جی ہاتھ منہ دھو کر چار بجے تیار ہو گئے اور چائے پینے کے لئے بیٹھے وہ میز کرسی پر ہی بیٹھتے تھے ۔ کہتے تھے آسن کا پرانا نام کاشٹھا آسن (کاٹھ کا آسن) ہے ۔ سنگھاسن راجاؤں مہاراجاؤں کے لئے تھا اور کاشٹھا سن عوام کے لئے میز پر کھانے کا نام جہاں موجودہ ڈھنگ سے لگایا جاتا تھا ۔ یہ تبدیلی دور کے ساتھ تھی ۔ بس اصلی بات تو یہ تھی کہ انسان ان تمام چیزوں کے درمیان رہتے ہوئے باوجود بھی ان سے علیحدہ رہے ، کسی کے لئے کوئی کشش ، کوئی محبت اس کے دل میں پیدا نہ ہو جائے ۔ پھر جو بھی چاہے کرے ۔ بھگوان دل کے اندر دیکھتے ہیں دل کے باہر نہیں ۔

سوامی جی ویجیٹیرین اور نان ویجیٹیرین میں کوئی فرق نہیں مانتے تھے ان کا کہنا تھا کہ سب "اوتار" یہاں تک کہ بھگوان بدھ کو بھی گوشت کھانے سے قطعی کوئی پرہیز نہ تھا ۔ اور یہ حقیقت بھی یہی تھی ۔ کیونکہ یا تو یہ تسلیم نہ کیجئے کہ چوراسی لاکھ جونیوں کے بعد روح انسانی ڈھانچے میں داخل ہوتی ہے یا پھر کھانا کھانا چھوڑ دیجئے ۔ جانوروں کو جانوروں کی زندگی یا جون سے آزاد کرنا اور انہیں انسان بننے میں مدد دینا بے گناہ کس طرح شمار کیا جا سکتا ہے ؟

سوامی جی کہتے تھے ۔ پرانے زمانے میں انسانوں کے علاوہ جو بھی چرند اور پرند تھے انھیں ان کی اس نامراد زندگی سے نجات دلانے کے لئے ماضی مستقبل اور حال کو جاننے والے رشیوں نے دو طریقے نکالے تھے ۔ ایک تھا اور نہ

یگیہ اور قربانی کے ذریعہ گوشت کھانا، شکار کر کے خاص طور پر ان جانوروں کو اپنی زندگی سے آزاد کیا جاتا تھا۔ جن کا گوشت ان کے کھانے کے قابل نہ ہوتا تھا۔

تیسر چیتیا وغیرہ کو نجات دلانے کے لئے شکار کا طریقہ ایجاد ہوا تھا۔ بہت سے راجہ گوشت خور نہ ہونے کے باوجود شکار کیا کرتے تھے۔ اس کا راز محض یہی تھا کہ ان بیچارے جرندوں کو جلد از جلد انسان بننے میں مدد دی جائے۔

یہ بات ضرور تھی کہ سوامی جی ہر دفعہ گوشت کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ چائے کے وقت صرف انڈے سے ہی صبر کر لیتے تھے۔ ——— جب وہ کھانا کھا لیتے تھے تو نرگن رہا اور جو بھی بھگت اس وقت سامنے موجود ہوا آ کر ان کا "پرساد" حاصل کرتا تھا۔

جس وقت وہ نرگن کھانا کھا رہے تھے تو انہوں نے نرگن سے پوچھا:۔

"آج میرا پروگرام کیا ہے؟"

نرگن بولا ۔" ارے مہاراج۔ آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں!"

"انسانی زندگی اور جسم کی یہ تبدیلی حقیقی اور لازمی ہے۔"

لیکن نرگن سمجھا کہ اس بات کا کوئی گہرا مطلب ضرور ہے۔ بولا۔ "مہاراج کیا آپ کو کوئی خاص فکر پریشان کر رہی ہے؟"

سوامی جی کا ایک بہت بڑا سا پیالہ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے بولے۔" ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلوترا کو میری ضرورت ہے۔"

نرگن نے ابھی دودھ سے سفید دلیا آدھا بھی نکالا تھا اس نے تیزی سے باقی دلیا ڈالا پھر ٹیلی فون اٹھا کر سلوترا سے ملاتے ہوئے بولا۔

"سوامی جی آپ سے کچھ کہیں گے"

"کون سوامی؟"

"شری ایک سو آٹھ سوامی اکھیدانند جی مہاراج۔"

سلوترا نے کہا مصر کر

نرگس نے ریسیور سوامی جی کو پکڑا دیا۔ سوامی جی فون پر بولے! مجھے صبح سے ہی نہ جانے کیوں تمہاری یاد آرہی ہے۔"

سوترا خوفزدہ ہوا تھا۔ اُسے شک ہوا کہ سیٹھ جی نے شاید تمام باتیں بتادی ہیں بولا "مہاراج آپ کے رحم و کرم کی ضرورت تو ہر وقت ہے۔"

سوامی جی بولے "ہوں..."

سوترا نے یہ سمجھا کہ سوامی جی اس سے ناخوش ہیں اور ہو نہ ہو کسی طرح رومولا والے واقعہ کا انہیں پتہ لگ گیا ہے، بولا "مہاراج، ہم لوگوں نے اپنی نفس پر قابو پا لیا ہے کبھی غلطی ہو جاتی ہے اسی لئے تو آپ کے رحم و کرم حاصل کرنے کی بنی رہتی ہے۔"

سوامی جی کو اس واقعے کا قطعی کوئی علم نہ تھا لیکن انہیں ذرا سا سراغ مل گیا اور تھوڑی ہی دیر میں انھوں نے فون پر رومولا والے واقعے کی بابت بہت کچھ معلوم کر لیا۔ لیکن سوترا نے یہ نہیں بتایا کہ اس نے کسی کاغذ پر دستخط کر دیئے تھے

تمام واقعہ سننے کے بعد سوامی جی سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولے۔ "ہوں" پھر بولے "تم دفتر سے کس وقت اٹھ رہے ہو؟"

"جب حکم ہو۔"

"اچھی بات ہے اسیدھے یہیں چلے آؤ۔"

گیتا سوامی جی بولے: مجھے اس واقعہ کا پورا علم تھا۔ جو بات تم پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو اس سے بھی میں ناآشنا نہیں۔ لیکن تمہیں اس لڑکی سے علیحدہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ موجودہ دور کی وش کنیا ہے۔"

"وش کنیا؟"

"ہاں! اس سے تمہیں خطرہ ہے۔ ایسی عورت سے تمہیں کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے۔"

مدیرا نے بہ غور سے سوامی جی کے چہرے پر نگاہ ڈالی کہ کہیں اس بات میں سمجھی گی کوئی چال تو پوشیدہ نہیں۔ لیکن وہ کسی نتیجے پر پہنچ نہ سکا۔ ہاں۔ نا، کچھ کہے بغیر لیکن ساتھ ہی ڈرتے ڈرتے وہ سوامی جی کے آشرم سے چلا گیا

(۴)

جب آفتاب بالکل غروب ہوگیا تو سوامی جی نے نرگن کو کسی کام سے باہر بھیج دیا اور خود شام کی سیر کرنے کے لئے نکل پڑے۔

وہ آج انڈیا گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سیدھے سندر نگر کی طرف نکل گئے اور وہاں وہ ایک چھوٹے سے باغیچے سے گذر کر ہوتے ایک خوبصورت فلیٹ میں داخل ہو گئے

گھنٹی بجاتے ہی نوکر باہر آیا تو انھوں نے پوچھا۔

"بی بی جی ہیں؟"

نوکر نے انہیں پہلے تو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔ لیکن پھر گیروے اور سلک کے عجیب و غریب لباس کو دیکھ جھک کر پرنام کیا۔ سوامی جی دل ہی دل میں ہنسے اور خوش ہوتے بولے۔

"بی بی جی ہیں؟"

نوکر بولا "ہاں۔ آپ اندر تشریف لے چلئے"

سوامی جی اس مکان میں پہلے نہیں آئے تھے کئی سال پیشتر وہ کوہ ہوسکے گھر پر آتے تھے۔ لیکن وہ ان دنوں دریا گنج میں رہتی تھی۔ ٹھاٹ باٹ وہاں کچھ خاص نہ تھا۔ لیکن یہ تو باقاعدہ چھوٹی موٹی حویلی ہے۔ ممکن ہے کہ بہت سے راجاؤں کے پاس اس قدر آراستہ اور خوبصورت آئل پینٹنگوں سے بھرا ہوا ڈرائنگ روم

نہ ہو۔ فرش پر بہت موٹا اصلی ایرانی قالین بچھا ہوا تھا جس پر قدم پڑتے ہی ذرا جیسی لہریں پیدا ہو جاتی تھیں۔ کسی بھینی بھینی خوشبو سے بڑا کمرہ معطر تھا۔

سوامی جی یورپ کی سیر کر چکے تھے۔ وہ کھڑے ہو کر ایک ایک تصویر کا جائزہ لینے لگے۔ بلا شک و شبہ یہ تصویریں یورپ وغیرہ سے لائی گئی ہیں۔ ہاں، چند ہندوستانی مصوروں کی پینٹنگس بھی وہاں نظر آ رہی تھیں جن میں ایک بامتی رے اور ایک شیو ٹکر جی کی معلوم ہوتی تھیں۔ "یہ تو سیٹھ جی کی ہی مایا، لیکن ان کا اپنا مکان کیا ہے، اور یہ کیا ہے کس قدر فرق ہے دونوں میں دھن دولت ہے، لیکن اس قدر خوبصورتی سے آراستہ نہیں ہے وہ، لاتعداد سونا چاندی ہونے سے ہی گھر خوبصورت نہیں ہو جاتا"

سوامی جی اسی طرح تصویروں کا جائزہ لیتے ہوئے دل بہلا رہے تھے کہ کومولا کمرے میں داخل ہوئی۔ سوامی جی کو دیکھ کر ہی، اس کے تیور چڑھ گئے۔ بولی "ارے آپ"۔

سوامی جی نے بیٹھتے ہوئے کہا "کیوں کیا میں انسان نہیں ہوں یا مجھ میں گوشت نہیں ہے؟"

کومولا نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا "آپ کے جسم میں گوشت اور خون کس قدر زیادہ تعداد میں موجود ہے یہ تو میں چھ سات سال پہلے ہی سے جانتی ہوں۔ لیکن آج کس لئے آپ کی تشریف آوری ہوئی ہے؟"

چھ سات سال گذرے سوامی جی دریا گنج کے اس فلیٹ میں تشریف لے گئے تھے اور انھوں نے کومولا کے قدموں پر سر رکھ کر کہا تھا۔ "مجھ پر بھی ایک مرتبہ کرم ہو جائے تمہارا بگڑتا ہی کیا ہے؟"

اس پر کومولا نے ان کو اپنے پاؤں سے ٹھوکریں لگائی تھیں اور بُری طرح بے عزت کیا تھا۔ لمحہ بھر کو تو سوامی جی کومولا کی اس حرکت پر بے حد خفا ہو اٹھے تھے۔ لیکن جلد ہی انہیں خیال آ گیا کہ وہ سیٹھ جی سے اور تو سب کچھ کرا سکتے ہیں۔ لیکن کومولا کو ان سے جُدا نہیں کرا سکتے۔ اس لئے انھوں نے پھر ان کے قدموں میں گرتے ہوئے کہا تھا۔ "مجھ سے قصور ہوا لیکن ایک بھیک دے دو کہ سیٹھ جی سے یا اور کسی سے بھی اس کا ذکر نہ

نہ کرد گی "۔
تب کو مولانے بے ساختہ ہنستے ہوئے کہا تھا۔ " اچھی بات ہے، مطمئن رہیے
میں وعدہ کرتی ہوں"۔
اصل میں وہ یہ بھی جانتی تھی کہ سیٹھ جی کو وہ اس سوامی کے جادو سے رہا نہیں
کر سکتی۔ اس طرح اس دن حسن اور یوگ میں ایک سمجھوتا ہوا تھا۔ خاموش سمجھوتا ہوا تھا۔
خاموش سمجھوتا، جسکا مطلب یہ تھا کہ تم بھی لوٹو اور ہم بھی لوٹیں۔
اس واقعہ کے بعد اتنے سال گذر گئے تھے۔ وقتاً فوقتاً دونوں کا مقابلہ ہو جاتا
لیکن دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر کترا کر نکل جاتے۔ جب تک کوئی خاص بات
مجبور نہ کرے، کوئی بولتا نہ تھا
آج وہی سوامی اچیدانند پھر حاضر تھا۔ کیا آمد کا مقصد وہی تھا جو اس دن
تھا یا کچھ اور؟ مقصد جاننے کی خواہش ناراضگی پر فاتح ہوئی۔
سوامی جی بولے۔ "میں کسی کام سے آیا ہوں۔"
سوامی جی کی زبان سے کام کا لفظ سنتے ہی کومولا کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس
نے یہ سمجھا کہ سیٹھ باگڑیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا کوئی پروگرام بنا ہے جس میں
یہ میری مدد چاہتے ہیں۔ کومولا اس کے لئے قطعی تیار نہ تھی۔ حالانکہ اس کی حیثیت
صرف سیٹھ جی کی ایک رکھیل کے علاوہ اور کچھ نہ تھی۔ لیکن اُسے یہ یقین تھا کہ
دراصل سیٹھ جی کی حقیقی محبت کی مالکن وہ خود تھی نہ کہ وہ عورت جس سے دنیا
سیٹھانی کے نام سے واقف ہے۔ وہ سیٹھ جی کے ملازموں پر حکومت کرتی ہے۔ جبکہ
میں سیٹھ جی پر ہی حکومت کرتی ہوں۔ اگر اس نے سیٹھ جی کے اشارے پر ان کی مرضی
کے مطابق کسی غیر مرد کے ساتھ رات گذاری تو وہ بھی سیٹھ جی پر احسان ہی میں شمار
تھا۔ اس لئے سیٹھ جی واقعی اس کے بے حد احسان مند تھے۔ اُن کے ہر سلوک
اور ہر حرکت سے یہ بات آئینہ کی طرح صاف تھی۔
چند لمحات گذرنے کے بعد کومولا نے کہا۔

"فرمایئے - کیا کام ہے ؟ لیکن اس سے پیشتر آپ کے پینے کے لئے کچھ منگواؤں"
سوامی جی ہنس پڑے - "تم سے میری کونسی بات پوشیدہ ہے پینے کے لئے اور کچھ نہیں صرف پانی منگاؤ - "

"ٹھنڈا یا گرم ؟"

سوامی جی نے کہا -

"جب کچھ منگانا ہی ہے تو گرم ہی منگا دو - تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کراکری میں سب سے تازہ ترین فیشن کیا ہے ؟"

کومولا کے چہرے پر خفگی کے چند نقوش ابھر آئے تھے - وہ غائب ہو گئے اس کی باچھیں کھل گئیں - خوش ہو کر بولی -

"آپ کو میرا یہ مکان پسند آیا ؟ چلئے میں آپ کو اپنا کمرہ دکھاؤں - "

سوامی جی راضی نہیں ہوتے بولے -

"میں سمجھ گیا ہوں کہ تم خود جیتا جاگتا فن ہو - پرانوں میں تمہاری کوئی تشبیہہ نظر نہیں آرہی ہے - تمہیں اردشی کہوں تو معمولی سی یکسانیت آ جاتی ہے - تم تو نہ ماں ہو، نہ کنواری لڑکی ہو - نہ دلہن ہو - لیکن کہیں بھی یہ تحریر نہیں کہ اردشی کا ذوق وشوق اس قدر نفیس تھا - "

کومولا دل ہی دل میں بے حد خوش ہوئی - لیکن دوسرے لمحہ ہی وہ سمجھ گئی کہ جب یہ ادھیڑ عمر ٹیچر اس طرح علمی چیڑی خوشامدانہ باتیں کر رہا ہے - تو دال میں کالا ضرور ہے - آج تو سوامی جی - جی حضور مصاحبوں اور بھاٹوں کو بھی مات دے رہے ہیں - بولی :

"میں چائے منگاتی ہوں ــــ آپ تصاویر کا البم ملاحظہ فرمایئے - آپ فن کار اور فن پسند تو ہیں ہی - "

سوامی جی مسکرائے - کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ فن کا لفظ یہاں دو معنوں میں استعمال کیا گیا ہے - لوگ ایک فن ہی تو ہے -

تھوڑی دیر بعد ہی چائے آ گئی ۔ اس کے ساتھ صرف سادہ بسکٹ تھے ۔ شاید ان کی تعداد اس لئے کم تھی کہ کھانے کی چیز کی بجائے کہیں کھلانے والی کی طرف توجہ نہ ہو جائے ۔ سوامی جی سنہری ٹی سیٹ کی طرف تعریفانہ نگاہوں سے دیکھتے رہے پھر گویا تعریف کے لئے مناسب الفاظ پاتے ہوئے بولے ۔ "ان خوبصورت برتنوں میں چائے پینا تمہاری جیسی رُخ ماہتاب کو ہی زیب دیتا ہے ۔ مجھے تو شرم محسوس ہو رہی ہے ۔"

کومولا نے ہنس کر چائے انڈیلتے ہوئے کہا ۔ "میرا تو آج تک یہ خیال تھا کہ صرف شرم ہی ایک ایسی نیک خوبی ہے جس سے جناب محروم ہیں ۔"

سوامی جی شکست قبول کرنے والوں میں سے نہ تھے ۔ انہوں نے کہا ۔ "تمہارا یہ خیال ایک صورت میں درست بھی ہے ۔ کیونکہ کھانے پینے میں شرم کو خیر باد کہہ کر گذرا کرنے کے لئے ہی رشی ۔ منیوں کو کہا گیا ہے ۔"

اس طرح کافی وقت تک ان دو عظیم شخصیتوں میں بحث مباحثہ ہوتا رہا ۔ سوامی جی مسلسل تعریف کئے جا رہے تھے اور کومولا طنز کئے جا رہی تھی ۔

جب چائے ختم ہوئی تو کومولا نے کہا ۔

"پرانے زمانے میں جب آپ جیسے رشی منی کسی کے گھر تشریف لاتے تھے ۔ تو ان کے قدم میزبان اپنے ہاتھ سے دھوتا تھا ۔ پھر پوچھا جاتا تھا کہ بھگوان ! آپ بتائیے کہ آپ کی اس تشریف آوری کا مقصد ہے ۔ اس لئے موجودہ دور میں پاؤں دھونے کی بجائے پینے کو دیا جاتا ہے اور وہ بھی چائے ۔ اب آپ فرمائیے کہ اس غریب خانہ میں آج اس آمد کا مقصد کیا ہے ۔ ؟"

سوامی جی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے بولے ۔

"ہاں ! میں تو بھول ہی گیا تھا ۔ تم تو میرے ہر راز و رمز سے آشنا ہو ۔ اس لئے میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔"

پوچھیے

"شاستروں کی زبان میں پوچھوں یا معمولی انسانوں کی زبان میں۔"
کومولا بولی ــــ "آپ اس زبان میں پوچھئے جو آپ کی اپنی زبان ہے یعنی ڈھکوسلے کی زبان میں۔"

سوامی جی سمجھ نہ پائے کہ کومولا یہ طنز خوش ہو کر کر رہی ہے۔ یا حقیقت میں ناراض ہے ــــ عورتوں کے متعلق اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اُن کے طنز کے اندر خوشی ٹھیک اسی طرح پوشیدہ ہوتی ہے۔ جس طرح ڈھیر سارے خاروں کے درمیان گلاب کا خوبصورت پھول ــــ اور طنز کرتے وقت اُس کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اکثر عورت اُسی کو پسند کرتی ہے جو اس کے طنز کو بخوشی برداشت کر لیتا ہے اس لئے سوامی جی نے کومولا کے طنز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا۔
"تو اچھی بات ہے ــــ یہ بتاؤ کہ تم نے اپنی بہن کے نام سے جو بابا بنایا ہے۔ وہ کیا ہے۔؟"

"آپ یہ سوال کیوں کر رہے ہیں؟"
سوامی جی بولے ــــ "میں نے یہ سُنا ہے کہ وہ مجسّم تلونما ہے۔ اور تم سے تو میں یہ حقیقت پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا کہ اگر میں کسی کا دیوانہ ہوں تو صرف حُسن کا۔ باقی تو جیسا تم کہو گی ڈھکوسلہ ہے ہی۔"
کومولا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ بولی۔
"اچھا، یہ بات ہے۔ آپ بھی زخمی ہو کر تشریف لائے ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟"
سوامی جی نے دیوار پر لگی یامنی رلمئے کی تصویر کی طرف بنی ہوئی گائے کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"اس کا جواب میں اپنے لفظوں میں نہ دے کر کسی اور کے لفظوں میں دوں گا عورت ــــ مرد سے بہت کچھ چاہ سکتی ہے، لیکن مرد عورت سے صرف ایک ہی چیز کی خواہش کر سکتا ہے۔"

کو مولا منہ بناتے ہوئے بولی۔

"سوامی جی۔ اب دراصل آپ کا بڑھاپا آ گیا --- ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ ایسی باتیں کرتے ہیں جو نہایت گھسی پٹی ہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب عورت کے پاس صرف ایک ہی طاقت تھی جسے آپ خوبصورتی کہہ لیجئے۔ یا سیکس کہہ لیجئے میرے پاس روزانہ ایسے کئی لوگ آتے ہیں جو مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ سیٹھ جی سے میری فلاں سفارش کروا دیجئے۔ وغیرہ وغیرہ......"

سوامی جی بولے۔

"ٹھیک ہے مجھے نہ تو ترقی چاہیئے۔ اور نہ ملازمت اور نہ اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز درکار ہے۔ میں ایسی بھی کوئی چیز نہیں مانگ رہا جسے دینا تمہارے لئے ناممکن یا قابل اعتراض ہو۔ کیونکہ سلوترا کے مقابلہ میں میں خود کو گیا گذرا نہیں سمجھتا"

کو مولا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور بولی۔

"سوامی جی، یہی تو غلطی ہے آپ اپنے تخیل کے بنیادوں پر کی حکومت دلا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس میں کوئی یقین رکھے۔ لیکن آئی سی۔ ایس والے تو اسی دنیا میں ہی جنت کی حکومت دلا سکتے ہیں۔"

سوامی جی بولے۔

"تم مجھے جس قدر حقیر سمجھ رہی ہو۔ میں اس قدر حقیر نہیں۔ میں بھی بہت کچھ دلا سکتا ہوں۔ سیٹھ جی تمہیں جس طرح رکھتے ہیں۔ میں بھی رو مولا کو اسی طرح رکھ سکتا ہوں۔"

سوامی جی جوش میں وہ سب کہہ گئے جو وہ کہنا نہیں چاہتے تھے۔

کو مولا کے طنز یا نیزوں نے اُن کا کلیجہ چھلنی بنا دیا تھا۔ اس لئے زخموں کے چند قطرے اُن کے الفاظ میں جھلک اٹھے تھے۔

کو مولا بولی۔

"آپ نہیں جانتے۔ لیکن میں جانتی ہوں کہ سیٹھ جی نے مجھے دیا ہے۔ یا میں نے سیٹھ جی کو دلایا ہے --- میرے بغیر تو وہ لا ہوری دروازے کے [illegible] "

سوامی جی بولے۔ "میں بھی یہی کہہ سکتا ہوں۔ سب مجھ سے دریافت کرو، وہ یہی کہے گا۔"

کومولا کی آواز میں نرمی آگئی، بولی۔

"یہ تو محض تخیّل ہے۔ لیکن میں نے جو کچھ دیا ہے وہ حقیقت ہے۔"

سوامی جی بولے۔

"یہی تو فریب خیال ہے۔ جس کو ملا، وہ کہتا ہے میری وجہ سے ملا اور نیم کہتی ہو کہ وہ حقیقت سے دور ہے۔ اصلی بات یوں ہے کہ دنیا میں صرف دو خاص طاقتیں ہیں۔ ایک مذہب اور دوسری حسن۔ انھیں کو مرکز بنا کر دنیا کی گردش قائم ہے چھوڑو۔ اِن باتوں کو۔ اگر کچھ بتانا ہو تو بتاؤ۔ ورنہ میں خود ہی تلاش کر لوں گا۔"

کہہ کر سوامی جی نے اُٹھنے کی کوشش کی تو کومولا نے کہا۔

"آپ ہر دور کے حال سے واقف ہیں۔ اس لئے آپ سلوترا کے بہکانے میں آگئے۔ دراصل ردمولا، جہاں تک میں جانتی ہوں ایسا پھول ہے جس تک کسی کی انگلیاں ابھی تک نہیں پہنچیں۔"

سوامی جی بولے۔

"آخر وہ پھول کسی کے گلے کی زینت تو بنے گا ہی اور جو کام اُس نے اپنے لئے منتخب کیا ہے، اس میں وہ کب تک اپنی جوانی کے بکرے کی خیر منائے گی۔ کسی نہ کسی دن تو اُسے قربان ہونا ہی پڑے گا۔"

کومولا رنجیدہ ہوگئی۔ کیونکہ بات سچ تھی بولی۔

"شاید آپ کا فرمانا درست ہے ___ خیر میں اس کا پتہ بتا دیتی ہوں۔ آپ جو مرضی ہو کریں۔ لیکن مجھے درمیان میں نہ لائیے گا۔"

پندرہ منٹ بعد سوامی جی ردمولا کے مکان کا پورا پتہ لے کر اپنے آشرم میں پہنچے تو نرگن بھڑک کر بولا ___

"ارے آپ کہاں گئے تھے؟ میں بہت دیر سے آپ کی تلاش کر رہا ہوں؟"
سوامی جی بولے "کیوں؟ کیا بات ہے؟"
نرگن نے خوشی میں جھومتے ہوئے شام کا تازہ "سماچار" نکالتے ہوئے
کہا۔ "دیکھیے، آپ کا فوٹو نکلا ہے۔ ساتھ میں سیٹھ جی ہیں۔ آپ کے پیچھے میں
کھڑا ہوں۔ لیکن میرا چہرہ دھندلا بنا دیا گیا ہے۔ پہچان میں نہیں آتا۔"
سوامی جی نے فوٹو دیکھا۔ اس کے نیچے لکھا ہوا تھا
"بال برہمچاری، یوگی راج شری شری ۱۰۸ سوامی ابھید انند سیٹھ منوہر لال
باگڑیا کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے۔"
سوامی جی کے چہرے پر شیطانی سے پُر مسکراہٹ ناچ اٹھی۔ دل ہی دل میں
بولے۔ "بیوقوفوں نے سمجھ رکھا ہے کہ جنم بھر برہمچاری رہنا کوئی بہت بڑا کام ہے"
ہنس کر بولے۔
"اچھی بات ہے۔ اس مرتبہ تمہارا فوٹو بھی ٹھیک ڈھنگ سے شائع کرا دیں
گے۔ اپنے کو ان باتوں سے کیا لینا دینا ہے۔" یہ کہہ کر انھوں نے اخبار ایک طرف
پھینک دیا۔
اسی وقت دو تین دولت مند مرید آ گئے۔ سوامی جی ایکدم سلسلۂ گفتگو
ترک کر کے بولے۔ "میرا فوٹو کیوں شائع کرتے ہیں یہ لوگ؟"
اور وہ اپنے مریدوں سے بات چیت کئے بغیر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔
نرگن نے آگے بڑھ کر بھگتوں سے کہا۔
"یہ وقت ان کی سمادھی کا ہے۔ اب ملاقات نہیں ہو سکتی۔"
ایک بھگت نے گڑگڑا کر کہا۔ "تو کل آؤں۔"
نرگن نے نہایت بے رُخی سے کہا۔ "اپنا نام پتہ لکھ جاؤ۔ کل صبح
فون کر لینا۔"
پھر نرگن نے بھی اُن کی طرف ایک مرتبہ بھی نہیں دیکھا اور وہ اُسی طرف

چلاگیا۔ جدھر سوامی جی گئے تھے۔

رومولا کے دل و دماغ کو اس رات اس قدر زبردست چوٹ پہنچی تھی کہ اُس نے دو روز تک گھر سے باہر قدم نہیں رکھا اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ کمپنی نے بھی اس کی کوئی خیر خبر نہیں لی۔

اس کا نرم و نازک دل پاش پاش ہو گیا تھا۔ تو یہ ہزاروں عورتیں جو ملازمت کرتی ہیں۔ کیا اُن کو یہی سب کچھ کرنا پڑتا ہے؟ کیا آج کے اس سب سے زیادہ تہذیب یافتہ دور کا مرد۔ عورت کو صرف ایک کام کے لئے ہی موزوں تصور کرتا ہے

یہ تو بالکل عجیب و غریب موقعہ تھا کہ وہ بال بال بچ گئی۔ اسے خدا کا رحم و کرم ہی سمجھا جا سکتا ہے — نہیں — ایسی بات تو نہیں۔ کچھ آنکھیں اُس پر برابر نگاہ رکھے ہوئے تھیں۔ ورنہ سلوترا کے بے ہوش ہوتے ہی دروازہ کیسے کھل جاتا —؟

یہ سب گھڑی کے کانٹوں کی طرح ہوا کہ جب منٹ کا کانٹا بارہ کو پار کر جائے تو گھنٹے کا کانٹا ایک کا ہندسہ پار کرے۔ تو کیا اس جال کی تخلیق کرنے والا شخص اس امر سے واقف تھا کہ میں سلوترا کو شراب پلا کر بے ہوش کر دوں گی اور اس طرح اس سے نجات حاصل کر لوں گی۔ اگر وہ اس بات سے واقف تھا تو وہ خدا سے بڑھ کر نہیں تو اس کی برابر ضرور ہی ہے۔

رومولا کے دل میں اس طرح سلسلے دار خوف، تعجب، اضطرابی، بیقراری اور ساتھ ہی ساتھ ایک خاموش احترام کا جذبہ بھی پیدا ہو رہا تھا۔ چوبیس گھنٹوں کے اندر ہی اُس نے اتنا بہت کچھ دیکھ لیا تھا کہ جو ساری عمر نہیں دیکھا تھا۔ تو یہی تجارت ہے۔ اسی طرح لاکھوں کا دارا نیارا ہوتا ہے اسی طرح اعلیٰ افسران

آزاد ہندوستان کی حکومت اور عوام کی خدمت کرتے ہیں ؟ تو کیا ملک کی خدمت کا ڈھونگ، خودغرضی اور خودپرستی ہی ہے ؟

جب تیسرا دن بھی گھر بیٹھے ہی گزر گیا تو اس کی ماں نے پوچھا۔

"کیا تیری طبیعت کچھ خراب ہے ؟"

اس نے کہا۔ "نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر ؟"

"..........."

ماں نے پوچھا ۔ "اب ملازمت مل گئی تو شاید شادی کے متعلق سوچ رہی ہوگی۔"

ماں کی آنکھوں میں جہاں ایک طرف امید کی چمک تھی۔ وہاں دوسری طرف خوف کی سیاہی تھی ۔ کیونکہ ایک مدت سے یہ ایک بیٹی ہی اُن کی زندگی کا تنہا سہارا رہ گئی تھی۔ خاوند کی موت کے بعد وہ بالکل تبدیل ہو گئی تھی۔ اپنے دور کی مشہور و معروف تتلی مسز کپور یکایک بیراگن بن گئی تھی۔ گویا زندگی میں کوئی کشش۔ کوئی دلچسپی اور کوئی رعنائی باقی نہ رہ گئی تھی۔ پتہ نہیں اگر رما نہ ہوتی تو وہ کیا کرتی ؟ کئی ایک نے اس پر ڈورے ڈالنے کی کوششیں کی تھیں اور کم از کم تین شخصوں نے تو شادی کرنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تھا۔ لیکن مسز کپور کے ارادوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور بیٹی کو مرکز بنا کر اُن کی دنیا آج تک رواں تھی۔

رما نے کہا۔

"ملازمت ملی یا نہیں ملی، نہیں معلوم۔"

"تو تو کہتی تھی کہ مل گئی اور پانچسو روپے ماہوار تنخواہ ملے گی۔"

"ہاں ۔ میں نے کہا تو تھا، لیکن دنیا جس ڈھنگ کی ہے، اس میں میری جیسی ناتجربہ کار لڑکی کے لئے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا ممکن ہے یا نہیں

بس یہی سوچ رہی ہوں ۔ "

"تو یہ مسئلہ تھا ۔ "مسز کپور کی پیشانی پر بل پڑ گئے ۔ بولیں "حالات تو نہایت خطرناک ہیں ۔ پھر بھی شریف عورتیں نوکری بھی کر رہی ہیں اور گھر سے باہر بھی آتی جاتی ہیں ۔ "

رما نے پہلے کی بہ نسبت اور زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

"یہی تو سوچ رہی ہوں کہ جو عورتیں ملازمت کرتی ہیں ۔ وہ ظاہرا ہی شریف ہیں یا واقعی شریف ہیں ۔ ؟ "

مسز کپور بولیں ۔ "یہ کیا کہہ رہی ہو تم ؟ سوشما کو جانتی ہو ۔ اپنے دفتر میں وہ شاید تنہا عورت ہے ۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ پرسے میں رہنے والی کسی شریف گھرانے کی بہو بیٹی سے کم ہے ۔ "

سوشما ۔ ؟

یہ خیال بہتر ہے، چل کر اس سے کچھ صاف صاف باتیں کی جائیں ۔ ماں تو شروع سے ہی ملازمت کے خلاف تھیں ۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ یونیورسٹی کی تعلیم یافتہ لڑکی تعلیم ختم ہونے کے بعد یا تو شادی کرے یا ملازمت اختیار کرے اس کے پتا جو کچھ چھوڑ گئے ہیں اس سے معمولی گذر بسر تو ہو سکتی ہے لیکن صرف روٹیاں توڑنا اور خراٹے لینا ہی تو زندگی نہیں ہے ۔ اور شادی میں اس کی کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے ۔

وہ زندہ رہنا چاہتی ہے، اسی لئے اس نے ملازمت کا راستہ اختیار کیا تھا ۔

وہ فوراً کپڑے بدل کر سوشما کے گھر پہنچی ۔ جو ایک نوکرانی کی ساتھ ایک چھوٹے سے فلیٹ میں تنہا رہتی تھی ۔ سوشما عمر میں رما سے کچھ ہی بڑی تھی ۔ پھر دونوں کا رشتہ ہم جماعت اور سہیلیوں جیسا تھا ۔

وہ شاید سوشما کے گھر کچھ اس طرح کا چہرہ بنا کر گئی تھی کہ سوشما دیکھتے ہی بول اٹھی

"تم اداس اور غم زدہ کیوں نظر آرہی ہو۔ گویا کئی دنوں سے کھانا نہیں کھایا ہو۔"

رما بولی۔

"میں واقعی بے حد کشمکش میں مبتلا ہو کر تمہارے پاس آئی ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ کیا راجدھانی میں کسی شریف عورت کے لئے ملازمت کرنا ممکن ہے۔"

"کیا تیرا نوکری کرنے کا ارادہ ہے۔؟"

رما بولی۔ "صرف ارادہ ہی نہیں، میں نے درخواست بھی بھیج دی ہے۔"

جان بوجھ کر ہی رما نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ اس نے نوکری کے کانٹریکٹ پر دستخط کر دیئے ہیں اور اس وقت بھی وہ ملازمت میں ہے۔"

سوشما نے پوچھا۔

"شریف عورت سے تمہاری مراد کیا ہے۔ پہلے یہ بتاؤ۔"

رما بولی۔ "شریف معنی شریف۔ اس کے دوسرے معنی اور کیا ہو سکتے ہیں۔؟"

سوشما نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اگر شریف سے تمہاری مراد ہے ایسی نازک عورت جو کسی مرد کی نگاہ پڑتے ہی مرجھا جائے، یا کسی کے معمولی اظہارِ محبت سے اس کے جسم میں آبلے پڑ جائیں۔ تب تو کوئی بھی ایسی عورت ملازمت نہیں کر سکتی۔ مرد ابھی اس قدر تعلیم و تہذیب یافتہ نہیں ہوئے ہیں کہ اُن سے ہر وقت شائستہ سلوک کی امید رکھی جا سکے۔ کئی لوگ تو دورِ اول کی اُس وحشی حالت میں ہیں کہ عورت کو دیکھتے ہی اُن میں محبت کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔"

رما نے پوچھا۔

"محبت کی یا ہوس کی آگ۔"

سوشما ہنس کر بولی۔
"دراصل دونوں لفظ نہایت نزدیکی ہیں۔ جب تم یا تمہارا کوئی عزیز اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو تم کہتے ہو وہ محبت میں گرفتار ہو گیا ہے، ورنہ دوسروں کے لئے ایسی حالت کو ہوس پرستی کہا جاتا ہے۔"

اس پر دونوں نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔ لیکن رما کو محسوس ہوا کہ یہ اس کے سوال کا مناسب جواب نہیں۔ یا تو وہ اپنا سوال صحیح طریقے سے پیش نہیں کر سکی یا سوشما ہی اسے سمجھ نہیں پائی کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ بولی۔ "جانے دو اس سوال کو اب تم اپنی بابت بتاؤ کیا دفتر میں ملازمت کرنے کے ناطے کسی نے تمہاری آزادی چھیننے کی کوشش کی۔؟"

سوشما نے اس سوال کا جواب زبانی یاد کر رکھا تھا۔ تڑاک سے بولی۔ "کئی ایک داؤ پھینکا۔ لیکن میں نے دل و دماغ سے کام لیا اور اور وہ منہ کی کھا کر رہ گئے۔"

"دل و دماغ سے کیا مطلب؟"

سوشما نے کچھ تلخ ہنسی کے ساتھ کہا۔ "دل و دماغ سے میری مراد یہ ہے کہ میں نے کئی طرح کی باتیں کیں۔ جس وقت جیسا موقعہ دیکھا ویسا ہی کیا۔ جس طرح مرد ایک طرف دل پھینک ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسری طرف وہ ہر وقت اپنے علاوہ دوسرے ہر مرد سے عورت کی حفاظت کرنے کیلئے ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں۔"

رما نے کہا۔ "یہ تو دل پھینک ہیں کر دوسرا پہلو ہے۔ حفاظت کے اس پردے کے باوجود بھی عورت کو زندہ نگل جانے کی خواہش صاف نظر آتی رہتی ہے"

سوشما نے کہا۔ "ممکن ہے۔ پھر بھی ایک مرد کو دوسرے مرد کے مقابلے میں ڈھال بنا کر عقلمند عورت اپنی حفاظت ہی نہیں۔ چاہے تو دونوں کو اپنے قبضے میں رکھ سکتی۔ اصل بات ہے خود بے خوف ہونا چاہیئے اور حالت سے بچنا چاہیئے جس میں دوسری طرف سے کسی طرح کی زبردستی ہونے کا امکان ہو۔

دو گھنٹے کی گفتگو کے بعد جب رما گھر واپس آئی تو اس کے دل و دماغ میں مچلتے ہوئے طوفان خاموش ہو چکے تھے اسے اس رات زندگی کی جو جھلک ملی تھی وہ خاموش ہو چکی تھی۔ سوشما نے روانگی کے وقت جو بات کہی اس سے اُسے بڑی تسلی حاصل ہوئی تھی۔ سوشما نے کہا تھا "مرد خواہ کتنا بھی طاقت ور ہو وہ ایک صحت مند اور ایسی عورت پر جو رضا مند نہ ہو زبردستی نہیں کر سکتا۔ ہر مرد بدنامی سے خوف کھاتا ہے۔ اس لئے اپنی وحشی طاقت کا پورا استعمال نہیں کر سکتا۔ ہاں کوئی پیشہ ور بدمعاش ہو تو یہ بات جدا ہے۔

اس روز ایت وار تھا وہ کھانا کھا کر سو گئی۔

نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس کی دماغی حالت اور بھی زیادہ بہتر ہو گئی اور اس نے کپڑے بدل کر بغل کے مکان سے کومولا کو فون کیا۔

کومولا اس کی بابت فکرمند تھی، اور سیٹھ جی سے یہ کہہ چکی تھی کہ شاید وہ نوکری نہ کرے اس پر سیٹھ جی نے کہا تھا۔ "نہ کرے۔ لیکن مجھے کسی کا تختانہ مارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اب تک اس اصول پر میرا کاروبار چلتا رہا ہے۔ تو کیا اسے پانچ سو کا چیک ملازمت کے اختتام کی اطلاع کے ساتھ بھیج دوں۔؟"

اس پر کومولا نے کہا تھا "نہیں، ابھی انتظار کیجئے"۔

تو ٹیلی فون آ ہی گیا۔ رما بولی۔ "مجھے اس روز کے واقعہ سے بے حد دھکا لگا ہے"۔

لیکن کومولا نے کہا "کوئی تعجب نہیں، لیکن ایسی باتیں اس طرح فون پر نہیں کی جاتی ہیں گاڑی بھیج رہی ہوں۔ تم چلی آؤ۔ اطمینان سے بات چیت کریں گے۔"

دس بارہ منٹ کے اندر ہی رما کو مولا کے فلیٹ میں تھی۔ اسے کومولا سیدھے اپنی آرام گاہ میں لے گئی تھی۔ جان بوجھ کر ہی اس نے ایسا کیا تھا۔

دونوں میں اس رات کے واقعہ پر بات چیت ہوئی تو رما کو مولا نے کہا۔

آپ نے اس بات بارے میں دروازہ کیوں بند کر دیا تھا؟

"سلوترا کو اپنی ایمانداری ظاہر کرنے کیلئے۔"

"لیکن مجھ پر اس کا بہت بڑا انجام ہو سکتا ہے۔ یہ تو آپ تسلیم کرتی ہیں نا؟"

"ہاں۔"

"پھر؟"

"جس غیبی طاقت نے سلوترا کے بے ہوش ہوتے ہی دروازہ کھول دیا۔ وہی طاقت کوئی خطرہ ہوتے ہی تمہاری حفاظت بھی کرتی۔" رما کو اسمیں کہیں فریب نظر آرہا تھا۔ بولی۔ "کیا یہ بات سچ ہے؟"

"ہاں سچ ہے" اسمیں "لیکن" بھی شامل ہے۔ وہ یہ کہ اگر تم کو راضی کر لیتا تو وہ طاقت کچھ نہیں کرتی۔ غیبی طاقتیں ذاتی معاملات میں داخل نہیں دیتیں"۔

رما نے یکایک سوال کیا۔ "کیا آپ ہی وہ غیبی طاقت ہیں؟"

بغیر کسی جھجک کے کوہولا نے جواب دیا۔ "ہاں اس روز میں ہی غیبی طاقت کی حیثیت سے کام کر رہی تھی۔ لیکن الگ الگ موقعوں پر الگ الگ طاقتیں کام کرتی ہیں۔ مثلاً میں جب ایسی حالت میں ہوتی ہوں تو اور کوئی اس کام کو انجام دیتا ہے۔ کمپنی اپنے ہر ملازم کی ہر خطرے میں حفاظت اور امداد کرنے کو تیار رہتی ہے۔"

"یہ تو پریوں کی داستان معلوم دیتی ہے۔"

"ہے ہی یہ پریوں کی کہانی۔ جب کہ سیٹھ جی کہا کرتے ہیں۔ جب تجارت صرف تجار اور خریدار کا رشتہ ہی نہیں رہا۔ بلکہ اس کے اندر اب سماج کی ہر جماعت اور زندگی کا ہر حلقہ آجاتا ہے۔ اب وہ ایک پہیے والی مشین نہیں ہے۔ اس میں ہزاروں چھوٹے بڑے ظاہرہ اور پوشیدہ پہیے اور دندان ہیں۔ جنہیں تیل سے تر رکھنا پڑتا ہے۔ ایک بھی دندانہ کہیں دھوکا دے گیا تو ساری مشین ٹھپ ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی ہر دندان ذاتی میل ملاپ چاہتا ہے۔"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کوہولا نے پھر کہا۔ "رات کا کھانا یہیں کھاؤ آج مجھے کوئی کام نہیں ہے۔"

اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کومولا نے ریسیور اٹھا لیا ادھر سے سیٹھ جی بول رہے تھے۔

کومولا نے پوچھا: "فرمائیے کیا بات ہے؟"

رمانے نہیں سنا سیٹھ جی کہہ رہے تھے: "ارے کبھی ان لوگوں نے ہمارا آرام حرام کر رکھا ہے۔ پتہ نہیں کس طرح سٹور والا معاملہ سیٹھ کرم چند کو پتہ لگ گیا ہے اور اس نے ایک ایم۔ پی کو تیار کر لیا ہے کہ وہ پارلیامینٹ میں اس کے متعلق شور مچائے۔ بڑی آفت ہے۔"

کومولا نے کہا "آپ کچھ کر ہی رہے ہونگے۔"

سیٹھ جی نا اُمیدی سے پُر انداز میں بولے۔

"میں کیا کروں؟ اگر اپنی پارٹی کا آدمی ہوتا تو کچھ دباؤ بھی ڈال سکتا تھا۔ اپنے کو سبھی جانتے مانتے ہیں۔ لیکن وہ تو ایک آزاد ممبر ہے۔ اس پر کسی کا دباؤ نہیں۔"

کومولا فکرمند ہوتے ہوئے بولی۔ "تو۔؟"

سیٹھ جی بولے۔

"تو کیا؟ کچھ بھی تو سمجھ میں نہیں آرہا! اور وقت بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت پارلیامنٹ میں اجلاس چل رہا ہے۔ پتہ نہیں کس وقت وہ کھڑا ہو کر بکنے لگے۔ یوں ہونا جاتا تو کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ پارٹی کو الیکشن کے وقت میں نے پانچ لاکھ نقد چندہ دیا تھا۔ پھر بھی ایک بدنامی اور رہائے کے لئے تو ہو گی ہی۔"

کومولا نے پوچھا — "میں کیا کر سکتی ہوں۔ اگر میرے لائق کوئی کار خدمت ہو تو فرمائیے۔؟"

سیٹھ جی نے نا اُمیدی سے کہا۔ "یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔"

سیٹھ جی کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر بولے۔ "وہ لڑکی رومولا کہاں ہے

کچھ اتا پتہ ہے ؟"

کو مولا کا ماتھا ٹھنکا - بولی - "اس روز سے اس کا پتہ ہی نہیں ہے آپ فرمایئے ناکام کیا ہے ؟"

سیٹھ جی گویا الفاظ تلاش کر رہے تھے اور صحیح الفاظ انھیں مل نہیں رہے تھے - بولے -

"اتنا تو میں نے کر لیا ہے کہ اس کا پورا پتہ لگا لیا ہے - وہ ایم پی، یہیں نارتھ ایونیو میں اکیلا رہتا ہے - کم از کم دلّی میں تو اس کی کہیں آمد و رفت ہے نہیں - خشک طبیعت کا شخص ہے - ہاں لکھنے پڑھنے کا شوق ضرور ہے -"

کو مولا نے پوچھا — "ایسا شخص پارلیمنٹ کا ممبر کس طرح منتخب کر لیا گیا - ؟"

"منتخب تو اس لئے ہو گیا کہ پہلے اچھے ٹیچروں میں اس کا شمار ہوتا تھا اپنی کمائی میں سے گذارہ لائق تھوڑے سے پیسے رکھ کر باقی طلبا میں تقسیم کر دیتا تھا - اور وہی طالب علم الیکشن کے وقت کام آئے - اب الیکشن پھر نزدیک آرہا ہے - اس لئے سیٹھ کرم چند کی دی ہوئی جانکاری پر وہ راتوں رات مقبولیت حاصل کر لینا چاہتا ہے -"

"اچھا ؟"

"ہاں -"

(٦)

سیٹھ کرم چند کی خواہش تھی کہ سبھی نامہ نگار پارلیمنٹ میں اس وقت موجود رہیں - جس وقت پوروال سوال اُٹھائیں - یوں وہ جانتے تھے کہ اگر نامہ نگاروں سے کہا جائے کہ ... [illegible] ... ہے

اِس لئے سیٹھ جی نے ایسا کچھ نہیں کیا اور اپنے ملک واقف کار نامہ نگار کے ذریعے اُس روز آئی، این، آئی سی، بلڈنگ میں چائے پارٹی کا بندوبست کرا دیا۔ سیٹھ باگڑیا کے اخبارات میں تو سوالیہ خبریں شائع ہوتی ہی نہ تھیں۔ اور اگر ہوتی بھی تھیں۔ تو مختصر الفاظ میں۔ لیکن اور بھی بہت سے اخبارات تھے۔ خود کرم چند کے بھی ملک بھر میں کئی اخبار تھے۔

اس کے علاوہ سیٹھ باگڑیا کے دشمنوں کی بھی کمی نہ تھی۔ کچھ لوگ ان سے حسد رکھتے تھے۔ اور چند ایسے تھے جو کسی نہ کسی وجہ سے اُن سے خار کھائے بیٹھے تھے۔

سیٹھ کرم چند نے اور بھی بقیہ تمام انتظامات کر لئے اور نو بجے صبح دن رام ناتھ پوروال کے بنگلے پر پہنچ گئے۔ لیکن وہاں تو پوروال کا کہیں پتہ نہیں تھا۔

کرم چند کا ماتھا ٹھنکا۔ انہوں نے پوروال کے تنہا گھریلو ملازم سے پوچھ تاچھ کی تو اس نے بتایا کہ کل چار بجے اُن کے پاس بڑے گھرانے کی دو عورتیں آئی تھیں اور چھ بجے پوروال صاحب ہوائی جہاز سے جودھ پور روانہ ہو گئے۔

"جودھ پور؟"

"ہاں۔ مجھے تو کچھ بتایا نہیں۔ میں نے یوں ہی سن لیا تھا۔" کہہ کر اُس نے اپنی عقلمندی ظاہر کرنے کے لئے کہا۔

"جودھ پور نہ ہوگا تو جے پور ہوگا۔"

جودھ پور ہوتا تو پھر بھی کچھ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اب یہ معلوم نہیں کہ وہ جودھ پور گئے ہیں یا جے پور گئے ہیں۔ تو پھر کیسے کیا کیا جائے؟

انہوں نے ملازم سے پوچھا۔

"پہلے سے اُن کا پروگرام تھا؟"

کرم چند یہ راز جاننے کے لئے کوشاں تھے کہ آخر یہ فریب کس نے دیا ہے پوروال نے یا کسی اور نے؟"

انہوں نے ملازم سے پوچھا۔ "کب تک آئیں گے یہ کچھ کہہ گئے ہیں؟"

ملازم نے کہا۔
"پہلے سے تو کوئی پروگرام نہیں تھا۔ جلدی میں تو میں نے سوٹ کیس تیار کیا سو دانت کا منجن بھی رہ گیا۔ آج صبح آنے کو کہہ گئے تھے۔ جلسہ رات کو ہونے والا تھا۔"

تو وہ کسی جلسے میں گئے ہیں۔ ان سیاسی لیڈروں کو جلسہ مل جائے تو انھیں کسی دوسری بات کا ہوش نہیں رہتا۔ جلسے کا مقصد یہی ہے کہ اُن کی پبلسٹی ہو۔ اخبارات میں اُن کا ذکر ہوتا کہ اُن کے علاقہ کی پبلک یہ سمجھے کہ اس نے نہایت لائق اور قابل شخص کو منتخب کیا ہے اور اس سے آئندہ الیکشن میں آسانی ہو۔ لیکن پارلیمنٹ سے زیادہ بہتر پبلسٹی کا اور کونسا ذریعہ ہے جس سے تمام ملک میں پبلسٹی ہو سکتی ہے شام ہوتے ہوتے وہ ملک بھر میں مقبولیت حاصل کر لیتے۔ کیونکہ کرم چند نے پورن لال کے فوٹو کی کاپیاں بھی تیار کرائی تھیں۔ جو کم از کم دہلی کے اخبارات کو تقسیم کر دی جاتیں۔

ایسے شاندار اور ملک بھر میں پبلسٹی ہو جانے کے موقعہ کو چھوڑ کر وہ جودھ پور میں کسی دو کوڑی کے جلسے کی صدارت کرنے گئے۔ یہ کس قدر افسوسناک بات ہے سوچا ہوگا کہ یہ پبلسٹی تو ہوگی ہی۔ پھر یہ بھی ساتھ ہو جائے تو نقصان ہی کیا ہے پبلسٹی کے لئے ان لوگوں کے لالچ کی کوئی حد نہیں ہے۔

شاید وہ مقبولیت حاصل کرنے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

یہ بھی تو معلوم نہیں کہ کہاں گئے۔ یوں تو پتہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ خاص طور پر چارٹر کیا ہوا جو ہوائی جہاز گیا ہوگا اس کا پتہ لگانا مشکل نہیں۔ ساتھ ہی اس کے مسافروں کی بابت معلوم کرنا بھی کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ لیکن وقت بہت کم ہے۔

پورن لال نے بڑی پریشانی میں ڈال دیا۔
انہوں نے ملازم سے پوچھا۔

"کتنے بجے آنے کو کہہ گئے ہیں ۔؟"

"کہہ گئے ہیں کہ دس بجے ہوائی جہاز آئے گا ۔ مجھ سے کہا ہے کہ گیارہ بجے کھانا تیار ملے ۔ کیونکہ پارلیمنٹ جانا ہے ۔"

سیٹھ جی نے بے صبری سے گھڑی پر نگاہ ڈالی ۔ ابھی ساڑھے نو بجے تھے ۔ پتہ نہیں کیوں انھیں یہ محسوس ہوا کہ دال میں کہیں کالا ضرور ہے ۔ انہیں اس کی تہ میں سیٹھ باگڑیا کا ہاتھ صاف دکھائی دے رہا تھا ۔ اچھا وہ دو عورتیں کون تھیں ۔؟

انہوں نے ملازم سے سوال کیا ۔ "جو دو عورتیں آئی تھیں، وہ کون تھیں ۔ وہ پہلے بھی کبھی یہاں آئی تھیں ؟"

نوکر نے اپنی عقلمندی کا پھر سے اظہار کرتے ہوئے کہا ۔

"اگر وہ پہلے کبھی آئی ہوتیں تو میں نہ جانتا ؟ وہ تو جمال پور سے پہلی مرتبہ ہی آئی تھیں ۔"

سیٹھ جی کو بے حد غصہ آیا بولے ۔ "ابھی تو تم جودھ پور کہہ رہے تھے ؟"

نوکر بولا ۔ "صاحب نام "ج" سے ہے ۔ مجھ پوری طرح یاد نہیں آتا میری عمر ساٹھ سال ہو گئی ۔ بابو صاحب میرے ہی سامنے پیدا ہوئے تھے ۔ ان کو میں نے اپنی گود میں کھلایا ہے ۔"

سیٹھ کرم چند کو پور دال کی پیدائش میں قطعی دلچسپی نہ تھی ۔ قطع کلام کرتے ہوئے بولے ۔

"وہ ٹیکسی میں آئی تھیں ؟"

"نہیں صاحب، اُن کی گاڑی تو بہت بڑی تھی" کہہ کر اس نے کچھ یاد کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔

"آپ کی یہ جو گاڑی کھڑی ہے ۔ اس سے بھی بڑی ۔"

"گاڑی پر خوب دھول جمی ہوئی تھی ۔"

"نہیں صاحب، بالکل چمچما رہی تھی۔ جیسے ابھی ابھی خرید کر لائی ہوں۔"

بہت بڑی گاڑی، خاص طور پر چارٹر کیا ہوا ہوائی جہاز، ان تمام باتوں سے یہی ظاہر ہوتا تھا ـــــ یہ لیڈیاں کون تھیں؟ ایک ہوتی تو کوملا کو تسلیم کیا جا سکتا تھا۔ لیکن دوسری کون تھی؟ دوسری کا بھی کچھ کچھ خیال آرہا تھا۔ لیکن پوری طرح پکڑ میں نہیں آرہی تھی۔

سیٹھ جی گیارہ بجے تک وہیں بیٹھے رہے، پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے۔ لیکن اپنے ایک خاص آدمی کو چھوڑ گئے کہ پوروال کے آتے ہی انھیں پارلیمنٹ پہنچا دے لیکن بارہ ـــ ایک ـــ دو ـــ تین بجتے چلے گئے، اور پوروال کا کوئی پتہ نشان ہی نہیں ملا۔

کافی کوشش کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ پارلیمنٹ کے ممبر رام ناتھ پوروال کل ایک خاص طور پر چارٹر کئے ہوئے ہوائی جہاز سے گئے ہیں۔ یہی لکھا ہوا تھا کہ وہ اجمیر گئے ہوئے ہیں۔ نہ جودھ پور گئے ہیں نہ جے پور اور نہ جمال پور۔ لیکن معلوم نہیں کہ اجمیر سے کہاں گئے ہیں؟

سیٹھ کرم چند کو بے حد افسوس ہوا۔ لیکن پوروال تین روز تک واپس نہیں آئے اور جب واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جودھ پور کے ایک گاؤں میں ایک جلسے میں گئے تھے اخباروں میں اس کا حال شائع ہوا تھا۔ لیکن وہاں گاؤں سے ہوائی اڈے تک آنے میں دو دن خراب ہو گئے کیونکہ موٹر راستے میں خراب ہو گئی تھی اور دوسری کوئی موٹر نہیں مل سکی۔

کرم چند افسوس ظاہر کرتے ہوئے بولے "عوام کی خدمت کا ایک شاندار موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ اور ایسا اس وجہ سے ہوا کہ سیٹھ باگڑیا نے فریب دے کر آپ کو یہاں سے ہٹا دیا اور جان بوجھ کر موٹر خراب کر دی۔"

اس پر پوروال صاحب بگڑ گئے۔ بولے۔

"میں تو مانتا ہوں کہ ایک بہت بڑا موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن میں یہ ہرگز

ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ اس میں کسی کا کوئی جال تھا۔ جو عورتیں تھیں۔ وہ جودھپور کی ہی رہنے والی تھیں اور وہیں رہ گئیں۔ "

اس پر کرم چند نے کہا ۔۔۔ " میں جان گیا ہوں وہ عورتیں کون تھیں وہ کہ ایسی کی عورتیں تھیں۔ بہت تعلیم یافتہ اور کلچرڈ ۔۔۔ لیکن پوری طرح باگڑیا کے اشاروں پر ناچنے اور بنچلنے والیاں ۔۔۔ آپ میرے ساتھ شام کو چلئے گا، میں کھلاؤں گا کہ وہ عورتیں کون ہیں ؟ "

لیکن پورن ۔۔ نے کسی بھی قیمت پر اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ بولے۔

" واہ ۔۔ میں آدمی کو نہیں پہچانتا ۔۔۔ میں یونہی آزاد ممبر نہیں بن گیا ہوں ۔۔۔ بلکہ مجھے تو اب یہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ سیٹھ باگڑیا کے خلاف سوال اٹھانے کا جو مسئلہ مجھے دے رہے ہیں۔ اس میں آپ کا کٹھ پتلا بن رہا تھا معاف فرمایئے۔ میں آزاد ممبر ہوں ۔۔۔ میں کسی کا کٹھ پتلا بننا پسند نہیں کرتا۔ "

سیٹھ کرم چند کو پھر ایک مرتبہ شکست کا منہ دیکھنا پڑا

(۷)

کومولا نے نہایت فکر مندانہ انداز میں سیٹھ باگڑیا سے کہا ۔۔۔ " سلوترا بہت پریشان کر رہا تھا۔ "

سیٹھ جی پہلے بھی یہ شکایت سن چکے تھے اور وہ اس سلسلے میں خود بھی کافی فکر مند تھے۔ بولے۔

" عجیب بات ہے ان عالی افسران کی اور خاص طور پر ان آئی۔سی۔ایس افسران کی یہ خاصیت رہی ہے کہ وہ کبھی کبھی ایک ہی عورت سے واسطہ نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن نہ جانے اسے کیا ہو گیا ہے۔ "

کومولا نے ۔

"میرا خیال ہے کہ اُسے یہ شک ہے کہ اُسے اُس روز دیدہ و دانستہ شراب پلا کر بیہوش کر دیا گیا۔ اور ہم نے یہ جھوٹا افسانہ گھڑ دیا۔"

سیٹھ جی مسکرائے، بولے۔ "چلو، یہ بھی ایک تاریخی واقعہ بن گیا۔ سوال یہ ہے کہ اب کیا ہو۔؟"

"ہاں، یہی تو دردِ سر ہے۔"

سیٹھ جی اپنی آواز آہستہ کرتے ہوئے بولے۔

"یوں تو میں نے اُس کے تبادلے کا انتظام کر دیا گیا ہے لیکن اس میں ابھی وقت لگ سکتا ہے۔ اب اسے دُور کرنا ہی پڑے گا ـــ کیونکہ ایک بڑا کام پھر آ رہا ہے اور اگر یہ اسی وزارت میں رہیگا تو یہ کام نہیں بننے دیگا۔ یا ایسی قیمت طلب کرے گا جو ہم شاید دینے کی صورت و حالت میں نہ ہوں۔"

آخری الفاظ سیٹھ جی نے ایک ایک کرکے ادا کئے۔ گویا وہ ہر لفظ کو تول کر کہہ رہے ہوں۔

کومولا نے کہا۔ "وہ تو ایک ہی قیمت وصول کرنا چاہے گا۔"

سیٹھ جی فکر مند ہو اُٹھے۔ بولے۔ "ہاں، اور میں جہاں تک اس لڑکی کو سمجھ پایا ہوں۔ یہ دشوار گذار ہے۔"

کومولا کو نہ جانے کیوں سیٹھ جی کا یہ خیال پسند نہیں آیا۔ وہ سمجھ نہیں پائی کہ انہوں نے یہ الفاظ "یہ دشوار گذار ہے۔" تعریف میں ادا کئے یا محض حقیقت کی ایک خشک کیفیت تھی۔ مشکل تو ہے ہی ـــ جب گھوڑا پہلے پہل گاڑی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ تو مشکل پیش آتی ہی ہے۔ لیکن سیٹھ جی اس سے گھبرانے کیوں لگے کیا یہ اُن کی ضعیفی کی علامت ہے۔ یا اُن کو اس لڑکی سے کوئی غیر قدرتی ہمدردی ہو گئی ہے۔ ایسی ہمدردی مجھ سے تو کبھی نہیں رہی ہے۔"

غیر قدرتی اس لئے کہ دولت حاصل کرنے کے لئے مقابلے سیٹھ جی نے کبھی کسی چیز کو اہمیت نہیں دی۔ اب تو وہ ضعیف ہو چکے ہیں لیکن جس وقت وہ نوجوان تھے

اور یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ ان دنوں وہ کومولا سے محبت بھی کرتے تھے۔ اس وقت بھی انہوں نے اُسے عالی افسران کی نفسیاتی آگ میں جھونکنے میں کوئی پس و پیش نہ کی تھی۔

تقریباً اشکبار آنکھوں سے وہ رخصت کرتے تھے اور جب وہ اعلیٰ افسران کی نفس دہوس کی شکار ہونے کے بعد واپس آتی تھی۔ تو وہ اس سے کئی دنوں تک اچھی طرح آنکھ نہ ملا پاتے تھے۔ ہاں پہلی ہی ملاقات میں وہ کاغذ جس کے لئے سب کچھ کیا گیا، لے لیتے تھے، اس طرح لے لیتے تھے گویا یہ عورت کے حیض کا گندا کپڑا ہو۔ مشکل سے اُسے چھوتے تھے ایسا نظر آتا تھا کہ وہ شاید اُسے دور پھینک دیں گے۔ لیکن آخر میں وہ اسے تہ کر کے کُرتے کی سب سے اندرونی جیب میں رکھ لیتے تھے۔

اور دو چار دن گذر جانے کے بعد زندگی پھر اُسی رفتار سے چلنے لگتی تھی۔

لیکن اب ؟

اب کیا ہوگا ؟

اُس لڑکی سے جو اس سے تقریباً پندرہ سال چھوٹی تھی۔ اسے حسد محسوس ہوا کاش وہ عورت نہ ہو کر مرد ہوتی تو وہ خود سیٹھ کی آنکھوں کی سامنے اُس کے ساتھ زنا کرتی۔ لڑکی لڑکی سب یکساں ہیں۔ پھر یہ کمزوری کیوں۔ کومولا پہلے تو ان کی محبوبہ تھی پھر اُن کے ہاتھ کی کٹھ پتلی یا دشس کنیا بنی۔ لیکن رتو مولا تو شروع سے ہی کرائے کی ٹٹو ہے۔ اُسے رکھا ہی اس لئے گیا ہے کہ وہ کینوا س کرے، پھر اس کے ساتھ یہ اپنا پن کیوں۔؟ جہاں بے رحمی اصول ہے۔ وہاں آج یہ رحم و کرم کیوں۔ عجیب بات ہے۔ ہے نا۔

ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔ پھر یہ کینوا س بھی عجیب لفظ ہے۔ دوکانوں پر کھڑی حسین نوجوان لڑکیاں اپنی لپ اسٹک معطر جسم۔ تقریباً کھلے ہوئے سینے اُبھری ہوئی چھاتیاں۔ اکثر ربڑ کی مدد سے اُبھاری گئی چھاتیوں سے کینوا س کرتی ہیں۔ اُنھیں گاہک کو دیکھ کر مسکرانے کے لئے سکھایا جاتا ہے۔ اب تو کھدر کی دوکانوں پر بھی یہی چلتا ہے یہاں تک کہ کسی عالی عہدہ دار شخص سے شاید

سابق فائینس منسٹر نے بھی یہ کہا تھا ۔ بزنس بزنس ہی ہے خواہ وہ کھدر ہی کا کیوں نہ ہو۔ اس کے بھی وہی اصول اور وہی طریقے ہیں ۔

لیکن سیٹھ جی تو اس حلقہ کے نپولین ہیں۔ انہوں نے کینویسنگ کو آخری حد تک پہنچا دیا ہے۔

پھر وہ اب کیوں گھبراتے ہیں۔ بولی ۔ "اب آپ مورل اور کریکٹر پر زیادہ توجہ دینے لگے ہیں ۔"

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ کوملا کی کونسی رگ کراہ رہی ہے ۔ بولے ۔

"اس وقت ہم نا تجربہ کار تھے ۔ لیکن اب ہم بہت کچھ سیکھ چکے ہیں ۔"

کہیں گفتگو جذبات کی رو میں بہہ نہ جائے ۔ اس لئے سیٹھ جی نے جلدی ہی سلسلۂ گفتگو تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"سنو" یہ کہہ کر وہ کوملا کے بالکل قریب آ گئے اور اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کان میں کچھ کہا۔

سنکر کوملا پھڑک اٹھی۔ بولی۔ "واہ آپ نے بہت اچھی بات کہی ۔ میں ابھی سلوترا سے کہتی ہوں ۔ میں نے کہا بھی تھا کہ ابھی میڈیکل رپورٹ وغیرہ تیار ہو رہی ہے ۔"

تھوڑی دیر بعد کوملا اپنے گھر میں تھی ۔ وہاں وہ سیدھے ٹیلیفون کے پاس جا رہی تھی کہ اُس کے ملازم خاص نے کچھ باتیں بتائیں ۔ جس سے وہ ایکدم ٹھٹھک کر کھڑی ہو گئی ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس کا اُسے خیال تک نہ تھا۔

سیٹھ جی کا بڑا لڑکا اپیندر ناتھ باگڑ یا چند دنوں سے اس کے پیچھے پڑا ہوا تھا ۔ ایک دن تو اس نے اس کے ہاتھ بھی پکڑ لئے تھے ۔ آخر سیٹھ جی کا ہی لڑکا تو تھا ۔ لیکن یہ خواب میں بھی خیال نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہے گا۔

جب کوملا نے اُسے سمجھایا تو وہ بولا۔

در کومولا - تم مجھ سے نہ ہو --- تم جانتی ہو کہ مجھے تمہارے مقابلے میں کہیں زیادہ جوان اور حسین عورتیں مل سکتی ہیں --- یہ بھی تو نہیں کہ تم ایک ہی شخص تک محدود ہو - "

کومولا نے کہا تھا --- "میں نے ہمیشہ تمہیں اپنے بیٹے کی طرح سمجھا ہے اور اسی طرح تم سے سلوک کیا ہے - "

اس پر اُپیندر نے غصّے سے کہا تھا۔

"بیٹا سمجھنے سے ہی کوئی بیٹا نہیں ہو جاتا --- میں نے تو تمہیں ہمیشہ یہی سمجھا ہے کہ تم ایک اپسرا ہو - اور اپسراؤں کا نہ کوئی شوہر ہوتا ہے نہ بیٹا --- تم میری بات مان جاؤ - میں تمہیں وہ عیش کراؤں گا - جو تمہارے تخیّل سے بھی دور ہیں میں تمہیں اپنی سیکریٹری کی حیثیت سے تمام باہری ممالک کی سیر کراؤں گا - تب تمہیں زندگی کا لطف معلوم ہوگا - ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے - "

یہ سن کر کومولا نے جھٹک کر ہاتھ چھڑا لیا تھا اور کہا تھا --- "تجھے شرم نہیں آتی میرے ساتھ اس طرح کی گفتگو کرتے ہوئے - تو مجھے اپسرا یعنی رنڈی بتاتا ہے - "

اس پر اُپیندر نے اُسے پکڑ کر چومتے ہوئے کہا تھا -

"خواہ کچھ بھی کہوں - لیکن تمہیں نہ جانے کیوں کبھول نہیں پاتا - میں جب دس سال کا تھا اسی وقت سے تمہارے لئے ایک انجانی اور ان چاہی محبّت دل کی خاموش گہرائیوں میں پرورش پاتی رہی ہے - میں دو بچّوں کا باپ بن چکا ہوں - پھر بھی میں آج تک تمہیں نہیں بھول پایا - ابھی حال ہی میں میں پیرس میں دو مہینے رہ کر آیا کہ شاید تمہیں بھول جاؤں - لیکن نہیں بھول سکا - " کہہ کر اُس نے پھر کومولا کو اپنے بازوؤں کی گرفت میں لے لیا تھا اور اُسے چوم لیا تھا۔

اور پھر کومولا نے اپنے پاؤں سے چپل نکال کر اُپیندر کی خوب پوجا کر دی تھی لیکن اُپیندر اپنا بچاؤ کرنے کی بجائے اسی طرح چپل کھاتا رہا گویا وہ محض ایک بت

ہے۔ ادھر کومولا چپل پھر پاؤں میں ڈال کر چپ چاپ وہاں سے چلی گئی تھی۔ مڑ کر دیکھا بھی نہ تھا کہ اُپیندر کیا کر رہا ہے۔

اِس واقعے کے بعد اکثر آتے جاتے دونوں کا مقابلہ ہو جاتا۔ لیکن دونوں چپ چاپ رہتے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اُس دن کے واقعہ کو دونوں نے اپنی زندگی سے اسی طرح نکال کر دور کر دیا ہے۔ جس طرح کسی جلسے کی کارروائی میں سے کوئی واقعہ یا کوئی ناگوار گفتگو نکال دی جاتی ہے۔

اس کے بعد یہ واقعہ۔

شروع میں کومولا زیورات کی بیحد شوقین تھی۔ آئے دن کوئی نہ کوئی زیور خریدتی رہتی تھی۔ لیکن ادھر کئی سال سے اُس نے کوئی چیز نہیں خریدی تھی۔ لیکن ایک ہفتہ گذرا نہ جانے وہ کیسے ایک جوہری کی دوکان پر چلی گئی اور اس نے چھبیس[۲۶۰۰] سو روپے کے ٹاپس خرید لئے۔

جوہری کومولا سے بخوبی واقف تھا۔ اس نے باگڑیا کمپنی کے نام ایک رقعہ لکھدیا اور ٹاپس لے کر چلی آئی تھی۔

آج جوہری نے اطلاع دی تھی کہ رقعہ کی ادائیگی نہیں ہوئی۔ پہلے تو اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا۔ اُسے محسوس ہوا کہ گویا اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کھسکتی جا رہی ہے اور وہ بیہوش ہو کر گر جائے گی۔

اس نے فوراً جوہری کو فون کیا تو معلوم ہوا کہ جوہری کا ایک خاص نوکر کیشیر کے پاس گیا تھا اور کیشیر نے اُسے اُپیندر کے سامنے پیش کر دیا تھا تو اُپیندر نے اُس پر دستخط کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔

یہ جان کر کچھ تسلّی ہوئی کہ یہ حرکت اُپیندر کی تھی نہ کہ سیٹھ جی کی۔

تو یہ اعلانِ جنگ تھا۔ آمنے سامنے کی جنگ۔ نقلی چوٹ نہیں اور اس واقعہ کے آٹھ ماہ گذر جانے کے بعد۔

ساوتری والا واقعہ اس کے دل و دماغ سے قطعی دور ہو چکا تھا اس کے

ساتھ ہی دور ہوگئی تھی وہ ترکیب جو سیٹھ جی نے اُسے سمجھائی تھی - اور جس کی اُس نے اُس وقت بہت تعریف کی تھی۔

وہ فوراً گاڑی پر سوار ہوئی اور سیٹھ جی کے پاس پہنچی اور بغیر کسی دیباچہ کے بولی۔ "کیا اب میری کوئی قیمت نہیں رہ گئی ہے۔؟"

یہ کہہ کر اس نے رقعہ لوٹانے کی بات سنائی۔ لیکن اب جان بوجھ کر اُس کی آٹھ مہینے کی پُرانی وجہ ظاہر نہیں کی۔ ناراض ہونے کے باوجود وہ باپ بیٹے میں کوئی فرق ڈالنا نہیں چاہتی تھی۔ ساتھ ہی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ سیٹھ جی کے دل کو کسی طرح کوئی صدمہ پہنچانا نہیں چاہتی تھی۔

سیٹھ جی کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ بولے۔

"چلو اچھا ہوا وقت سے آگاہی ہو گئی — ابھی تو میں زندہ ہوں۔ انہیں پتہ نہیں کہ باگڑ یا کمپنی کی بنیادیں کس پر رکھی گئی ہیں۔"

کہہ کر پہلے انہوں نے رقعہ کی رقم کی ادائیگی کی منظوری کے لئے دستخط کئے اور حکم دیا کہ فوراً ایک چپراسی کے ذریعہ یہ رقم جوہری ہرداس کو پہنچا دی جائے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے خاص کارکن کو بلا کر کہا — "حساب لگا کر بتاؤ کہ سولہ سال میں ایک ہزار روپیہ ماہانہ کے حساب سے کتنی رقم ہوتی ہے۔؟"

خاص کارکن کو بے حد تعجب ہوا کہ یہ کام تو منیموں اور کیشیروں کا ہے پھر بھی اس نے حساب لگا کر بتایا۔ "ایک لاکھ بانوے ہزار"

سیٹھ جی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اونہوں۔ اس میں سود در سود نہیں شامل کیا گیا — اچھا موٹے طور پر ہم دو لاکھ فرض کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ رقم تین لاکھ تک پہنچے گی۔ ابھی سب سے پہلے دو لاکھ روپے کو مولا جی کے نام سے دور ہو جانے چاہیئے۔"

خاص کارکن جانے لگا۔ تو سیٹھ جی نے پھر کہا۔

"[illegible] فوراً"

یہ کارروائی کر دیجئے کہ وہ زمین اور اس پر بنی ہوئی ساری جائداد کوملا جی کے نام ہو جائے۔"

کوملا کی آنکھیں اشکبار ہو اٹھیں۔ وہ بولی۔ "مجھے اتنی رقم کی ضرورت کیا ہے؟"

"میرا بھی یہی خیال تھا۔ لیکن اب میرا بڑھاپا آتا جا رہا ہے کسی بھی دن اس دنیا سے رخصت ہو سکتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے بعد تمہیں کسی طرح کی پریشانی برداشت کرنی پڑے۔ میں نے اتنی اتنی رقمیں تو نہ جانے کتنی مرتبہ آئی سی ایس اور فوجی افسران کو دے ڈالی ہیں۔ تم تو میری لکشمی ہو۔"

دوسرے دن ہی اُپیندر کو ہندوستان سے باہر جانے پر مجبور ہونا پڑا۔ سیٹھ جی ہر مرتبہ پالم یا صفدر جنگ تک اُسے چھوڑنے جاتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ وہ نہیں گئے۔

اصل وجہ سے سیٹھ جی قطعی ناآشنا تھے۔ وہ تو صرف یہی سمجھ پائے تھے کہ اُپیندر کوملا کو قطعی پسند نہیں کرتا۔

(۸)

دوسرے روز کوملا بغیر کسی اطلاع کے سلوترا کے دفتر پہنچ گئی اور اپنے نام کا رقعہ اندر بھیجدیا۔

سلوترا نے اپنے چپراسی سے پوچھا۔ "وہ محترمہ اکیلی ہیں یا اُن کے ساتھ کوئی دوسری عورت بھی ہے؟"

چپراسی نے جواب دیا۔ "اکیلی ہیں جی"

سلوترا ... [illegible]

ہی ایسا رُخ بتایا گو یا کو مولا میں اُس کی کوئی دلچسپی ہی نہ ہو۔
کو مولا نے دیکھ تو ۔ اُس کا چہرہ اُتر گیا۔ چھوٹتے ہی بولی "بڑا غضب ہو گیا۔"
سلوترا کچھ خوفزدہ ہوا تھا۔ لیکن زیادہ نہیں۔ خوفزدہ اس لئے کہ اس نے اپنی زندگی میں بے شمار گناہ کئے تھے۔ پتہ نہیں اُس کے کس گناہ کا پردہ فاش ہو گیا ہو۔ بولا۔ "کیا ہوا ؟"
پہلے کی بہ نسبت اپنے چہرے کو اور بھی سنجیدہ بناتے ہوئے بولی۔ "میڈیکل رپورٹ آ گئی ہے ....."
اس نے ایسے لہجے میں کہا۔ گو یا کسی کو پھانسی لگنے والی ہے۔ بولی۔ "میں تو کہیں کی بھی نہیں رہی۔ آپ نے بہت بڑا جرم کیا۔"
"میں نے۔" سلوترا کے کان کھڑے ہو گئے۔
"ہاں۔ آپ نے نہیں تو اور کس نے ۔ ؟ میڈیکل رپورٹ یہ ہے کہ کو مولا حاملہ ہے۔"
سلوترا سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اگر ایسا ہوا ہے تو مجھے کیا خطرہ ہے۔ بولا۔
"ہوں ۔"
کو مولا نے ضد کے ساتھ کہا۔ "لیکن میں اپنی بہن کی زندگی کسی قیمت پہ بھی برباد نہیں ہونے دوں گا ۔"
سلوترا نے بغیر کسی پس و پیش کے جواب دیا۔ " تو پھر حمل گروا دو۔ یہاں کئی ڈاکٹروں کا یہی پیشہ ہے۔ ایسی خاص بات کیا ہے ۔ ؟ سو دو سو کا خرچ ہی تو ہے ۔"
"نرسنگ ہوم کے ریکارڈوں میں یہ بات درج ہو چکی ہے ۔ اب یہ واقعہ ظاہر ہوئے بغیر رہنے کا نہیں۔ کسی نہ کسی دن سب لوگ جان جائیں گے ۔ اس لئے صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔"
"وہ کیا ۔ ؟"

"وہ یہی کہ آپ اس سے باقاعدہ شادی کر لیں۔"
شادی کا نام سنتے ہی سلوترا کے ہوش باختہ ہو گئے۔ کسی طرح سنبھل کر بولا ــ "کیا تم دیوانی ہو گئی ہو؟ ــ میری بیوی ہے۔ چار لڑکے ہیں۔ سماج میں میرا مقام ہے۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ اب سرکاری قانون کے مطابق دو شادیاں نہیں ہو سکتیں ــ شادی کرتے ہی مجھے استعفا دینا پڑے گا جس طرح حال ہی میں ایک صاحب کو دینا پڑا۔"
کومولا قطعی متاثر ہوئے بغیر بولی ــ "آپ استعفا دے دیجئے۔ میں نے پتہ لگایا ہے کہ آپ کے پراوڈینٹ فنڈ میں لاکھ دو لاکھ ہو گا۔ اس کے علاوہ آپ نے دس بیس لاکھ اور بھی بنائے ہی ہوں گے۔ پنشن تو ملے گی ہی پھر آپ کو فکر کس بات کی ہے ۔ ؟"
"اور پہلی بیوی ؟"
"اُسے جو مرضی ہو کیجئے۔ یہ بتانا میرا کام نہیں۔"
سلوترا نے دیکھا کہ کومولا بالکل آمادہ ہے تو وہ بولا۔
"معاف کر دیں کسی طرح بھی دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ ابھی تک ایک تہذیبی لیڈر اور عالم شخص مجھے شمار کیا جاتا ہے۔ ایک بیوقوف لڑکی کے لئے میں اپنی شہرت اور عزت خاک میں ملا دوں۔ اپنی زندگی تباہ و برباد کر دوں؟"
کومولا نے سلوترا کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ بولی۔
"دیکھئے رج کے بنگلے پر جو لوگ اس وقت ڈیوٹی پر تھے وہ سب گواہی دیں گے۔ اس کے علاوہ میڈیکل رپورٹ ہے۔ اگر آپ نے انکار کیا تو مجھے وکیل سے صلاح لے کر زناکاری کا آپ پر مقدمہ چلانے پر مجبور ہونا پڑے گا"
سلوترا نے دیکھا کہ واقعی سب ثبوت تیار ہیں۔ زناکاری کا مقدمہ تو چل نہیں سکتا۔ بدنامی کافی ہو سکتی ہے ــ کیا پتہ کچھ سزا ہو جائے۔ کومولا نے جو بات نہیں کہی تھی ــ ایک سابق مجسٹریٹ ہونے کے ناطے وہ بات اُسے یاد

آگئی ۔۔۔ پہلے سب لوگ ایک ریسٹورنٹ میں گئے ۔ وہاں کھایا پیا ۔ پھر کورٹ میں
رج پہنچے ۔ وہاں یہ سب ہوا ۔ بولا ۔
"سیٹھ جی پر بھی تو آنچ آئے گی ۔۔۔ وہ کبھی ایسا نہ ہونے دیں گے ۔ "
"وہ میں سیٹھ جی سے دریافت کروں گی ۔ آپ بتلایئے کہ آپ کو میری بات
منظور ہے یا نہیں ۔۔ ؟"
سلوترا بولا ۔ "نہیں ۔"
کوملا تقریباً اٹھتے ہوئے بولی ۔ "تو پہلے میں مسٹر سلوترا سے بات کروں
اس کے بعد جو بھی مناسب قدم ہو گا اٹھاؤں گی ۔"
مسٹر سلوترا کا نام سنتے ہی سلوترا کے رہے سہے ہوش و حواس بھی ہوا ہو گئے
اس نے کوملا کو بٹھالیا اور گھنٹی بجا کر چپراسی کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا پھر کوملا
سے بولا ۔
"آؤ ساری باتیں اطمینان سے کی جاویں ۔۔۔ اس قدر اہم سوال ہے ۔ تم
اتنی جلدی میں بنٹارا کیوں کرنا چاہتی ہو ۔۔ ؟"
کوملا بولی ۔ "میری اکلوتی بہن کی زندگی اور موت کا سوال ہے اور
آپ کہتے ہیں کہ میں جلد بازی سے کام لے رہی ہوں ۔ ایک تو چوری اوپر سے
سینہ زوری ۔ میں اینٹی کرپشن سے بھی ملوں گی ۔"
سلوترا یہ سن کر اکڑ گیا اور پھنکارتے ہوئے بولا ۔ "میں پرواہ نہیں کرتا
جیل میں تمہارے عاشق سیٹھ یا گردیا کا بھی ساتھ ہو گا ۔۔ "
کوملا قریب چیختے ہوئے بولی ۔
"میں اپنی بہن کے لئے ساری دنیا کو جیل کھچوانے کو تیار ہوں ۔ میرے ہی
یقین پر وہ آپ کے ساتھ بیٹھی رہی اور آپ نے اس کی زندگی برباد کر دی ۔"
اسی وقت کافی آگئی ۔ سلوترا نے ٹرے کوملا کی طرف بڑھا دی ۔ لیکن کوملا
نے کوئی توجہ نہ دی ۔

سلوترا نے کہا ۔

"دشمنی رکھنے میں بھی تہذیب کا خیال رکھا جاتا ہے ۔ کافی بناؤ ۔ تمہارے ہاتھ کی کافی میں خاص شیرینی ہوتی ہے ۔"

کومولا نے پہلے کچھ سوچا اور پھر کافی بنانے لگی ۔

دونوں چپ چاپ کافی پیتے رہے ۔ جب پیتے پیتے کئی منٹ ہو گئے تو سلوترا نے کہا ۔ "اب یہ بتاؤ کہ تم چاہتی کیا ہو ۔ ؟"

کومولا نے بغیر کسی جھجک کے کہا ۔ "میں تو صرف یہی چاہتی ہوں کہ آپ اس سے شادی کر لیں ۔"

سلوترا اس دفعہ گرم نہیں ہوا ۔ ایک گھونٹ کافی پی کر نہایت پر سکون انداز میں بولا ۔

"کیا سیٹھ جی تم سے شادی کر سکتے ہیں ۔ ؟"

کومولا نے غصے سے جواب دیا ۔ "آپ سیٹھ جی کا نام نہ لیجئے ۔ اُن کو میں اپنا دیوتا مانتی ہوں ۔ اُن کے لئے میں آگ میں بھی کود سکتی ہوں ۔ موت مجھے قطعی خوفناک معلوم نہیں دیتی ۔ انہوں نے میرے ساتھ کبھی زبردستی نہیں کی ۔ بلکہ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ شادی کر لینے کے بعد میری وہ عزت نہ رہ جائے گی جو اس وقت ہے ۔ میں سیٹھانی اور مسز سلوترا کی صف میں آ جاؤں گی ۔ اب حالت یہ ہے کہ ملائی ملائی تو میں کھاتی ہوں اور سیٹھانی تلچھٹ میں گذارہ کرتی ہے لیکن رومولا کی بات جدا ہے ۔ اس کے ساتھ آپ نے پہلی ملاقات میں ہی زبردستی کی سماج میں اُسے منہ دکھانا ہے ۔"

سلوترا ہر بات پر غور کر چکا تھا ، بولا ۔ "تو اس کیلئے اس واقعہ پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک شوہر کی ہی تو ضرورت ہے نا ۔ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں ۔ ہمارے دفتر میں ایک ہی کنوارا نوجوان اس وقت ایک معاملہ میں پھنسا ہوا ہے ۔ اُسے بچانا یا جیل بھجوانا [illegible] شادی

کرلیگا۔ اس کے بعد رومولا اور میرے وہی تعلقات رہیں گے جو تمہارے
اور سیٹھ جی کے درمیان ہیں۔"

اپنی سمجھ میں سلوترا نے نہایت سمجھداری کی بات کہی تھی۔ اس کے پُر اطمینان
چہرہ سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ لیکن رومولا کو یہ تجویز سخت ناگوار گزری۔ بولی
"اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اس کی بقیہ زندگی بھی برباد کر دینا چاہتے ہیں۔" پھر کچھ
دکھاوے کے ساتھ کافی کا پیالہ سامنے سے ہٹاتے ہوئے بولی۔ "آپ کا حل
مسئلہ سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے۔ اس سے مسئلہ حل ہونے کی بجائے اور بھی الجھ
جاتا ہے۔

کہہ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔ "آپ سیدھے سے مانیں گے نہیں۔ میں
مسز سلوترا کے پاس جاتی ہوں۔ انہیں کے روبرو اس جھگڑے کا فیصلہ ہوگا
اور نہیں تو عدالت تو ہے ہی۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ ایک عالی افسر ہونے کے ناطے
آپ نے دوسری لڑکیوں کے ساتھ جو روز ظلم کیا ہے اس کی سزا سے
آپ محفوظ رہ جائیں گے۔ تو آپ سخت غلطی پر ہیں۔ میں یہ معاملہ پارلیمنٹ
میں اٹھاؤں گی۔ پھر دیکھئے گا۔"

مسز سلوترا کے نام سے تو وہ یوں ہی گھبرایا ہوا تھا اب پارلیمنٹ
کا ذکر آتے ہی اس کے اوسان ہوا ہو گئے۔ وہ بُری طرح گڑگڑانے لگا۔ "غلطی
ہو گئی۔ اب جو بھی تمہارا منشا ہو میں دینے کو تیار ہوں۔"

"معاوضہ یہی ہے کہ آپ رومولا سے شادی کر لیجئے۔ جو بھی کچھ ہو۔"

سلوترا اور بھی گڑگڑا کر بولا۔ "اور میرے بال بچے"

"آپ اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دیجئے۔"

"یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟"

"یہ بات ممکن ہے۔ اگر آپ چاہیں تو۔ اور نہ چاہیں تو اس کے لئے سماج

ہے۔ عدالت ہے۔ پارلیمنٹ ہے۔"

اس طرح کافی دیر تک جھائیں جھائیں ہوتی رہی۔ لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر سلوترا نے کہا کہ خالی چیک پر دستخط کرنے کو تیار ہوں لیکن ابھی تم مجھے فکر نہ کرو ایک مرتبہ سیٹھ جی سے بات چیت کرنے کا موقعہ دو۔

کومولا نے کہا: "اس معاملے میں سیٹھ جی کو شامل کرنا فضول ہے"۔

"ہوا تو سب انہیں کی وجہ سے ہے"۔

کومولا دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ اب شاید اداکاری کی زیادتی ہو گئی ہے۔ بولی: "اچھا آپ لکھ کر ایک چھ ہندسوں کا ہنڈی نوٹ مجھے دے دیجئے تو میں سیٹھ جی کے حکم کا انتظار کروں گی"۔

سلوترا بولا "میں نہایت غریب ہوں۔ اتنے پیسے کہاں سے لاؤں گا۔ تم پانچ ہندسے قبول کر لو"۔

لیکن کومولا راضی نہ ہوئی۔ اس نے کہا "اس حالت میں پہلے مسز سلوترا سے ملاقات کروں گی اور پھر دوسری کارروائی کروں گی"۔

آخر سلوترا کو راضی ہونا پڑا۔ اس نے ہنڈی نوٹ لکھ دیا۔ لیکن کومولا کو صرف اس سے تسلی نہیں ہوئی۔ بولی "اس پر گواہوں کے دستخط بھی کروا دیجئے"۔

اس بات پر تھوڑی دیر تک جھک جھک ہوتی رہی۔ کومولا نے کہا: "خیر جب آپ کو دنیا سے اس قدر ڈر ہے تو میں یوں ہی لئے جاتی ہوں۔ لیکن سیٹھ جی سے آپ جلد ہی بات چیت کر لیجئے۔ میری بہن ایسی ہے کہ اس سکنڈ میں نہ جانے کتنے لکھ پتی لوٹتے ہیں"۔

کومولا نے وہاں سے سیدھے جا کر وہ ہنڈی نوٹ سیٹھ جی کو دے دیا۔ سیٹھ جی اسے پا کر بیحد خوش ہوئے اور بولے تو اس کا تبادلہ ملتوی کرا دیتا ہوں آگے وہ بہت کام آئے گا"۔

جو بھی باتیں سلوترا کے ساتھ ہوئی تھیں ان کی کیفیت کومولا نے سیٹھ جی کو سنا دی۔ دونوں کافی دیر تک خوب قہقہے لگاتے رہے۔ آئی بی ڈی پی

والوں کو خوب گالیاں دی گئیں۔

سوامی ابھیدانند جب کسی بات کا تہیہ کر لیتے تھے تو بڑھتا ہوا قدم پیچھے ہٹانا نہیں جانتے تھے۔ وہ دنیاوی حیثیت سے کامیاب پیغمبر دل اور مہاتماؤں کی طرح انسان کی شہہ زوریوں سے بخوبی واقف تھے۔ اس کے علاوہ وہ اس بات سے بھی واقف تھے کہ کس کے ساتھ کس حد تک سینہ زوری کی جا سکتی ہے مذہب اور مذہبی الفاظ ان کے محض ذریعہ تھے۔ اور اُن کا مقصد تھا صرف نفسیاتی عیش و آرام حاصل کرنا۔

انہوں نے گیروے کپڑے چھوڑ کر اور سادہ کپڑے پہن کر کئی دن رومولا کے گھر پر نگاہ رکھی۔ اس معاملہ میں انہوں نے نرگن کا بھروسہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ نرگن کو جیسا کہتے وہ اسی کو مان لیتا۔ لیکن اس میں موقع اور حالات کے تقاضے پر خود آگے بڑھ کر کچھ کر پانے کی سمجھ نہ تھی۔ اس کے علاوہ وہ نرگن کو اپنا اصل مقصد بتا کر اپنا راز بھی فاش کرنا نہیں چاہتے تھے۔

اگر وہ نرگن سے کہتے کہ میں فلاں عورت کو سادھنا میں مددگار کی حیثیت سے چاہتا ہوں۔ تو نرگن اس قدر بے وقوف تھا کہ وہ یہ یقین تو کر لیتا کہ سادھنا میں مددگار کی حیثیت سے ایک نوجوان لڑکی کی واقعی ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ کہہ بیٹھتا "مہاراج تو سب کر سکتے ہیں۔ اُسے یوگ کی طاقت سے حاصل کر لیجئے نا۔"

اس لئے اس کے ذریعے یہ کام ہونا قطعی نا ممکن تھا۔ خیریت تھی کہ وہ سیٹھوں اور مریدوں سے روپیہ اینٹھنے میں یوگ کی طاقت پر یقین نہیں کرتا تھا۔ ورنہ اس کا جیسا نام تھا ویسی ہی اس کی خصوصیت ظاہر ہو جاتی اور وہ سوامی جی کے

کسی مطرف کا نہ ہوتا ہے۔

سوامی جی نے دو دنوں میں ہی ساری باتوں کی جانکاری حاصل کر لی۔ وہ جان گئے کہ ردمولا کسی نہ کسی حیثیت سے سیٹھ جی کی ملازمت میں ہے اور کومول سے اُس کی ملاقاتیں اکثر ہوتی ہی رہتی ہیں۔ وہ سلوترا کی گفتگو سے یہ تو سمجھ ہی گئے تھے کہ ردمولا کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔

اگر ردمولا انھیں معمولی شریف لڑکی نظر آتی تو اسے حاصل کرنے کی ان کو ضدیں نہ چڑھتی۔ لیکن وہ ایک معمولی طوائف کی طرح ہے۔ اور سیٹھ جی افسران اور شاید پارلیمنٹ کے ممبروں کے خلاف (کیونکہ ایک روز انہوں نے ردمولا کو نارتھ ایونیو میں دیکھا تھا۔) استعمال کرتے ہیں۔ تو پھر کومولا اسے اُن کے پاس بھیجنے میں کیوں ہچکچائے؟ یہ تو اُس کی سراسر بدمعاشی ہے۔

کومولا پر انھیں سخت غصہ آیا تھا۔ لیکن وہ ایک کامیاب مذہبی رہنما ہونے کے ناطے اپنے مقصد کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور بیچ کے جھگڑوں نے کر منجدھار میں نہیں رہنا چاہتے تھے۔ کومولا سے لڑنا ہے۔ اُسے شکست دینا ہے۔ لیکن ابھی اُسے عملی شکل نہیں دینی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ردمولا کو حاصل کر لینا ہی کومولا کے منہ پر زبردست طمانچہ ہوگا۔ اور انتقام اور بدلے کے خیال معمولی لوگوں کے لئے ہیں۔ مہاتماؤں کو یہ زیب نہیں دیتا۔ مہاتماؤں کے لئے تو صرف مقصد ہی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ راستہ ہرگز ہرگز منزل میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔

سوامی جی یہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کس طرح اور کس وقت حملہ شروع کیا جائے۔ اسی اُدھیڑ بن میں انہوں نے ایک دن دیکھا کہ کومولا اور ردمولا کانڈ بھی ٹوپی اور سرتا پا کھدر سے لیس دو ادھیڑ عمر آدمیوں کے ساتھ گیلارڈ میں داخل ہو گئیں۔ جب وہ اندر چلی گئیں تو سوامی جی کو محسوس ہوا گویا اُن کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا طاری ہو گیا ہے۔ کناٹ سرکس میں ایک سے ایک بڑھ کر حسین دوشیزائیں گھوم رہی ہیں جنہوں نے خود کو سجانے کے لئے آخری حد تک ... طریقہ ... کو

اپنایا تھا - لیکن سوامی جی کی نگاہیں کسی پر بھی نہ ٹھہر سکیں - ان کے دل میں چینٹ دھڑدھک رہی تھی - محسوس ہوتا تھا گویا کسی عزیز کو چتا کے حوالے کر دیا ہے اور اب زندگی زندگی نہیں رہ گئی اب نہ زندگی میں کوئی کشش ہے نہ دلچسپی ہے اور نہ رعنائیاں ٹھیک اسی طرح بن گئی ہے زندگی، جس طرح ایک سرسبز میدان یکایک بالو سے بھرے ریگستان میں تبدیل ہو گیا ہو گا۔

وہ سکتے کے عالم میں تھے - تو کیا زندگی بھر کی سادھنا اور یوگ بیراگ بیکار ثابت ہوا؟ اور میں بھی اسی مرض میں یعنی محبت میں مبتلا ہو گیا - جو معمولی انسانوں کے لئے ہے - مہاتما تو نہ کسی سے محبت کرتے ہیں اور نہ دشمنی - لیکن آخر اپنے کو یہ ہوا کیا ہے -؟

وہ ریگل کے سامنے والے لان میں کچھ دیر تک بیٹھے رہے اور پھر ٹیکسی پر سوار ہو کر وہاں سے چل پڑے - تھوڑی ہی دیر بعد وہ رومولا کے مکان میں اُس کی ماں کے آگے بیٹھے تھے اور رومولا کی ماں ہاتھ جوڑے اُن کے قدموں میں بیٹھی تھی -

سوامی جی بولے -

"آج اچانک ہی میں ادھر نکل آیا ہوں - اس وقت کا کھانا تمہارے یہاں ہی کھاؤں گا -"

اگر سوامی جی ریشمی کپڑوں میں نہ ہوتے اور اگر اُن کی کلائی پر آٹھ سو روپے کی قیمتی گھڑی نہ ہوتی اور پاؤں میں ہرن کی کھال کے جوتے نہ پہنے تو کون جانے کیا ہوتا - لیکن اُنہیں اس روپ میں دیکھ کر رومولا کی ماں نے نہایت عزت و احترام سے اُن کا خیر مقدم کیا اور بولی -

"مہاراج، یہ تو ہماری خوش نصیبی ہے کہ آپ.........."

اور اسی طرح سوامی جی نے پہلا مورچہ سر کر لیا - لیکن اب آگے کس طرح کیا ہو - وہ کچھ نہیں جانتے تھے - تمکن ہے جانتے تھے کہ بھگوان اپنے پہنچے ہوئے بھگتوں کی ایک نہ ایک کام کو انجام دینے کی طاقت نہیں دیتے - بلکہ

اُنہیں آہستہ آہستہ تھوڑی تھوڑی چیز کی شکل میں حاصل ہوتی ہے۔ شاید اس لئے کہ پھر بھگوان کے وجود پر کوئی یقین بھی نہ کرے گا۔ اور اسی لئے انہوں نے اپنے پیغمبروں کو بھی موت سے بری نہیں کیا ہے۔

سوامی جی نے پوچھا۔ "آپ اکیلی ہی رہتی ہو۔ ؟"

سوامی جی اپنے مریدوں کو آپ کے ساتھ تم کا فعل استعمال کرتے تھے اور اس طرح اُن کی زبان میں ایک عجیب خوبی پیدا ہو جاتی تھی۔

رومولا کی ماں نے کہا۔ "نہیں مہاراج، میری ایک بیٹی ہے۔ اُنہیں گذرے تو ایک عرصہ ہو گیا۔" اور پھر سوامی جی کو لے کر ایک بڑی تصویر کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہنے لگی۔

"ہم لوگ کشمیر گئے ہوئے تھے۔ وہاں کھلن مرگ میں گھوڑے سے گر کر ان کا انتقال ہوا۔"

کہہ کر رما کی ماں نے آنکھوں پر آنچل رکھ کر ہٹا لیا۔ سوامی جی بولے۔

"بے حد خوبصورت اور سجیلے جوان نظر آتے ہیں۔ بے شمار حسن و محبت کے دیوتاؤں کی خوبصورتی مل کر بھی اک خوبصورتی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور دل ہی دل میں سوچنے لگے، تب ہی تو تلوتما کو جنم دے گئے ہیں۔ انہوں نے قریب کے آئینے میں جلدی سے اپنا چہرہ دیکھ لیا۔ اور پھر رما کی ماں کی طرف دیکھا۔ وہ بھی جوانی میں اپنی بیٹی سے کسی قدر کم نہ رہی ہو گی۔ اب بھی اس میں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کا حسن باقی ہے۔ حالانکہ وہ بالکل سادہ لباس میں تھی اور ایک جوگن نظر آ رہی تھی، پھر بھی خاک سلگتی ہوئی آگ کا پردہ کہاں تک ہو سکتی ہے؟

اُس باپ اور اس ماں کی بیٹی، تب ہی تو اس قدر گوری۔ بکھری موتیوں جیسے صاف شفاف۔ یکساں دانتوں کی خوبصورت قطار۔ گلاب کی جھکتی کلیوں جیسے سُرخ رسیلے ہونٹ، چوکتی ہوئی ہرنی جیسی آنکھیں۔ بجلی سی تیلی کمر۔ چھاتیوں کا ابھار [illegible]

اپنے پورے تن کو سیجی کر کے یہ نہیں بہا خلیق پیشیں کی ہے

رما کی ماں نے پوچھا۔

"مہاراج آپ کیا کھانا پسند کریں گے ؟"

سوامی جی بولے ۔ "جو بھی مل جائے سادہ سے سادہ"

رما کی ماں چلی گئی اور سوامی جی کمرے میں گھوم گھوم کر تصویریں کتابیں اور فوٹو وغیرہ دیکھنے لگے ۔ وہ بھگوان سے اس الہام کی اُمید کر رہے تھے جس کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں ۔۔۔ ساتھ ہی تمام کاغذات اور تصاویر کا غور سے جائزہ بھی لے رہے تھے کہ کہیں کوئی سراغ مل جائے ۔

طرح طرح کی تصویریں تھیں ۔ جن میں سے ایک تصویر دیکھتے ہی پہچان میں آ گئی کہ یہ کشمیر کی ہے ۔۔۔ میاں بیوی گھوڑے پر سوار تھے ۔۔۔ دو ٹٹو دور کھڑے تھے اور ساتھ میں گھوڑے والے تھے ۔۔۔ سوامی جی نے ہر ایک کو غور سے دیکھا یہ صاف تھا کہ اس وقت تک رومولا کی پیدائش نہیں ہوئی تھی ۔۔۔

وہ پھر دوسری تصویریں دیکھنے لگے ۔۔۔ شاید رومولا کے پتا کی یہ آخری تصویریں تھیں ۔

سوامی جی کو پتہ نہیں ۔۔۔ کیوں ایسا محسوس ہوا کہ یہ تصویر کوئی خاص اہمیت رکھتی ہے اور اسی لئے اُسے کمرے کے بالکل درمیان میں ایسے مقام پر لگایا گیا ہے کہ کمرے میں داخل ہونے پر سب سے پہلے اُسی پر نظر پڑتی تھی ۔ سوامی جی نے سگار نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا ۔۔۔ لیکن حالات کی نزاکت کا خیال کر کے فوراً خود پر قابو پا لیا اور پھر اس فوٹو کو دیکھنے لگے ۔

اس طرح تقریباً گھنٹہ بھر تک وہ کمرے میں تنہا رہے ۔۔۔ دوسری تصویر جسے وہ بہت ہی غور سے دیکھتے رہے وہ تھی رومولا کی ماں کے دورِ جوانی کی تصویر ابھی تک سوامی جی کو وہ الہام نہیں ہوا تھا ۔ جس کے وہ منتظر تھے اور اب انہیں اپنا اگلا قدم تاریک نظر آ رہا تھا

اسی وقت مسز کپور، یعنی ردمولا کی ماں کمرے میں داخل ہوئی اور انھیں کھانا کھانے کے لئے کہا۔ سوامی جی سنجیدہ ہو کر اُس کے پیچھے پیچھے گئے اور ہاتھ منہ دھو کر کھانے کے کمرے میں پہنچ گئے۔

معمولی طور پر کھانا بہت اچھا تھا ــــ اور مختلف طریقوں سے نہایت خوبصورت پلیٹوں میں لگایا گیا تھا۔ لیکن سوامی جی کھانے کی میز پر بیٹھے رہے اور آنکھیں بند کرکے ایک منٹ تک، کوئی منتر پڑھتے رہے۔ اس کے بعد انھوں نے آنکھیں کھول دیں اور ایک پلیٹ میں چمچے کی تھوڑا سا کھانے کی چیزیں رکھ لیں اور اسے زور سے سونگھتے رہے۔

پلیٹ کو تقریباً بیس دفعہ اسی طرح زور زور سے سونگھنے کے بعد بولے ــــ "میں کھا چکا ــــ"

مسز کپور کو ڈر ہوا کہ شاید کھانے میں کوئی کمی ہے۔ بولی۔ "مہاراج آپ نے تو کچھ بھی تو نہیں کھایا۔ کیا کھانا ٹھیک سے پکا نہیں ہے"

سوامی جی نے جواب دیا ــــ "ظاہرا طور پر نہ کھانے والی بات صحیح ہے لیکن میں نے سونگھ کر اس کھانے کا حقیقی جزو کھینچ لیا ہے ــــ"

کہہ کر وہ اس طرح مسکرائے گویا یہ کوئی نہایت معمولی بات ہے ــــ

مسز کپور نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔
"کیا آپ کھانا کبھی نہیں کھاتے ؟"

سوامی جی نے پہلے سے بھی زیادہ شیریں مسکراہٹ کے ساتھ کہا ــــ "کھانا کیوں نہیں ہوں ــــ لالچ پیدا ہو جانے پر معمولی انسانوں کی طرح کبھی کبھی کھا لیتا ہوں ــــ اس وقت زبان کے قبضے میں ہوتا ہوں۔ جسم کا ہر جزو یہ چاہتا ہے کہ ہم اُس کے لئے زندہ رہیں۔ لیکن جہاں تک ممکن ہو سنیاسی کا فرض ہے کہ وہ اس نفسی کمزوری پر قابو رکھے۔"

پھر کھانے کی میز سے اٹھتے ہوئے بولے۔ اور کمرے کی دیکھ بھال کرنے کے لئے

نہ دینا۔ اس سے خالی پیٹ تو بھر جائے گا ۔۔ لیکن اب اس میں کوئی طاقت باقی نہیں
یہ ان گیہوں کی طرح ہے جو غیر ملکوں سے .... اپنے ملک میں آ رہا ہے۔"
سوامی جی اُٹھ کر اسی کمرے میں آ گئے۔ مسز کپور بھی ساتھ ہی تھیں سوامی
جی نے ہی بات شروع کی۔ بولے۔
"میں ادھر سے جا رہا تھا تو ایک انجانی کشش مجھے یہاں لے آئی۔ کھانا تو
محض بہانہ تھا ۔۔۔"
مسز کپور سوامی جی کے صرف سونگھ کر کھانا کھانے کے طریقے سے بے حد متاثر
ہو گئی تھیں ۔۔ بولی ۔۔ "میری خوش بختی ۔۔ آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہوں تو
فرمایئے۔"
سوامی جی کشمیر والی اس تصویر کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ اچانک بول پڑے
"روپولا کی پیدائش شاید کشمیر میں ہوئی ۔۔؟"
مسز کپور نے پوچھا ۔۔ "کون روپولا ۔؟"
سوامی جی نے بتایا تو مسز کپور بولی۔
"اس کا گھر کا نام تو رما ہے۔ ہاں، ہم لوگ اس وقت کشمیر میں ہی تھے۔ جب
یہ بدنصیب لڑکی میرے پیٹ میں آئی۔"
سوامی جی نے کہا۔
"تب ہی یہ کشمیرن معلوم ہوتی ہے ۔۔ مجھے تو یہ بالکل کشمیرن معلوم ہوتی ہے
اور اپنے پتا کی بہ نسبت کہیں زیادہ ان گھوڑے والوں سے ملتی ہے۔"
مسز کپور کو یہ شبہہ ناگوار گزری ۔۔ اسی لئے وہ چونک پڑی۔
سوامی جی بولی ۔۔ "بھگوان کی لیلا کوئی نہیں جان سکا۔"
مسز کپور کچھ سکڑ گئیں۔ بولیں ۔۔ "مہاراج حکم ہو، کس لئے آپ کا
آنا ہوا ہے۔"
سوامی جی جواب میں بے ساختہ ہنس پڑے۔ بولے۔

"کیا میں جانتا ہوں کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں — صرف بھگوان ہی جانتے ہیں —"

مسز کپور بولیں: "پھر بھی کچھ تو بتایئے ؟"

سوامی جی کے دماغ میں ایک خیال تیزی سے پیدا ہو رہا تھا۔ لیکن ابھی وہ اُسے پوری طرح پکڑ نہیں پا رہے تھے۔ بولے۔ "آپ کی بیٹی بُری سنگت میں ہے —"

مسز کپور نے کہا۔ "مجھے تو ایسا کچھ معلوم نہیں ہے —"

سوامی جی اس طرح ہنسے گویا وہ ہر بات سے واقف ہوں۔ بولے "ہر شخص کو ہر بات معلوم نہیں ہوتی، لیکن میں سب کچھ جانتا ہوں —"

"تو کیا اُسے نوکری سے علیحدہ کرا دوں ؟"

سوامی جی نے ایک ہی دفعہ میں نے سوچ لیا کہ نوکری سے علیحدہ کرانا مناسب نہ ہوگا۔ بولے۔

"نہیں وہ ملازمت نہ کرے گی تو اور کیا کرے گی — ! اس کے نصیب میں تو یہی لکھا ہے کہ وہ اپنے شوہر کی قاتل ہوگی — میری جانکاری کے مطابق اس خاندان کی ہر عورت کے نصیب میں اپنے شوہر کا قاتل ہونا لکھا ہے —" کہہ کر سوامی جی نے مسز کپور پر گہری نظر ڈالی۔

یہ الفاظ اُن کی زبان پر یونہی آ گئے تھے۔ اور انہوں نے اُسے کہہ دیا تھا لیکن اس کا اثر نہایت عجیب ہوا — مسز کپور اُن کے قدموں میں گر پڑی۔ بولی۔

"مہاراج، آپ بھگوان ہیں — آپ سے پوشیدہ کچھ بھی تو نہیں —"

سوامی جی بولے۔

"اچھی —" اور پھر اپنے پاؤں چھڑا لئے اور ہاتھ پکڑ کر مسز کپور کو صوفے پر اپنے قریب ہی بٹھا لیا۔

"دوسرا میں کچھ نہیں جانتا۔ صرف بھگوان ہی سب کچھ جانتا ہے — اور پھر تھوڑی

دیر تک کر بدلے۔ "پھر بھی اُن کا ایک حقیر بندہ ہونے کے ناطے تھوڑا بہت جان جاتا ہوں
صرف اس جنم کی ہی نہیں۔ میں دوسرے جنموں کی بھی باتیں جانتا ہوں۔ لیکن زندگی
کے ہر پہلو کی نہیں۔ کسی کسی خاص پہلو کی۔"

مسز کپور اب قطعی شکستہ ہو چکی تھیں۔ بولیں۔ "مہاراج، میں بخوبی
جانتی ہوں کہ رما ایک سیٹھ کی طرف سے کام کر رہی ہے۔ لیکن خاموش ہوں کہ
یہ تو ہونا ہی تھا۔"

کہہ کر اُس نے آنسو پونچھتے ہوئے وہ داستان بیان کر دی کہ کس طرح کشمیر
میں وہ اور مسٹر کپور روزانہ گھوڑوں پر سوار ہو کر کبھی باغ مرن، کبھی چندن باڑی
اور کبھی کوہلائی کی سیر کرنے جایا کرتے تھے۔ امرناتھ جانے کا پروگرام بھی بن چکا
تھا۔ لیکن وہاں جانا قسمت کو منظور نہ تھا۔ اس سے پیشتر ہی رما کے پتا کو
شک ہو گیا کہ ایک خوبصورت گھوڑے والے کے ساتھ ان کی بیوی کے ناجائز
تعلقات ہیں۔ اس وقت وہ لورفٹ میں تھے۔ ادھر سے نالہ سر جانا تھا۔ لیکن
یہ سفر رد کر دیا گیا۔ اور واپسی کا حکم ہوا۔

مسز کپور نے اس گھوڑے والے کو ساری باتیں بتا دیں۔ تب راستے
میں جہاں خوفناک جنگل پڑتا تھا۔ اور ساتھ ہی کافی اُترائی بھی تھی، اس
گھوڑے والے نے مسٹر کپور کو ایک خاص موقعے سے نیچے کی طرف دھکیل دیا۔
دوسرے گھوڑے والے نے جو ہمراہ تھے۔ لیکن کسی نے اُسے ایسا کرتے ہوئے
دیکھا نہیں۔ سب لوگ صاحب کو بچانے دوڑ پڑے۔ اس خوبصورت گھوڑے
والے نے صاحب کو خندق میں اتر کر اپنے کندھے پر اُٹھا لیا اور باقی لوگوں
سے کہا۔

"تم لوگ میم کو سنبھالو۔" چڑھائی پر چڑھتے ہوئے اس گھوڑے والے
نے بے ہوش اور لہو لہان صاحب کو ایسے دھکے دیئے کہ ان میں تھوڑی بہت
جان تھی [illegible]

آرڈر پہنچ کر ڈاکٹر بلا لیا گیا۔ لیکن صاحب تو کئی گھنٹے پیشتر ہی اس جہان فانی سے کوچ فرما چکے تھے۔

رما کی پیدائش کی یہی داستان تھی۔

سوامی جی پر اس داستان کا قطعی کوئی اثر نہیں پڑا۔ بولے آپ ناحق شک رہے ہیں۔ میں صرف تین جنم تک کے حالات دیکھ پا رہا ہوں۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھے بتا رہے تھے ٹھیک ہی تھا۔ اس سے پہلے جنم میں تمہارے اس جنم کے پتی نے تمہارا خون کیا تھا۔ اس سے پہلے جنم میں تم میری بیوی تھیں اور دوسرے جنم کے پتی نے تمہیں مجھ سے اغوا کر لیا تھا۔ اس طرح دیکھ رہا ہوں کہ سب کا بدلہ لے لیا گیا۔

مسز کیو اس عجیب کیفیت کو سمجھ نہیں پائیں۔ پھر بھی یہ جان کر انہیں خوشی ہوئی کہ انھوں نے خون کے جرم سے خون کیا تھا!

سوامی جی تمام حالات کو اچھی طرح سمجھ پائے تھے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اگر مسٹر کیو کا جسم حاصل کرنا ہو تو وہ اسی وقت بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے حالات پیدا ہو گئے تھے۔ لیکن ان کا مقصد تو رما کی ماں نہیں بلکہ رما کو حاصل کرنا تھا۔

لیکن منزل ابھی قریب نہ تھی۔ ہاں اس گھر میں اب ان کی آمد و رفت بغیر کسی روک ٹوک کے ہو سکتی تھی۔ لیکن رما جیسی دوشیزہ کو دام میں لینے کے لئے یہ قطعی ناکافی تھا۔ حالانکہ اس سمت میں ایک قدم ضرور تھا۔ آج صرف یہی کافی ہے سمجھ کر سوامی جی اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت سنجیدگی سے بولے۔

"تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ پچھلے دو جنموں میں تم میری بیوی رہ چکی ہو۔ اس حقیقت سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی حفاظت تو یوں ہی محض انسانیت کے ناطے کرتا ہوں گا۔"

مگر انھوں نے مسز کیو کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اور تیزی سے گھر سے باہر نکل گئے۔

رات کو کوملا گھر کو واپس آئی تو اس نے دیکھا کہ اس کی ڈاک میں نارن نے آیا ہوا ایک خط ہے وہ سمجھ گئی کہ یہ خط اپیندر کا ہے

ایک دفعہ جی میں آیا کہ خط کو آگ کے سپرد کر دے۔ لیکن یہ جاننے کے خیال سے کہ دیکھیں اسمیں کیا لکھا ہے اس نے لفافہ کھول لیا

اپیندر نے لکھا تھا کہ میں نے تمہارے ٹالیس کے بل کی جو ادائیگی نہیں ہونے دی ہے اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا ٹالیس خریدنے سے میں تمہیں روک نہ سکونگا اور نہ میرا کوئی فائدہ ہی ہوگا پھر بھی میں نے ایسا کیوں کیا؟

ایسا صرف اس لئے کیا کہ تم یہ جان جاؤ کہ میرا بھی کوئی وجود ہے یہ ضرور ہے کہ میرا وجود فوراً ہی خاک میں ملا دیا گیا، لیکن اس کا مجھے کوئی غم نہیں۔

سوچ رہا ہوں کہ آج جب لکھنے بیٹھا ہوں تو پوری بات ہی لکھ ڈالوں جب میں نے تم کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اس وقت سے میں تمہاری محبت میں گرفتار ہو گیا تھا شروع میں صرف ایک انجانی اور بے غرض کشش تھی جس کے وجود سے میں بہت کچھ واقف تھا آہستہ آہستہ سمجھ گیا کہ پتا جی کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے۔ میں نے چاہا کہ میں پیچھے ہٹ جاؤں۔ اور میں سالوں تک اس گھٹن کو اپنے سینے میں چھپائے تڑپتا رہا۔ اس دوران میں میری شادی ہو گئی اور مجھے محسوس ہوا کہ تمہاری تصویر دھندلی ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے اس سے خوشی اور سکون حاصل ہوا تھا۔ لیکن تین چار برس کے بعد ایک روز جب پھر میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے محسوس ہوا کہ میں غلطی پر ہوں۔ میں تمہیں بھلا نہیں پایا ہوں۔ بلکہ دل پر صرف ایک پرت جم گئی تھی یہ پرت کس چیز کی تھی۔ اپنی خواب گاہ میں آسائی مٹ جانے والی ہوس کی بھوک جسے میری بیوی مٹاتی تھی اس دوران میرے خیالات میں پختگی آ گئی تھی۔ میں نے خود کو سمجھایا کہ تم پتا جی کی ہو (یوں تو مجھے معلوم ہے کہ پتا جی کمپنی کے کام سے نئے وقتاً فوقتاً دوسرا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں تم میری نہیں ہو سکتیں ایک ہی عورت کے جسم سے باپ اور بیٹے لطف اندوز ہوں، یہ خیال میرے نے

آخری رکاوٹ ثابت ہوا

لیکن یہ رکاوٹ بھی مستحکم نہ تھی۔ دراصل تم پتاجی کی ہو بھی اور نہیں بھی ہو۔ تم تو محض ایک خوبصورت بت ہو تم نہ کبھی کسی کی ہوئی اور نہ ہو سکو گی۔ اس حقیقت نے میرے دل و دماغ میں خوابیدہ انگنت طوفانوں کو پھر سے بیدار کر دیا تھا۔ اور سالوں سے جو خیال مجھے تم تک پہنچنے سے روکے ہوئے تھا وہ اس طوفان میں نیست و نابود ہو گیا۔ اسی لئے میں نے اس دن تمہیں پکڑ لیا تھا۔

تم چپل مار کر نکل گئی تھیں یقین کرو کوملا، نہ مجھے تمہارے اس سلوک پر اس دن غم ہوا تھا اور نہ آج ہے۔ میں شاعر نہیں ہوں۔ تم جانتی ہو کہ میری پرورش قطعی غیر شاعرانہ ماحول میں ہوئی ہے پھر بھی مجھے اپنی زندگی میں گزرے اس واقعہ سے شاعروں کا یہ خیال یاد آ جاتا ہے کہ حسینہ کے پاؤں کی ٹھوکر سے اشوک کے درخت پر پھول کھلتے تھیں۔

کاش مجھے صرف اتنا ہی حاصل ہو جاتا اور جب کبھی میں تم سے ملتا تو تم مجھے ٹھوکریں لگاتیں۔ میں اسے غنیمت تصور کرتا۔ لیکن مجھے خوف تھا کہ دوسری مرتبہ تم صرف مجھے ٹھوکر لگانے تک ہی محدود نہ رہو گی بلکہ یہ جھگڑا پتاجی تک پہنچ جائے گا۔ اس لئے مجھے خود کو روک لینے پر مجبور ہونا پڑا۔

پھر بھی میں نے تمہارے بل کی ادائیگی کیوں روک دی!

صرف اس لئے کہ تمہیں میری یاد تو آتے، تم مجھ پر غصہ تو کرو تم مجھے بھلا دو اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ کسی بھی صورت میں تم مجھے یاد کرو۔

میں تم سے دور ـــــ بہت دور جا رہا ہوں واپس آنے کی کوئی قطعی دلی خواہش نہیں ہے، پھر بھی ہماری اس کشتی کمپنی کے تبہ پر تم کو خط بھیج سکتی ہو

امیدوں کے ساتھ

تمہارا ناامید محبوب

کو مولا نے خط پڑھا تو اسمیں تو اسے اسمیں سیٹھ یا گرہ یا کی بیوائی کی گونج سنائی دی۔ اسے محسوس کیا کہ اس کی وجہ سے ایک زندگی تباہ و برباد ہو رہی ہے۔

ادھر جیسے دن گزرتے جا رہے تھے سیٹھ جی اس پر زیادہ منحصر ہوتے جا رہے تھے۔ اور اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اندھے کی لاٹھی کی طرح وہ ہر وقت اس کے سہارے کی تلاش میں رہتے ہیں بیوائی کے ابتدائی دور کی طرح اسے ہر وقت اپنے قریب رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس قربت کی شکل جسمانی کم اور روحانی زیادہ ہے سیٹھ جی کا اتنا بڑا کنبہ ہے، پھر بھی وہ خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں۔ اور اس واسطے وہ کو مولا کو اپنے پاس رکھتے ہیں۔

ایک وہی ہے جس سے وہ کھل کر بات کر سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اب ایسے تمام معاملات میں بھی صلاح مشورہ کر لیتے ہیں جن کی بابت کو مولا کو قطعی کوئی علم نہیں ہوتا تھا۔

پھر؟

تب سیٹھ جی سے اس کا کوئی جسمانی تعلق نہیں ہے تو ۔۔۔؟

یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اپنے کو اگر چھوٹ دے دی گئی تو وہ سوالات تک اسکے ارد گرد منڈراتا رہے گا۔

آخر کیا جائے؟

اگر وہ آئی سی۔ ایس۔ آئی اور فوجی افسران کی ہم بستری اختیار کرنے کے بعد بھی سیٹھ جی کے سینے بے وفا ثابت نہیں ہوئی تو کل کے لونڈے اجیندر سے کے ساتھ تعلق پیدا کر کے وہ کسی طرح بے قابو ہو جائے گی؟ ٹھیک ہے وہ زکی کی ماں ہے نہ بیٹی اور نہ بہو۔ لیکن وہ کسی فیصلہ پر پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ اسی کشمکش میں اسنے رات کا کھانا، ڈبل روٹی کی دو پتلی سلائیں۔ ایک بڑے سیب کے چھلے ہوئے چند ٹکڑے اور قریب ایک چھٹانک دودھ لیا اس کے بعد چاندی کی ایک چھوٹی سی پیالی میں بغیر دودھ اور چینی کی کافی پی۔

کو مولا گئی

رات کو تقریباً دو بجے اس کی آنکھ کھل گئی تو اسے بے حد تھکان محسوس ہو رہی تھی۔ سارا جسم درد کر رہا تھا۔ ظاہر تھا کہ نیند اچھی طرح نہیں آئی اس نے سوچتے سوچتے آن کیا امیندر کا خط پڑھا اور قلم اٹھا کر اس کے خط کا جواب لکھنے لگی۔

امیندر!

"تم نے اپنے خط میں جو کچھ لکھا ہے اس پر میں نے اچھی طرح غور کیا ہے۔ میں کوئی ہلکا سوال اٹھانا نہیں چاہتی تھی کیونکہ اس کی قطعی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اور جائز اور ناجائز کا سوال بھی فضول ہی نظر آ رہا ہے۔

تم نے یہ جو لکھا ہے کہ میں کسی کی نہیں ہو سکی اسے تم درست اور حقیقت سمجھ لو۔ مجھے یہ سب لکھنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن لکھ ہی گیا تھا۔

تمہارے مسئلے میں واقف ہو چکی ہوں۔ تمہیں اپنی بیوی سے وہ اطمینان اور تسکین نہیں حاصل ہوئی جو تم چاہتے ہو میں نے شادی نہیں کی لیکن اس لمبے عرصے میں شادی کے ساتھ کچھ ایسی شامل ہو گئی ہیں جن سے شادی ہو جانے کے بعد وہ تسکین حاصل نہیں ہوتی اور نہ وہ چیزیں ہی حاصل ہو سکتی ہیں جن کے بغیر انسان خود کو ادھورا خیال کرتا ہے۔ ہزاروں لوگ شادی کی گرفت میں قید ہو کر زندگی گزار دیتے ہیں لیکن شادی شدہ ہونا شادی شدہ زندگی کو ایک مکمل اور خوشگوار زندگی ثابت نہیں کرتا۔ اگر اس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو صرف یہ کہ آج بھی انسان قدیم روایات میں گرفتار ہے اور اپنی ہی تعمیر کی گئی ان روایات کی گرفت سے آزاد ہونے کی طاقت اور حوصلہ اس میں نہیں۔ اس سے اس کی ذہنی طاقت پر سے یقین و اعتماد اٹھ جاتا ہے جس ترقی کی شان اس قدر بڑھا چڑھا کر بیان کی جاتی ہے وہ بے حد سست رفتار ہے۔

تمہاری زندگی ادھوری ہے۔ تم اسی لئے بھٹک رہے ہو میں اس کے لئے ایک تجویز دیتی ہوں کہ جس طرح سیٹھ جی نے مجھے اپنے جذبات کا مرکز بنایا تو اسی طرح تم رومولا کو بنا لو۔ ہر صورت سے یہ مناسب اور بہتر ہے۔

رومولا چھوڑ کر خود کو محفوظ نہیں سمجھ رہی لیکن مجھے اس بارے میں جلد

پر وہ خود کو محفوظ سمجھنے لگے گی مجھے اس سے روحانی خوشی حاصل ہوگی کیونکہ اس سے ایک روایت کا سلسلہ جاری رہیگا، جسے ہم نے اپنایا ہے۔

اُمید ہے یہ حل تمہیں پسند آئے گا۔ حسن و شباب کی حیثیت سے رومولا مجھ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اگر پردیش کی ہونے کے باوجود بھی وہ خوبصورت سے خوبصورت کشمیرن کو مات کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ عالی تعلیم یافتہ کلچرڈ نیک چلن اور معصوم ہے اب تک اس نے اپنی جوانی کو محفوظ رکھا ہے۔ سلویرا والے واقعہ کی تخلیق تو صرف ہماری خیالی تخلیق ہے۔

اور زیادہ کیا لکھوں۔ تم واپس آجاؤ۔ میں خود تمہاری اور رومولا کی ملاقات کرادوں گی وہ تمہیں جیل نہیں مارسے گی

کومولا

سیٹھ کرمچند یونہی پریشان تھے کیونکہ عام لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ تجارت میں غیر قانونی طریقوں کو استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ سیٹھ باگڑیا انہیں طریقوں کو کام میں لاتے تھے اور پھر بھی ان کے متعلق لوگوں کا ایسا خیال نہ تھا باگڑیا اپنی شہرت میں اضافہ کرنے کے لئے سیٹھ کرمچند پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈال رہے تھے پارلیمنٹ میں کرمچند کا کوئی دوست اور مددگار نہ تھا۔ آزاد ممبران پر کچھ بھروسہ تھا۔ لیکن وہ بھی آنے والے الیکشن کو مد نظر رکھتے ہوئے سوچتے تھے اور کسی طرح بھی سیٹھ باگڑیا سے جھگڑا مول لینا نہیں چاہتے تھے۔

ان تمام باتوں کے باوجود سیٹھ کرمچند کے ہندی اخبار "بھارت متر" اور انگریزی اخبار "فرینڈ آف انڈیا" کے خریداروں کی کمی نہ تھی۔ اس کی وجہ

صرف یہ تھی کہ ان اخباروں کے ایڈیٹر سیٹھ باگڑیا کے ایڈیٹروں کی طرح محض
منیشر نہ تھے وہ اپنے کام میں ہوشیار تھے۔ اور اخبار کو مقبول عام بنانے میں
کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔

"بھارت متر" کے ایڈیٹر الیس' لوک متی۔ ساؤتھ انڈین ہوتے ہوئے بھی ہندی
زبان میں اچھا دخل رکھتے تھے ہندی حلقوں میں ان کا اچھا مقام تھا۔ وہ موقعہ بموقعہ
اپنے اسسٹنٹ ایڈیٹروں کو بلاکر سمجھاتے تھے اور ان سے ایسے سوالات کرتے تھے
کہ جن کے جوابات سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ اخبار کی ایڈیٹنگ کے علاوہ
اور بھی کچھ پڑھتے لکھتے ہیں یا نہیں۔ وہ خاص طور پر ہر اسسٹنٹ کو امریکن اخباروں
کا مطالعہ کرنے کی سفارش کرتے تھے۔

ان کا کہنا تھا۔" ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو نصیحت کریں اس کے
لئے اور دوسرے لوگوں کی کمی نہیں۔ ہم تو محض ان کا دل بہلاؤ کرنا چاہتے ہیں سب سے
زیادہ دل بہلاؤ تو تازہ خبروں سے ہوتا ہے۔ ہمیں تمام اخباروں سے پہلے اپنے
اخبار کے ذریعہ تازہ سے تازہ تر خبریں عوام تک پہنچانے کی کوشش کرنی
چاہیئے۔ خبر کو عوام کے سامنے پیش کرنا بھی ایک فن ہے۔ خبر جس قدر خوبصورتی
سے پیش کی جائے گی عوام کی دلچسپی اسی قدر بڑھے گی۔ خبروں کے بعد ہی سب سے
زیادہ اہمیت ہے سیکس اور جرائم کی خبروں کو۔"

یہی وجہ تھی کہ "بھارت متر" عوام میں بے حد مقبول تھا۔ اس کے علاوہ اسمیں
شائع ہونے والا "راشیوں کا پھل" بھی ادبی زبان میں ہونے کی وجہ سے کافی
کامیاب رہتا تھا۔ ہر جملہ اس طریقے سے شروع ہوتا تھا کہ ہر شخص اپنی مرضی
کے مطابق اس کے معنی لگا سکتا تھا۔ خود لوک متی اسے کبھی نہیں پڑھتے تھے
لیکن یہ خیال ضرور رکھتے تھے کہ "فرینڈ آف انڈیا" اور "بھارت متر"
میں شائع ہونے والے راشیوں کے غضب سے واقف ہو گیا تو پھر مزا ہی کیا رہا۔
سیٹھ کو یقین [illegible] اپنے اخبارات کا [illegible] اور اس لئے

وہ اس کی تعداد میں اضافہ کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ انہیں اخباروں کی بدولت آخر تک فتح انہیں کے مقدر رہے گی۔ اور ان کی مالی حکومت بعد میں سیاسی حکومت میں تبدیل ہو جائے گی۔

ادھر سیٹھ باگڑیا شائع ہونے والے اخباروں کے زیادہ سے زیادہ شیئر خرید کر ان پر قابض ہوتے جا رہے تھے اور سیٹھ کرمچند نئے نئے اخبار نکال رہے تھے۔

آنے والے الیکشن کی تیاریوں کے ساتھ ساتھ اخباروں کا یہ مقابلہ جاری تھا۔ محسوس ہوتا تھا کہ جہاں تک اخباروں کا مقابلہ ہے سیٹھ کرمچند کی ہی فتح ہو گی۔ ادیبوں کی ایک بہت بڑی اکثریت اندر ہی اندر جاری اس رسّا کشی سے ناواقف ہوتے ہوئے بھی سیٹھ کرمچند کے اخباروں کی طرف کھنچ رہا تھا۔

اور اسی وقت بغیر گھٹاؤں کے بجلی گری

سیٹھ کرمچند نے یکایک سنا کہ ہندوستان بھر میں ان کے جتنے بھی پریس تھے سب میں ہڑتال ہو گئی ہے۔ عجیب بات تھی کہ ہڑتال کی بابت انہیں شان و گمان بھی نہ تھا اور ہڑتال شروع ہو گئی تھی۔

سیٹھ کرمچند کی ذہنی حالت ان دنوں ایسی ہو گئی تھی کہ جب کبھی کوئی بھی آفت آتی تو وہ یہی سمجھنے پر مجبور ہو جاتے کہ اس میں سیٹھ باگڑیا یا ان کے دلالوں کا ہاتھ ہے۔ اگر سات روز بھی ہڑتال چلتی رہی تو ہزاروں گاہک دوسرے اخبار خریدنے شروع کر دیں گے اور اسی حساب سے الیکشن میں ان کی طاقت کم ہو جائے گی۔

پہلا کام تو یہ تھا کہ کسی بھی طرح ہڑتال ختم کی جائے بعد میں دیکھا جائے گا کہ اس کے پس پشت کون کون سی طاقتیں کام کر رہی ہیں کسی بھی قیمت پر یہ ہڑتال ختم کرنا نہایت اہم اور ضروری تھا۔

سیٹھ کرمچند نے پتہ لگایا کہ پریس یونین پر کسی پارٹی کا زیادہ اثر ہے

وہ تو یہی جانتے تھے کہ ان کے مقامی پولیس کی یونین پر کسی بھی پارٹی کا اثر دباؤ نہیں ہے۔ لیکن کیا پتہ اس دوران کیا کیا تبدیلیاں ہوئی ہوں؟

سراغ رسانی کے لئے آدمی دوڑائے گئے۔ وہ خبر لائے کہ بھارت منتر پولیس کا کوئی شخص کانڈر ہے۔ وہ پہلے کمیونسٹ تھا۔ لیکن اب کسی سیاسی پارٹی میں نہیں ہے۔ عجیب بات تو یہ تھی کہ تمام پارٹیاں مل کر اس پر قابو نہ کر پا رہی تھیں

سیٹھ رامچند خود اپنی سب سے بڑی گاڑی لے کر مزدوروں کے اس عجیب و غریب لیڈر مکھ رام کے یہاں پہونچے تو انھوں نے دیکھا کہ دروازہ سے پر کئی ٹیکسیاں کھڑی ہیں۔

ان کے دل و دماغ میں کئی شکوک ایک ساتھ بیدار ہو اٹھے۔ خود وہ کیوں گئے تھے یہ بات تو ان کی سمجھ میں آ رہی تھی لیکن دوسرے لوگ یہاں کس لئے آئے ہیں؟ ایک مرتبہ انھوں نے سوچا کہ چپ چاپ واپس چلے جائیں اور مکھ رام کو وہیں بلا لیا جائے۔ لیکن اسی دوران وہ پہچان گئے تھے اور پھر مجبوراً انہیں اترنا پڑا

مکھ رام کا مکان بہت چھوٹا سا تھا۔ عجیب بات تھی کہ اس میں بیٹھنے کا کوئی کمرہ رکھا گیا تھا۔ دروازے کے قریب ہی زینہ تھا جس میں بغیر روشنی اور بغیر ٹوٹے اوپر جانا مشکل تھا۔ اوپر ایک کافی بڑا کمرہ تھا فرش پر دری بچھی تھی اور لوگ جوتے باہر اتار کر وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔

سیٹھ جی کو دیکھ کر کئی لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن مکھ رام نے بیٹھے بیٹھے ہی نمستے کا جواب دے دیا۔ بولا "آئیے تشریف رکھئے"

مکھ رام نے حاکمانہ انداز میں بقیہ لوگوں سے کہا "آپ جائیے اب ہم سیٹھ جی سے باتیں کریں گے"

لیکن جانے کے لئے کوئی بھی تیار نہ تھا دو تین آدمی جو شاید مزدور تھے ان کی بات سن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ لیکن اوروں کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر وہ بھی بیٹھ گئے۔

مکھرام نے جب یہ دیکھا اور سمجھ لیا کہ کوئی بھی یہاں سے اس وقت جانے کے لئے تیار نہیں ہے تو اس نے ایسا چہرہ بنا لیا گویا لوگوں کو جانے کے لئے اس نے نہیں بلکہ دوسرے نے کہا تھا۔

آنکھیں جھپکاتے ہوئے اس نے سیٹھ جی سے کہا "فرمائیے آپ کی کیا خدمت کروں؟"

سیٹھ جی نے نہایت نرمی سے انکار کر دیا۔ وہ بھی تاڑنے میں لگے تھے کہ ان لوگوں میں سے ٹیکسی میں آنے والے کون ہیں۔ ٹیکسی کے آنا اور پھر اسے کھڑا رکھنا کسی گہرے راز کی علامت تھا۔ مزدوروں یا ان کے لیڈروں کے پاس اتنے پیسے کہاں۔

سیٹھ جی بولے "میں کھا پی کر آیا ہوں۔ آپ تکلف نہ کیجئے۔ جو ساتھی بیٹھے ہوئے وہ سب شاید ہمارے پریس کی یونین کے ہی ہیں" کہہ کر انھوں نے کئی سفید پوش لوگوں کی طرف دیکھا جنکی بابت انہیں یہ شک تھا کہ یہی لوگ ٹیکسی لے کر آئے ہیں۔

مکھرام نے رازدارانہ ڈھنگ سے ان سب پر ایک نظر ڈالی، پھر بولا "ان میں سے کچھ لوگ ستیارام پریس کے ہیں"۔

سیٹھ باگڑیا کے پریس کا نام ستیارام پریس تھا۔ اسی سے ان کے روزانہ اخبار نکلتے تھے۔ کرمچند کے کان کھڑے ہو گئے بولے "یہ لوگ بھی اپنے یہاں ہڑتال کرنا چاہتے ہوں گے؟"

مکھرام بولا "بالکل یہی بات ہے، لیکن وہاں اپنا اثر نہیں ہے"

"وہاں کس کا اثر ہے؟"

مکھرام بولا "وہاں ایک پارٹی کا اثر ہے" کہہ کر مکھرام نے ایک پارٹی کا نام لیا۔ پھر بولا "سیٹھ باگڑیا اس پارٹی کو ہر مہینے تین ہزار روپے دیتے ہیں وہ اس پریس کی ہڑتال بچانے کے لئے نہیں بلکہ باگڑیا کی دوسری فرموں اور ملوں کو ہڑتالوں سے دور رکھنے کے لئے یہ پارٹی رقم لیتی ہے۔"

مکھ رام مزے میں آگیا۔ بولا۔ "یہی تو بات ہے کہ ہمارے ملک میں مزدور تحریک کامیاب نہیں ہوتیں۔ جو لوگ مزدوروں کے رہنما بنتے ہیں وہ سرمایہ داروں سے تنخواہ پاتے ہیں۔ کہیں تو پارٹی کو چندہ دینے کے علاوہ یونین کے سیاسی لیڈروں کو بھی پیسے دینے پڑتے ہیں۔ ان کی رقمیں بندھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اگر وقت پر روپیہ انہیں مل جاتا ہے تو کسی قسم کا کوئی جھگڑا نہیں ہوتا، خواہ مزدوروں پر کسی بھی طرح کا زور ظلم ہوتا ہے۔"

مکھ رام نے نہایت مغرورانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ "لیکن بھارت ہتر پریس میں میں نے ان لوگوں کو پھٹکنے نہیں دیا۔ حالانکہ ان لوگوں نے کافی کوششیں کیں لیکن میں نے انہیں پرے پرے ہی رکھا۔"

مکھ رام کی یہ تقریر کرمچند کو پسند نہیں آئی۔ کیونکہ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ تھا کہ میں کسی بھی طرح کسی کے اثر میں آنے والا نہیں ہوں۔

کرمچند کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر بولے۔ "مہاراج! میرے ساتھ تو ظلم ہو رہا ہے۔"

مکھ رام نے سب کو دکھا کر پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ظلم؟"

"ظلم یہ کہ میرے پریس میں دوسرے پریسوں کے مقابلہ زیادہ سہولتیں ہیں۔ مزدوروں کو تنخواہ بھی کسی سے کم نہیں ملتی پھر بھی ہڑتال ہوئی رہ۔"

در اصل بات سچ تھی۔ سیتارام پریس کے مقابلہ میں فرینڈ آف انڈیا پریس کے مزدوروں کو زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔ سب سے بڑی سہولت تو یہ تھی کہ اس پریس کے مزدوروں کے چھوٹے بچوں کو مفت تعلیم کا انتظام تھا۔

مکھ رام اس حقیقت سے واقف تھا۔ بولا۔ "شاید آپ درست فرماتے ہیں۔"

سیٹھ کرمچند نے بیچ میں ہی ٹوکتے ہوئے ہی کہا۔ "شاید نہیں، یقیناً مزدوروں کے نقطۂ نظر سے ہمارا پریس سب سے اچھا ہے۔ کیونکہ میں دس بیس مزدور اپنے یہاں ایسے دکھا سکتا ہوں جو دوسروں کے پریسوں سے آئے ہیں۔ لیکن ایسی کوئی مثال

نہیں آیا۔ ہمارے پریس کا کوئی مزدور کسی دوسرے پریس میں گیا ہو۔"
سکھ رام نے چاروں طرف نگاہ ڈالی۔ ایک مزدور جوشاید سینا رام پریس کا تھا بول اٹھا۔ "اسی لئے تو ہم سکھ رام سے کہہ رہے تھے کہ ہڑتال سبھی پریسوں میں ہونی چاہیئے۔"
گومتی چند نے بنگلے کا سہارا پکڑتے ہوئے کہا۔ "انصاف تو یہ ہوگا کہ پہلے ان پریسوں میں ہڑتال ہو جہاں مزدوروں کو کوئی سہولت نہیں اور تنخواہ بھی تھوڑی ہے۔ بعد میں دوسرے پریسوں میں ہو۔"
سکھ رام نے اس نظریہ سے مسئلہ پر غور کیا تھا۔ بولا۔ "تمام پریسوں پر اگر میرا اثر ہوتا تو میں یہی کرتا کہ پہلے چھوٹے پریسوں کے مزدوروں کو آپ کے پریس کی طرح سہولیت حاصل کرنے کے لئے لڑاتا۔ اور پھر سارے پریسوں میں ہڑتال کراتا، تاکہ سب کو نفع میں مناسب حصہ ملے۔"
سیٹھ جی بولے۔ "لیکن یہ ناانصافی ہے جو آپ کر رہے ہیں اس کے باوجود بھی میں اور بھی چھوٹی چھوٹی سہولتیں دینے کو تیار ہوں کیونکہ میں گاندھی جی کے ٹرسٹی والے اصول میں یقین رکھتا ہوں۔ مجھے دولت کا موہ نہیں دولت اکٹھا کرنے کے اور بھی طریقے ہیں۔ پریس میں تو گھاٹا ہی ہے۔ پھر بھی ہم عوام کی بھلائی کے لئے اخبار چلاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ ماسٹر اور ماسٹر بھاشا کے لئے اتنی قربانی نہ کریں تو ملک آگے کس طرح بڑھے گا۔ یقین کیجیے دوسرے کاروبار میں اس سے کہیں زیادہ نفع ہے۔"
سکھ رام بغور چپ چاپ سیٹھ جی کی باتیں سنتا رہا۔ پھر بولا۔ "میں نے تو یہ ہڑتال ایک "نارمل" مقصد لے کر چلائی ہے یہ ایک شہرت ہیں کمیونزم اور سوشلزم کی ٹھیکیداری کا دم بھرنے والی ان پارٹیوں کے لئے چنوتی ہے جو اگروال جیسے لوگوں سے رشوت کھا کر مزدوروں کو ٹھنڈا کئے ہوئے ہیں۔ آج کی تو ان کے پاس ایک بڑی بھاری دلیل یہ ہے کہ دیکھو الہ آباد میں "امرت پتر کا" کی ہڑتال کا کیا انجام ہوا؟ مالک نے اخبار بند کر دیا اور ایک پیلے کے کام کرنے

والے دانے دانے کو ترس رہے ہیں کوئی کہیں گیا اور کوئی کہیں گیا۔

سیٹھ جی رنجیدہ ہو گئے۔ "مجھے بھی اس واقعہ سے اس قدر صدمہ پہنچا ہے کہ میں پریس اور اخبار بند کرنے کی سوچ رہا ہوں۔ میرا کیا ہے۔ اتنی رقم کسی اور روزگار میں لگادوں گا تو اس سے زیادہ ہی منافع ہوگا۔"

اس طرح کافی دیر تک مکھرام اور سیٹھ جی میں گفتگو ہوتی رہی لیکن نتیجہ کوئی نہیں نکلا۔ مکھرام یہ کہہ کر چلا گیا۔ "آپ دیکھیں گے، پریس والوں کی باتیں اس طرح ختم نہیں ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہڑتال کی آگ سارے ملک میں پھیلے گی۔ دلّی کے پریس والے خوب تیار ہیں۔ ان کی آمدنی بند ہو جائے گی۔ میں آپ سے پھر کسی وقت بات کروں گا۔"

سیٹھ کرم چند ناامید ہو کر چلے گئے۔ انھوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ ستیارام پریس میں ہڑتال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہاں کے مزدور لیڈر سے کہہ رہے تھے۔ "مکھرام سالے نے اپنی لیڈری چمکانے کے لئے ہڑتال کرائی ہے۔ سالے کو جلد ہی نیچا دکھانا پڑے گا۔ افسوس تو یہ ہے کہ وہ خود ڈوبے گا اور ساتھ ہی مزدوروں کو بھی لے ڈوبے گا۔"

ادھر مکھرام تمام پارٹی والوں کو چن چن کر گالیاں دیتا رہا۔ انہیں روس اور امریکہ کا ایجنٹ بتاتا رہا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتا رہا کہ دراصل یہ کسی کے ایجنٹ نہیں ہیں یہ خود بے غرض ہیں۔ بھولے بھالے مزدوروں اور امریکیوں کو پٹی پڑھا کر تماشا دیکھ رہے ہیں۔ ماسکو اور نیو یارک کی سیر کرتے ہیں۔ دکھاوے کے لئے سوشلزم اور نہ جانے کس کا دم بھرتے ہیں۔ میں روس کا پجاری ہوں۔ وہی دنیا کے لئے امید کی ایک کرن ہے۔

مکھرام خاص طور پر کمیونسٹوں کی برائی کرتا رہا اور اپنے زیر اثر مزدوروں سے کہتا رہا۔ "میں چند روز ان لوگوں کے ساتھ رہ چکا ہوں یہ لوگ ایک نمبر کے خود غرض اور بے ایمان ہیں۔ اپنی پارٹی کو انقلابی پارٹی بتاتے ہیں لیکن ان میں اور کانگریس میں کوئی فرق نہیں۔ یہ لوگ کانگریس کی طرح خود غرض ہیں ... ... کیا چاہتے

ہیں — جو ہرگز ممکن نہیں — ان کے اصولوں میں بہت بڑی مخالفت ہے۔
ب پھر بھی یہ لوگ یہی کر رہے ہیں۔ آپس میں بھی ان کا برتاؤ کانگریسیوں کی طرح ہے۔
جس طرح ہر صوبے میں کانگریسیوں کی دو اور تین فرقے ہیں اسی طرح کمیونسٹوں کی
پارٹی کے فرقے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ فریب اور بے ایمانی کا سلوک کرتے
روس کی سیر کرتے ہیں اور شراب نوشی کرتے ہیں۔

ہڑتال چلتی رہی، پھر بھی نہ جانے کسی طرح کرم چند چار چار صفحوں کے اخبار
نکال ہی لیتے تھے۔ کافی لوگوں کو تو یہ معلوم ہی نہ ہو سکا کہ فلاں پریس میں ہڑتال ہے
آزادی سے پہلے تو پریسوں کی ہڑتال کے متعلق خبریں دوسرے پریسوں سے نکلنے
والے اخباروں میں آ جاتی ہیں۔ لیکن ایسے آزاد ملک میں کسی بھی صورت میں ایسی
خبریں شائع نہیں ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ "فرینڈ آف انڈیا" اور "بھارت متر" کے
ساتھ باگڑیا کے اخباروں کا زبردست مقابلہ رہتا تھا لیکن اس معاملے وہ ایک تھے
اور دوسرے کے خلاف کوئی خبر شائع نہیں کرتے تھے۔

سوامی ابھیدانند اب بار بار روملا کے گھر جانے لگے تھے۔ کبھی گیروے
کپڑوں میں اور کبھی سادے کپڑوں میں۔ انھوں نے دو چار دفعہ جانے کے بعد ہی
یہ محسوس کیا کہ روملا کی ماں وسومتی میں ایک زبردست تبدیلی آ گئی ہے۔

سالوں سے اس نے اپنے دل کے ارمانوں اور جذبات کو زبردستی روک
رکھا تھا۔ وہ گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ اس کے دل میں اب کوئی پچھتاوا نہ تھا۔ تھا
تو صرف یہ تھا کہ اس نے زندگی کو بیکار ہی برباد کیا وہ تنہائی میں گھنٹوں اس تصویر
کے سامنے کھڑی رہتی جس میں کشمیر کا نظارہ تھا۔ خون کرنا واقعی گناہ تھا اس میں کوئی
شک نہیں، لیکن اس نے خود خون نہیں کرایا ... تو اس سلسلے میں قطعی علم

نہ تھا۔

جب مسٹر کپور کی موت ہو گئی اور اس نے شنالا جی سے پوچھا تو اس نے ساری باتیں صحیح صحیح اسے بتا دیں۔

اسی لمحہ وہ کشمیر سے روانہ ہو گئی تھی اور اس روز سے وہ ایک جوگن کی طرح زندگی بسر کر رہی تھی۔ کسی سے ملتی جلتی بھی نہ تھی۔ اب تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ جو کچھ ہوا، وہ ایک نہایت پیچیدہ اور لمبے چوڑے حساب سے ہوا۔ پہلے جنم میں اس کے پتی نے اس کے ساتھ زیادتی کی تھی اس لئے اس جنم میں اسے اس کا بدلہ ملا تھا۔ وہ اور وہ گھوڑے والا تو محض ذریعے تھے۔

کاش یہ سب کچھ معلوم ہو جاتا اور سوامی جی سے پہلے ہی ملاقات ہو جاتی لیکن اب بھی وقت نکلا نہیں ہے وہ سوامی جی کے قریب آنے کی کوشش کرنے لگی۔

ماں کی یہ زبردست تبدیلی رومولا سے پوشیدہ نہ تھا۔ وہ خوش ہوئی کہ سوامی جی کے اُپدیشوں سے ماں میں تبدیلیاں آتی جا رہی ہیں یوں وہ سوامی جی کو نہایت معمولی انسان پاتی تھی۔ لیکن اگر ماں کو ان سے دسیرٹ مل رہی ہے تو حرج ہی کیا ہے؟ سوامی جی کو گھر آتے ہوئے دو تین مہینے ہو چکے تھے لیکن رومولا سے ان کی ملاقات ایک دو مرتبہ ہی ہوئی تھی ہاں، اسے معلوم ہو جاتا تھا کہ آج سوامی جی آئے ہیں۔

رومولا نے سوامی جی کا ذکر کومولا سے کیا تو وہ بولی "مجھے تو وہ نہایت معمولی انسان نظر آتا ہے۔ اوّل تو یوگ کی طاقت پر میرا یقین نہیں، لیکن اگر ایسی کوئی طاقت ہو بھی تو اس شخص میں قطعی نہیں ہے۔ یہ تو ایک مکار آدمی ہے صرف۔"

کومولا نے یہ نہیں بتایا کہ سوامی جی اس کی محبت کے طلب گار رہ چکے ہیں بولی "تمہارے گھر میں ان کی آمد و رفت کتنے عرصہ سے ہے؟"

رومولا نے کہا "میں نے تو ابھی تھوڑے دنوں سے ہی ان کی بابت سنا ہے

لیکن ماں کا کہنا ہے کہ پیار تا رشتہ ہے۔ میں نے ایک دن پوچھا کہ پہلے تو میں نے انہیں کبھی دیکھا نہیں نا، تو ماں نے کہا "رشتہ کم نہ کبھی پڑا ہے۔"

رومولا نے اس سلسلہ میں پھر کچھ نہیں کہا۔

لیکن آہستہ آہستہ رومولا کو محسوس ہونے لگا کہ سوامی جی پہلے کی طرح اس کی نظر بچا کر گھر میں نہیں آتے بلکہ اس کی موجودگی میں ہی آتے ہیں۔ کئی مرتبہ ان سے نگاہیں ملیں تو اسے محسوس ہوا کہ سوامی جی کی نگاہوں میں ویسا ہی سب کچھ ہے جیسا معلم زادہ وغیرہ گھٹیا درجہ کے مردوں کی نگاہوں میں نظر آتا ہے۔

بات سمجھ میں نہیں آتی اس نے ماں کے ساتھ سوامی جی کے رشتہ پر غور کیا تو کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوتی۔ یہ تو ہر نہ ہو کہ دونوں کوئی چال بنا کر اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

ماں جب دونوں سے کہہ رہی تھیں۔ شادی کرنا ضروری ہے۔

اس پر رومولا نے پوچھا "پھر تمہارا کیا ہوگا؟"

دسومتی نے جواب دیا تھا "جو ہر ماں کا ہوتا ہے۔"

رومولا نے کہا تھا "ابھی ایسی جلدی ہی کیا ہے؟"

اس دوران اس نے کئی ایک شادی شدہ لوگوں کو دیکھا تھا اور شادی کے متعلق اس کے دل میں کوئی عزت، نہ احترام اور دلچسپی نہ رہ گئی تھی ایسا اسے اپنی موجودہ زندگی میں لطف آنے لگا تھا مالی افسروں اور پارلیمنٹ کے ممبروں کو جھکنے دیا وہ کافی چالاک ہوگئی تھی۔ کومولا کو بھی تعجب ہوتا تھا کہ یا تو وہ جھوٹ بولتی ہے یا جس طرح وہ خوفناک حالات میں سے داغ نکل آتی وہ بے حد قابل تعریف ہے

ادھر دسومتی نے ایک دن سوامی جی کو اکیلے میں پا کر سوال کیا

"آپ میری زندگی کے ہر راز سے آشنا ہیں، پھر بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ نے مجھ سے کیوں نہیں بتایا..."

سوامی جی گھبرا گئے۔
ایک نگاہ انھوں نے غور سے دسومتی کو دیکھا تو وہ چالیس سال سے زاید ہونے
کے باوجود بھی کسی حالت میں تیس سے زیادہ نظر نہ آرہی تھی۔ گوری چٹی تو وہ تھی ہی۔
بڑی بڑی آنکھیں، کھوئی کھوئی آسمان کی طرح سب کچھ اپنے آپ میں چھپا لینے
والی، ساتھ ہی بے حد معصوم جسم اس قدر چکنا تھا کہ محسوس ہوتا تھا گویا پانچ سال
بچی کا جسم ہو۔ کوئی حرج تو تھا نہیں اور سوامی جی نے ایک ہی عورت سے تعلق رکھنے
کی قسم نہیں کھا رکھی تھی۔ رہیگا یہ بھی ایک نیا تجربہ کہ ماں سے بھی تعلق اور بیٹی سے بھی۔
سوامی جی کے بے شمار تجربات میں اس طرح کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ لیکن جب
سے انھوں نے رومولا کا تعاقب شروع کیا تھا اس وقت سے کسی بھی عورت کی
طرف ان کی نگاہیں اور خیال جاتے ہی نہ تھے۔ وہ اس عادت کو ایک طرح سے
گراوٹ تسلیم کرتے تھے کیونکہ اسی طرح کی عادتوں سے انسان پھنس جاتے ہیں۔
دو چلو پیا اور آگے چلتے بنے۔ رمتے جوگی کے لئے یہی مناسب ہے ایک ہی
سے بند ھے رہنا یہ تو کمزور اور معمولی انسانوں کا کام ہے
سوامی جی بولے "نہیں، میں تم سے بھاگتا نہیں ہوں، لیکن یہ سوچتا ہوں
کہ دو جنم پہلے کی بات کو اس جنم میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش بھگوان کی مرضی
میں دخل دینا ہے بھگوان نے پچھلے جنموں کی بابت جو گیان دیا ہے اس کا غلط استعمال
مجھے نہیں کرنا چاہیئے اسی لئے تو بھگوان کسی کو بھی اس کے پچھلے جنم کا گیان نہیں
دیتے۔ اگر معمولی انسانوں کو اپنے پچھلے جنموں کا حال معلوم ہو جائے تو وہ نہ جانے
کس کس کی بہو بیٹی، زمین اور جائداد پر دعوے پیش کر دیں۔ اور اس طرح دنیا کا نظام
ایک ساتھ گڑبڑ ہو جائے"
لیکن دسومتی مانی نہیں۔ اس کی حسرتوں کا باندھ ٹوٹ گیا تھا بولی۔ "لیکن
اب تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ ساتھ ہی آپ کسی کے حقوق پر قبضہ تو نہیں کر رہے
پھر یہ جھجک کیوں؟"

سوامی جی نے غور سے وسومتی کے سینے کے ابھار پر ایک نگاہ ڈالی۔ ان کے اٹھ کھڑے ہونے ہی والے تھے کہ انھوں نے اپنی اس نفسی کمزوری پر کسی طرح قابو پا کر خود کو سنبھال لیا۔ بولے۔ "وسومتی تم کتنا بھی چاہو، تم وہ نہیں ہو سکتیں جو تم اس وقت نہیں تھیں جب تم میری بیوی تھیں اور نہ میں وہ ہو سکتا ہوں جو اس وقت تھا۔ گھڑی کے کانٹوں کو الٹی سمت میں چلانے کی کوشش بیکار ہے۔"

وسومتی نے کرسی سے اتر کر سوامی جی کے قدموں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، "لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ اصلی پتی پتنی تو ہم لوگ ہیں جو لوگ ہمارے درمیان آئے وہ کسی نہ کسی مقصد کو حاصل کرنے آئے تھے۔"

سوامی جی بولے۔ "تین جنموں کا حال معلوم ہونے کی وجہ سے مجھے ایسا ہی جان پڑتا ہے۔ یہ گیان ان لوگوں کے گیان سے کہیں عظیم ہے جو صرف ایک ہی جنم کا حال جانتے ہیں لیکن آخری سچائی کیا ہے یہ کون جانے ہے۔"

وسومتی سوامی جی کے قدموں کو سہلاتے ہوئے بولی: "کیوں آپ تو جانتے ہیں۔؟"

"نہیں، میں تو صرف تین جنموں کا حال ہی جانتا ہوں۔ اگر دس کا بھی جان جاؤں تو شاید سارا گیان الٹ جائے اس لئے تو بہتر یہی ہے کہ اس گیان کا فائدہ ہی نہ اٹھایا جائے۔ کم از کم اس صورت میں فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ گیان کا استعمال گیان کی روشنی کو بڑھانے اور پھیلانے کے لئے ہونا چاہیئے نہ کہ گناہ، ظلم اور غیر قانونی کام کے لئے۔۔۔" کہہ کر سوامی جی نے پاؤں اوپر اٹھائے اور نیم باز آنکھوں سے وسومتی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولے۔ "اس جنم میں میرا نام تھا رام پرساد اور تمہارا نام تھا سروج۔ ہم لوگوں میں بے پناہ محبت تھی جب کسی کام کی وجہ سے ایک دوسرے سے جدا ہوتے اور اس کے بعد جب ملتے تو اس طرح ملتے تھے جیسے گمشدہ بچہ بچھڑی ہوئی گیا اپنی ماں کی چھاتیوں سے چپٹی ہے۔ ہماری زندگی بے حد خوشحال تھی۔ آخر دوران تمہارے اس جنم کا پتی تمہیں فریب دے کر بھگا لے گیا کہ ہو سیت

میں مبتلا ہو گیا ہوں۔"

سوامی جی کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ انھوں نے ذرا ایک سٹ کر وسومتی کی طرف دیکھا اور پھر کہنا شروع کیا۔ "رام راون کے زمانے سے بدمعاش مرد عورتوں کو کسی نہ کسی بہانے سے اغوا کرتے رہے ہیں۔ پھر بھی عورتوں کی آنکھیں نہیں کھلی ہیں میں اس قدر رویا۔ اس قدر رویا کہ لوگ مجھے برا بھلا کہنے لگا۔ میں نے تمام اخباروں میں تمہارا فوٹو شائع کرایا لیکن کہیں بھی تمہارا پتہ نہ لگنا تھا اور نہ لگا۔"

وسومتی اس بات سے رنجیدہ تھی کہ سوامی جی نے اپنے قدموں کی خدمت کرنے سے بھی اسے محروم کر دیا۔ لیکن اب اس کے دل میں یہ سب کچھ سن کر ایک نئی بات بیدار ہو اٹھی بولی۔ "سوامی جی آپ تو بھگوان کی نہ سمجھنے والی مایا کو سمجھتے ہیں۔۔۔"

"پھر بھی معمولی انسانوں کے مقابلہ میں تو زیادہ ہی سمجھتے ہیں۔!!"

سوامی جی نے فوراً انکار کر دیا۔ "نہیں میں کچھ بھی نہیں سمجھتا۔"

پھر بھی معمولی سی رعایت کرتے ہوئے بولے۔ "ہاں یہ کہہ سکتی ہو لیکن جیسا کہ میں نے بتایا، تین جنم تک کا حال جاننے پر جو گیان حاصل ہوتا ہے وہ تیس جنم تک کا حال جاننے سے پیدا ہوئے گیان سے کہیں کم ہے ممکن ہے اس کے مقابلے میں نہیں کے برابر ہو۔ اس لئے ہمیں موجودہ زندگی کے رشتوں کو ماننا چاہیئے۔ ورنہ مذہبی اصولوں کی حفاظت نہ ہو سکے گی۔"

وسومتی اس تشریح سے خوش نہیں ہوئی۔ بولی۔ "لیکن میں تو آپ سے یہ دریافت کر رہی تھی کہ جب اس نے مجھے اغوا کیا تو اس جنم میں میں اس کی بیوی کیوں بنی۔ اسمیں ایشور کی کونسی لیلا ظاہر ہوتی ہے۔؟"

سوامی جی ہنسے بولے "جس طرح میرا تم پر حق ہے کیونکہ میں اس جنم میں تمہارا پتی تھا، اسی طرح معلوم نہیں پہلے جنموں کے کسی رشتے سے تم پر اس کا کیا حق تھا؟ ناقص ذہن میں تو یہی آتا ہے کہ پہلے ہی اس نے تمہیں اغوا کیا ہو لیکن بعد میں اس کے دل میں تمہارے لئے سچی محبت ہو گئی ہو گی اس لئے

تم اسے اس جنم میں بیٹی کی صورت میں ملیں۔ ساتھ ہی تم اس کی نہیں تھیں اسلئے وہ گھوڑے والا ملا۔"

دسومتی نے تیزی سے پوچھا "آپ کیوں ملے اس کی بھی تو کوئی وجہ ہوگی؟"

کہہ کر وہ سوامی جی کی کرسی سے بیٹھ لگا کر اس طرح بیٹھ گئی کہ اس کا کندھا سوامی جی کے پیروں سے چھونے لگا۔ سوامی جی کے جسم میں بجلی سی دوڑ گئی۔ اس سے بیشتر جو بھی تجربات حاصل ہوتے تھے ان میں سوامی جی نے عورت پر حملہ نہیں تو نصف حملہ ضرور کیا تھا۔ لیکن یہ تو پالتو کتے یا بلی کی طرح اپنی میٹھیاں ان کے پاؤں سے رگڑ رہی ہے کہ گود میں اٹھالیا جائے۔

یوگ کی طاقت کا پھر استعمال کیا گیا۔ اور وہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ بولے "یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں کہ ہماری ملاقات کیوں ہوئی ہے اس میں بھگوان کی کوئی نہ کوئی خواہش ضرور پوشیدہ ہوگی۔"

کہتے کہتے وہ رک گئے۔ دسومتی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوتے بولے۔

"دیکھو بھئی میں نہایت خوفناک کشمکش میں مبتلا ہوں میں بھگوان کی مرضی کو بالکل سمجھ نہیں پا رہا ہوں انہوں نے مجھے کبھی ایسے ہیبت ناک امتحان میں نہیں ڈالا۔"

دسومتی نے پوچھا "وہ کیا؟"

سوامی جی بولے "یہ کشمکش اس قدر زبردست اور پیچیدہ ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور یہ بھی امید نہیں ہو سکتی کہ کبھی اسے سمجھ بھی پاؤں گا ہم نے موجودہ سماج میں کچھ قاعدے، روایتیں، اصول اور قیمتیں قائم کی ہیں لیکن ان سے میرا گیان قطعی مختلف ہے۔"

دسومتی نے اصرار کرتے ہوئے پوچھا "وہ بات کیا ہے آخر؟ آپ ظاہر تو کیجئے میں اپنی زندگی دے کر بھی آپ کے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کی کوشش کروں گی۔"

سوامی جی بولے "زندگی کی ضرورت نہیں یہ کشمکش اس قدر

خوفناک ہے کہ اسے موجودہ سماج کے قاعدے قانون کے دائرے میں کسی طرح سلجھایا نہیں جا سکتا۔ جب سے بھگوان کی مرضی سے میں پچھلے جنموں کی بابت کچھ جاننے لگا ہوں اسی وقت سے پہلی مرتبہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوا ہوں"۔

دسومتی کے بے چینی میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔ وہ سمجھی کہ شاید "مارل" الجھن کی وجہ سے وہ اس کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کرنا نہیں چاہ رہے ہیں صرف یہی انکی الجھن ہے بولی "۔آپ قاعدے قانون سے کیوں گھبراتے ہیں؟ قاعدے قانون تو ان لوگوں کے لئے ہیں جو ناسمجھ ہیں جب آپ یہ جانتے ہیں کہ حقیقت میں ہم لوگ پتی پتنی ہیں تو پھر اس جنم کی گرفتوں میں گرفتار رہنا ہمارے لئے مناسب نہ ہوگا۔ اور اگر آپ کو بدنامی کا خوف ہے تو میں آپ کے ساتھ یہاں سے دور چلی جانے کو تیار ہوں"۔

"اور رما کیا کہے گی؟"

"رما کا میں نے ٹھیکہ تھوڑے ہی لے لیا ہے پرورش کر دی۔ لیکن نہ تو وہ کشمیری میرا کچھ تھا اور نہ اس سے پیدا یہ رما ہی سے میرا کوئی رشتہ ہے؟"

سوامی جی نے ہاتھ کے اشارے سے گویا کسی ناگوار خیال کو زبردستی دور ہٹاتے ہوئے کہا "۔بھئی الجھن تو یہی ہے۔ کیا میں تمہیں پوری بات بتا دوں؟ کیا تم اُسے برداشت کر سکو گی؟ میں تو اسے برداشت کر نہیں پا رہا ہوں"۔

دسومتی کی بے چینی آخر حد تک پہنچ گئی تھی۔ وہ بولی "میں اسے ضرور برداشت کر لونگی۔ آپ فرمائیے تو"

سوامی جی پھر کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔ چند لمحات کے لئے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ دسومتی کو محسوس ہوا کہ وہ اس وقت گہری پریشانی میں ہیں۔ صرف ان کا جسم ہی اس پر پڑا ہے۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی [illegible] سوامی جی کی پیشانی پر پسینے کی ہلکی ہلکی بوندیں جھلک آئی ہیں۔

کئی منٹ تک سوامی جی سمادھی لگائے رہے۔ پھر بولے "میرے لئے بس ایک ہی راستہ ہے وہ ہے اس جسم کو چھوڑ دینا"۔

وسومتی نے شکوک اور خوفزدہ انداز میں پوچھا - "کیوں، کیوں؟"

سوامی جی بولے "کچھ ایسی ہی بات ہے۔ ایسے موقعوں پر عالموں کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ اس جسم کو چھوڑ دیں۔ بھگوان کی لیلا سمجھ میں نہیں آتی۔ جو نہیں ہونا چاہیئے وہی ہے، پھر ہو تو آخر کیا ہو!"

وسومتی ان کے قدموں کے قریب قالین پر بیٹھتے ہوئے بولی "مہاراج کچھ تو بتلایئے آخر میں اس جنم کی نہ سہی پچھلے جنم کی تو آپ کی شریک حیات تو ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ بھگوان کی مرضی کیا ہے، لیکن اگر میرے بس میں ہو تو میں آئندہ ہر جنم میں آپ کی ہی پتنی بنوں"۔ کہہ کر اس نے بیقراری سے سوامی جی کی طرف دیکھا۔

سوامی جی چند لمحات تک زبردست کشمکش میں گرفتار خاموش بیٹھے رہے گویا کسی اہم مسئلے پر نہایت سنجیدگی سے غور فرما رہے ہیں تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے "میں کسی بھی طرح یہ تلخ حقیقت تم پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔ میں نے بار بار بھگوان سے التجا کی بھگوان! مجھے روشنی دو، اس سے تو بہتر ہے کہ تم مجھ سے یہ علم لے لو جس کی وجہ سے میں اس الجھن میں گرفتار ہوں۔ میں نے یہ بھی خیال کیا کہ شاید کہیں کوئی غلطی ضرور ہے، لیکن بعد میں سمجھ میں آیا کہ نہیں، میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہ ایک تلخ حقیقت ہے۔"

وسومتی کی بے چینی اور بھی بڑھ گئی بولی "بتایئے نہ آخر بات کیا ہے؟"

سوامی جی بولے "بتانے سے انکار تو نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا تم اس تلخ حقیقت کو برداشت کر سکو گی۔؟"

وسومتی کے ذہن میں شک و شبہ جاگ اٹھے، بولی "آپ بتایئے جو کچھ خطرہ ہوگا میں برداشت کر لوں گی"۔

سوامی جی نے ایک لمبی سانس لی گویا بکھری ہوئی ہمت یکجا کر رہے ہوں۔

پھر بولے: "جب تم میری بیوی تھیں اور اغوا کرلی گئیں تھیں تو میں ایک عرصے تک غمزدہ ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہا۔ آخر میں میرے دوستوں نے زبردستی ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ میری شادی کردی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ وہ تمہارا ہی دوسرا عکس ہے۔ خیر اس لڑکی نے میری بہت خدمت کی یہاں تک کہ اسے پاکر میں اپنا غم بھول بیٹھا اور ایک معمولی انسان کی طرح زندگی بسر کرنے لگا۔ وہی لڑکی اس جنم میں رمایا رد مولا ہے۔"

وسومتی کا سر چکرا گیا۔ سوامی جی کے الفاظ کی حقیقتیں مکمل طور سے وہ سمجھ نہیں پائی پھر بھی اسے محسوس ہوا کہ اس کے پاؤں تلے زمین کھسکی جا رہی ہے۔ کئی دنوں سے جو خوش رنگ اور سنہری خواب اس کی آنکھوں میں رقصاں تھے ایک مسلسل اور خوفناک تاریکی میں گم ہوگئے۔

سوامی جی کو وسومتی سے یہی امید تھی۔ اس لئے وہ پہلے سے ہی تیار تھے۔ انھوں نے وسومتی کو پکڑ کر سامنے والے صوفے پر بٹھا دیا اور کہا "تم بھول گئی ہو کہ اس جنم کی بات نہیں پچھلے جنم کی بات ہے۔ اور اس کا اس جنم سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔"

پھر بھی وسومتی کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھاڑ کر بے معنی انداز سے دیوار کی طرف تاکتی رہی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا گویا وہ بے زبان ہوگئی ہے۔ اس کے بولنے کی طاقت کسی نے چھین لی ہے۔

اسی عالم میں کئی لمحے گزر گئے، جو سوامی جی کے لئے بھی تکلیف دہ تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ راز فاش کر کے انھوں نے مناسب کیا یا نہیں۔ کہیں سارا بیڑا ہی غرق نہ ہو جائے۔

آگے کیا کیا جائے، وہ سمجھ نہیں پارہے تھے۔ اسی دوران وسومتی خود ہی بول پڑی "کیا یہ ممکن ہے کہ پچھلے جنم کی سوکن دوسرے جنم میں ماں بیٹی کی صورت میں پیدا ہو۔"

سوامی جی بولے: "دراصل نہ کوئی کسی کی ماں ہے اور نہ کوئی کسی کی بیٹی ہے نہ کوئی کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی کسی کی بیٹی ہے۔ یہ کم عقل انسانوں کے بنائے ہوئے رشتے ہیں حقیقتاً ان کا کوئی وجود نہیں۔ بھگوان کی نظر میں ہم سب اپنے اپنے فرائض میں

گزر نار صرف روحیں ہیں۔ روح کی نہ تو کوئی شکل و صورت ہوتی ہے اور نہ کوئی خصوصیت۔ سوائے اس کے کہ وہ انسانی جسم اور فرائض کے درمیان کی ایک کڑی ہے۔ شکل صورت تو جسم کی ہوتی ہے اور یہ رشتے بھی اس کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔ جب ایک جنم ختم ہو جاتا ہے تو اس سے وابستہ رشتے بھی ختم ہو جاتے ہیں۔"

معلوم نہیں سوامی جی کے الفاظ وسومتی کے کانوں کے پردوں کو چھو پائے ہیں یا نہیں۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر کہا "لیکن مہاراج کہاں آپ کی عمر اور کہاں اس کی عمر؟"

سوامی جی بولے "میں ابھی ابھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ بھگوان پران بکھیڑوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک ان کا کوئی وجود نہیں۔ تم تو جسم کی عمر بتا رہی ہو روح کی کوئی عمر نہیں ہوتی اور اگر ہے تو سب روحوں کی ایک ہی عمر ہے۔ بھگوان کی نظر میں ہر روح کی عمر ایک برابر ہے۔"

وسومتی کے شکوک پھر بھی رفع نہ ہو سکے۔ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جسے اس کا ذہن کسی بھی طرح قبول نہ کر پا رہا تھا۔ اس کے دل میں جو خاموش حسرتیں مچل اٹھی تھیں وہ تاریکی میں گم ہو گئیں۔ یہی نہیں اب تک وہ جس بیٹی کے سہارے زندہ تھی وہی بیٹی اسے اپنی مخالف اور دشمن نظر آنے لگی تھی۔

سوامی جی کا سلسلہ بیان جاری تھا "اسی لئے بھگوان نے معمولی انسانوں کو انکے پچھلے جنم کا گیان نہیں دیا۔ اگر پچھلے جنموں کا گیان انہیں حاصل ہو جائے تو دنیا کا کاروبار ٹھپ ہو جائے اب تو یہی بہتر ہو گا کہ تم تمام باتیں بھول جاؤ اور یہی سمجھو کہ تم منیر کی ماں ہو اور میں ایک بیراگی ہوں۔ ہم اپنے تعلقات کو اسی جنم تک محدود رکھیں۔"

وسومتی کچھ بھی نہ کہہ پا رہی تھی۔ ایسا محسوس ہونے لگا گویا پہلے کی وسومتی پھر لوٹ آئی ہے۔ لیکن نہیں۔ پہلے کی وسومتی تو اس دنیا کو چھوڑ چکی تھی لیکن اب وہ ایک ایسی عورت کی صورت میں واپس آئی تھی جس کی تمام امیدیں مکمل طور پر خاکستر ہو گئی تھیں کیونکہ جس کا بھی اب ہو گئی تھی

تھوڑی دیر بعد سوامی جی اٹھ کر چلے گئے ۔ وہ خود سمجھ نہ پا رہے تھے کہ وہ آگے بڑھے ہیں یا ان کا یہ نیا قدم انہیں پیچھے ہٹا کر لے گیا ہے ۔ وسومتی کو حاصل کرنا تو ان کا مقصد تھا ہی ہی نہیں ۔

سیٹھ منوہر لال باگڑیا نے ریسیور رکھ دیا اور بولے ۔ "کسی بھی قیمت پر اپنے پریس کی ہڑتال روکنی ہوگی ۔"

لیکن مخبر نے یہ بتایا تھا کہ اگر آج رات بھر "فرینڈز آف انڈیا" پریس کی ہڑتال جاری رہی تو کل دس بجے کی شفٹ سے ان کے پریس میں ہڑتال شروع ہو جائے گی اور پھر کسی بھی طرح اُسے نہ روکا جا سکے گا ۔

سیٹھ جی نے اپنے خاص سکریٹری نندن سے کہا ۔ "اگر یہ ہڑتال ہوتی تو میری عزت خاک میں مل جائے گی ۔"

نندن بولا ۔ "یہ تو میں بھی محسوس کرتا ہوں ۔"

سیٹھ باگڑیا نے ٹیلیفون کے تار سے کھیلتے ہوئے کہا "وقت بہت کم ہے ابھی دو بجے ہیں کل ملا کر بمشکل تمام آٹھ گھنٹے باقی ہیں ۔ اسی میں سارا کام کرنا ہے ۔ پہلی بات تو یہ کہ سیٹھ کرمچند کے پریس کے ہڑتالی مزدوروں کو امداد دینے کا جو وعدہ کیا ہے اسے ختم کر دو ۔"

"لیکن سیٹھ جی، ہم تو کئی ہزار روپیہ دے چکے ہیں ۔"

سیٹھ جی غمزدہ ہو کر بولے ۔ "یہ ایک غلط قدم رہا ۔ خیر جلد ایک سبق حاصل ہوا اب تک ہمارا صرف یہی خیال تھا کہ کسی پریس میں ہڑتال ہو تو اس کی بابت کوئی بھی خبر اخبار [illegible] لیکن اب آ کے یہ پتہ لگ گیا کہ کہیں بھی ہڑتال ہو تو اسے

روکنے اور ختم کرانے میں مدد دینی چاہیئے ۔ خواہ وہ پولیس اپنے دشمن کا ہی کیوں نہ ہو"
بذریعہ ٹیلی فون سیٹھ جی نے نرگن کو بلایا تھا۔ ساتھ ہی اسے لانے کے لئے
کار بھی بھیجی تھی۔ لیکن نرگن نے کار واپس کر دی۔ وجہ کچھ ظاہر نہ کی۔ تو سیٹھ جی فکرمند ہو کر
اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے۔ "میں خود ہی سوامی جی کے پاس جاتا ہوں۔ میری عقل
تو کام کر نہیں رہی۔ اس وقت صرف سوامی جی کی یوگ کی طاقت ہی کارگر ثابت ہو
سکتی ہے"۔

ان کے ساتھ نندن بھی چلا لیکن انہوں نے موٹر پر سوار ہو۔ تبھی نندن سے
کہا "تم باہر ہی رہنا۔ میں سوامی جی سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا۔"

وہاں پہونچتے ہی سب سے پہلے نرگن سے ہی ان کا سابقہ پڑا۔ تمام باتیں
سن کر نرگن بولا "اس وقت سوامی جی سمادھی میں ہیں اندر کسی کو بھی جانے کا حکم
نہیں ہے۔"

سیٹھ باگڑیا نے حالات کی نزاکت بیان کی۔

نرگن بولا "ابھی تھوڑی دیر ہوئی سیٹھ کرمچند بھی ان سے ملاقات کرنے آئے
تھے۔ وہ بھی اسی ہڑتال کے متعلق ہی باتیں کر رہے تھے تو سوامی جی نے کہا کہ یہ تو
ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بھگوان کا دست کرم ہمارے سر پر ہے لیکن ایسے
معمولی معاملات میں یوگ کی طاقت کا استعمال نہیں کیا جاتا۔"

تمام باتیں بیان کرنے کے بعد نرگن نے کہا۔

"جب مصیبت آتی ہے تو آپ لوگ سوامی جی کے پاس دوڑتے ہیں۔ ویسے
تو سوامی جی کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہم لوگ جو رات دن ان کی خدمت
میں لگے رہتے ہیں ان کا تو آپ لوگوں کو تھوڑا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔ ہم لوگ
ہی جیسا انہیں سمجھا دیتے ہیں وہ ویسا ہی کرتے ہیں"۔

سیٹھ جی نے کہا۔ "نرگن جی آپ تو کبھی میرے پاس آتے نہیں اور لازم مجھے
تمام باتیں بتانے کی

نرگن نے لاپرواہی سے کہا: "پھر آپ انہیں لوگوں کے پاس جائیے ہم لوگ بھوک سے مر جائیں گے لیکن نہ تو سوامی جی سے کہیں گے کہ ہمارے نئے یوگ کی طاقت کا استعمال کیجئے، اور نہ آپ لوگوں کے دروازے کھٹ کھٹائیں گے۔ ہم بھی کچھ طاقت رکھتے ہیں۔ یہ نہ سمجھئے کہ صرف دودھ پیتے ہیں اور ڈنڈ پیلتے ہیں۔"

سیٹھ جی نرگن سے بخوبی واقف تھے انھوں نے کہا "بھئی یہ ہماری عزّت کا سوال ہے آپ سوامی جی سے ملاقات کرا دیجئے پھر آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔"

سیٹھ جی نے گھڑی پر نگاہ ڈالی ابھی تو تین بھی نہ بجے تھے۔ بولے "چار بجنے میں ابھی کافی دیر ہے اور یہ معاملہ ہے نہایت سنگین۔"

لیکن نرگن پر کوئی اثر نہ ہوا بولا "حکم نہیں ہے۔ آپ لوگوں سے یہ بھی تو نہ ہوا کہ میرے لئے یہاں ایک علیحدہ فون کا انتظام کر دیتے۔"

مجبوراً سیٹھ جی کو واپس جانا پڑا۔

نرگن نے اندر جاکر سوامی جی کو ساری باتیں بیان کیں۔

سوامی جی کچھ دیر تک ہکّے بکّے رہ گئے کہ سیٹھوں نے یہ کیا شروع کیا ہے کہ پرلوک میں جنت حاصل کرنے کی بجائے اب وہ اسی دنیا میں بھی وہ سب کچھ چاہتے ہیں۔ اور اسی وقت چاہتے ہیں۔ وہ فوراً بھیس بدل کر نکل پڑے کہہ گئے "اس دوران میں کوئی آئے تو کہہ دینا کہ ملاقات نہیں ہو سکتی۔"

وہ جانتے تھے کہ اتنا ہی کہہ دینا بہت کافی ہے۔ نرگن اپنی طرف سے اسمیں نمک مرچ ملا کر ممکن ہے آنے والوں سے یہاں تک کہدے کہ سوامی جی اس وقت بذریعہ روح چندر لوک کے سفر پر گئے ہیں۔ واقعی نرگن بڑے کام کا آدمی ہے۔ اس کی کالی داڑھی گلے میں پڑی رُدر کشوں کی مالا اور سرخ آنکھیں مریدوں کو بے حد متاثر کرتی ہیں۔

سوامی اکھیدانند تھوڑی دیر گھوم گھام کر واپس آ گئے اور پیچھے کے دروازے سے آشرم میں داخل ہوکر اپنے خاص کمرے میں پہنچ گئے اور نرگن کے ساتھ اہم

مسئلوں پر گفتگو کرنے میں مشغول ہو گئے۔
نرگن نے کہا۔" مہاراج ۔ مجھے آپ ایسے جھگڑوں میں کیوں ڈالتے ہیں ؟ میرے لئے تو صرف ایک ہی کام کافی ہے۔ آپ کی خدمت اور ان سیٹھوں اور کلجگی مریدوں سے آپ کی حفاظت کرنا۔"
سوامی جی کافی دیر تک نرگن کو سمجھاتے رہے۔ پھر بولے۔" میری خدمت تو نہایت حقیر چیز ہے دراصل ہم سب کو اسی طرح چلنا چاہیئے جس طرح بھگوان ہمیں چلاتے ہیں۔ میں بھی یہی کرتا ہوں۔" جس طرح وہ مجھے چلاتے ہیں میں ویسے ہی چلتا ہوں تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں دیکھئے کہ اگر سرمایہ دار ختم ہو جائیں گے تو ہمارا وجود تلاش کرنے پر بھی نہ ملے گا۔ یہ دنیا بھگوان کو قطعی بھول جائے گی "
نرگن حالانکہ قطعی رضامند نہ تھا پھر بھی اسے راضی ہونا پڑا کیونکہ سوامی جی نے آخری ہتھیار استعمال کیا تھا کہنے لگے۔" ہمارے تعلقات کی بنیاد ہماری روح ہے نہ جانے روح کو کتنے جنم اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ کون جانے پچھلے جنم میں کس کے ساتھ تمھارا کیا رشتہ تھا۔"
نرگن کی سرخ آنکھیں اور بھی سرخ ہو اٹھیں بولا۔
" آپ صحیح صحیح بتا دیں تو میں اس وقت اس پر قبضہ کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ ابھی تک کچھ بتا ہی نہیں رہے۔"
سوامی جی حالات پر سنجیدگی سے غور کر چکے تھے۔ بولے۔
" دیکھو بھگوان کسی بھی بھگت پر اپنا پورا راز افشاں نہیں کرتے۔ گیان آہستہ آہستہ حاصل ہوتا ہے ابھی میں صرف یہی دیکھ پا رہا ہوں کہ تمھارا اور اس کا پچھلے جنم میں رشتہ تھا۔ ماضی کے دھندلکوں میں صرف یہی نظر آ رہا ہے۔ کیا رشتہ ہے کس قدر ہے، اور کب تک قائم رہے گا یہ ابھی ظاہر نہیں۔ لیکن تمہیں یہ کام کرنا ضرور ہے۔ تم لوگ کے محافظ ہو۔۔۔۔"
" چلو

نرگن نہایت غمگین ہو اٹھا تھا۔ بولا۔ "مہاراج کہیں آپ مجھے کمزور سمجھ کر گرہستی کے جھنجٹ میں تو نہیں ڈال رہے ہیں سچ کہتا ہوں آپ کی خدمت کے علاوہ اور کوئی خیال میرے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی کبھی نہیں دیکھا۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ اگر میں نہ رہوں تو دوسرا خدمت گار شاید آپ کی خدمت انجام نہ دے سکے جس طرح میں نے آج تک دی ہیں۔"

سوامی جی اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھے کیونکہ بقیہ سبھی خدمت گار جو برہمچاری کہلانے تھے کچھ نہ کچھ ان کے دلوں میں خود غرضی ضرور تھی۔ صرف نرگن ہی ایک شخص تھا جس کے دل میں نہ خود غرضی تھی اور نہ دوسرا کوئی خیال۔

سوامی جی نرگن کی پیٹھ پر اپنا دست کرم پھیرتے ہوئے بولے۔

"ابھی بھگوان کی یہی مرضی ہے۔ کام نہایت سمجھداری اور ہوشیاری سے کرنا۔ اور جب کام پورا ہو جائے تو مجھے اطلاع دے دینا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کسی طرح کی کوئی بدسلوکی نہ کرنا ممکن ہے "۔ وہ کہتے کہتے رک گئے۔

نرگن نے مخالفت کرتے ہوئے کہا "مہاراج آپ یہ کیا کر رہے ہیں ؟"

سوامی جی نے یہ دیکھا کہ بات بڑھ رہی ہے تو انھوں نے کہا "جس طرح میں نے کہا اسی اسی طرح کرو۔ شور نہ ہونے پائے۔ کام ہوتے مجھے اطلاع کر دو۔"

اسی وقت خبر آئی کہ سیٹھ منوہر لال باگڑیا آتے ہیں۔ سوامی جی نے نرگن کو اشارہ کرتے ہوئے کہا "پیچھے والے دروازے سے چلے جاؤ۔ اور پھر برہمچاری ہر بھجن سے بولے "سیٹھ جی کو میری آرام گاہ میں لے آؤ۔"

اور وہ اٹھ کر اپنی آرام گاہ میں چلے گئے اور ایک موٹی سی سنسکرت کی کتاب کا مطالعہ کرنے لگے۔

سیٹھ جی پہلے سے بھی زیادہ پریشان حالت میں کمرے میں داخل ہوئے اور انھوں نے ہڑتال کے متعلق تمام حالات بیان کر دیئے۔

سوامی جی ... جو آپ نے چاہا وہی

تو ہوا پھر گھبراتے کیوں ہو؟ آپ کی ہی تو یہ خواہش تھی کہ سیٹھ کرم چند کے پریس اور
ملوں میں ہڑتال ہو آپ نے اس کے لئے روپیہ بھی خرچ کیا کہتے ہوئے انھوں نے سیٹھ
جی اس طرح دیکھا گویا سیٹھ جی کے دل کی گہرائیوں کو ان کی نگاہیں چھو رہی ہوں۔

سیٹھ جی مجرمانہ انداز میں بولے "ہاں یہ تو آپ درست فرما رہے ہیں لیکن
میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ آگ میرے پریسوں میں بھی پھیلے۔ آپ ہی کے حکم کے مطابق
میں مزدوروں میں کام کرنے والی ہر پارٹی کو چندے میں موٹی موٹی رقمیں دیتا ہوں"۔

سوامی جی بولے "ٹھیک ہے۔ اس کے متعلق میرا نظریہ تمہارے نظریے سے
قطعی جدا ہے۔ نہ بھولو کہ جو کسی سے کچھ حاصل کرتا ہے وہ اس کا اپنا حق: حصہ ہوتا
ہے ورنہ کوئی کسی کو کچھ بھی نہیں دے سکتا۔"

سیٹھ جی گھبرائے کہ کہیں صوفیانہ نصیحتیں شروع ہو گئیں تو گھنٹوں ضائع ہو
جائیں گے۔ اور وقت بہت کم ہے پچھلے تجربوں سے وہ جانتے تھے کہ سوامی
جی کے یوگ کی طاقت فوراً کام نہیں کرتی۔ کیونکہ سوامی جی کا کہنا تھا کہ گھڑی
کا کانٹا گھمانے میں بھی تو وقت لگتا ہے۔ گھڑی میں تو صرف دو یا تین ہی کانٹے ہوتے
ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں لیکن بھگوان کی گھڑی میں تو بے
شمار کانٹے ہیں جو ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔

سیٹھ جی نے کہا "مہاراج، جلد ہی کچھ کیجئے۔"

سوامی جی ہنستے ہوئے بولے، "میرے کرنے سے کچھ ہوتا ہے؟"
جب آپ نے آگ لگا دی ہے تو وہ اپنے طریقے سے ہی پھیلے گی اگر اسے
سامنے سوکھی لکڑی ملے گی تو وہ زور سے جلے گی۔ اور اگر گیلی لکڑی ملے گی تو وہ دھواں
دیکر آہستہ آہستہ جلے گی۔"

سیٹھ جی کچھ سمجھ نہ پائے وہ اس وقت اسی طرح کا جادو چاہتے تھے جیسے
ذرا سا رشی ادھر غصہ ہوتے ہوئے اور ادھر دشمن پلک جھپکتے ہی جل کر خاک ہو گئے
وہ بھگوان کی [illegible] گھڑی کے [illegible] چاہتے تھے۔

وہ کسی بھی قیمت پر اپنے پریس میں ہڑتال روکنا چاہتے تھے۔
سوامی جی سمجھ گئے کہ سیٹھ جی کی بیقراری کی انتہا ہو چکی ہے۔ بالآخر وہ مسکراتے ہوئے بولے "آپ پریشان نہ ہوں بھگوان کی مرضی ہوگی تو آپ کا کام ضرور پورا ہوگا۔"
سیٹھ جی سمجھ نہ پائے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نکالا جائے کہ ہڑتال ہوگی یا یہ کہ نہیں ہوگی۔
انھوں نے تو اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اپنے پریس میں جب پارٹی کا زور تھا اسے جو رقم دی جاتی تھی اس کے علاوہ بھی کافی موٹی رقم دی گئی تھی پارٹی والے بھی اپنے طریقے سے مزدوروں کو سمجھا رہے تھے "ابھی اتحاد کو اور بھی مضبوط بنانا ہے، ہڑتال میں اسے کھونا نہیں ہے دیکھو ڈاکخانے اور ریل کی ہڑتال کا کیا نتیجہ ہوا، مگر ہم کو تو صرف ملک کی مزدور تحریکوں کو مدنظر رکھنا ہے۔"
اس کے باوجود سب سے تازہ رپورٹ یہی تھی کہ ہڑتال کی آگ دلی کے سارے پریسوں میں اور پھر ملوں میں پھیلنے والی ہے۔ یہ بھی افواہ تھی کہ سیٹھ کرمچند نے ہڑتال ہر جگہ پھیلانے کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہایا ہے۔ یہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ کون لوگ روپیہ لے رہے ہیں لیکن خبر جس ذریعے سے ملی تھی وہ قابل یقین تھا۔
لیکن سیٹھ جی کی بے صبری اور بے قراری کا کوئی انجام نہیں ہوا۔ سوامی جی نے گول مول باتیں کرنے کے علاوہ وعدہ نہیں کیا۔
آخر جب سیٹھ جی بالکل پیچھے پڑ ہی گئے تو سوامی جی نے کہا "رات کو آٹھ بجے میں سمادھی میں چلا جاؤں گا۔ موقعہ لگا تو اس وقت دریافت کروں گا" اور ساتھ ہی انہوں نے آگاہ کرتے ہوئے کہا "اگر بھگوان کو کچھ کرانا منظور نہ ہوگا تو سمادھی لگے گی ہی نہیں۔"
صرف اتنے سے ہی صبر کر کے سیٹھ جی کو واپس آنا پڑا۔ کام نہیں بنا تھا۔ پھر بھی سیٹھ جی یہ امید لے کر جا رہے تھے کہ یوں تو ساری ترکیبیں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ ایک یہ ترکیب بھی چالو رکھی جائے۔ ہونا ہوگا تو ہو ہی جائے گا اس سے آگے

بھگوان کی مرضی۔ اور جس میں کسی کا کچھ چارہ ہے نہیں

جب رات کے ۹ بج گئے لیکن ہڑتال کی حالت میں قطعی فرق نہیں آیا بلکہ بہت ہی عجیب و غریب خبریں سنائی دینے لگیں تو سیٹھ باگڑ یا اپنے بھروسے کے ملازموں پر یقین نہ کر کے خود ستیارام پریس میں گئے۔ وہاں جاتے ہی انہیں محسوس ہوا کہ مزدوروں میں ہڑتال کی آگ پوری تیزی سے بھڑک اٹھی ہے اور وہ نہایت جوش میں ہیں۔ سب سے عجیب بات تو یہ تھی کہ دوسری شفٹوں کے چند مزدور بھی اسی رات سے پریس میں ہی موجود تھے۔

وہ خود مزدوروں میں نہیں گئے لیکن انھوں نے کسی نہ کسی طرح مزدوروں کو دیکھا اور ان میں پھیلے جوش کو محسوس کیا۔ ان کی گھبراہٹ میں اور بھی اضافہ ہوگیا اور سیدھے سوامی جی کی عبادت گاہ میں جا پہونچے۔ لیکن جب انھوں نے سوامی جی کے قریب جانے کی کوشش کی تو برہمچاریوں نے انھیں یہ کہہ کر روک دیا کہ سوامی جی سمادھی میں ہیں۔"

سیٹھ جی نے برہمچاری پربھنجن سے پوچھا "نرگن جی کہاں ہیں۔؟"

یوں تو پربھنجن کو اس سوال کا جواب دینا نہیں چاہیئے تھا۔ اگر اس کی جگہ نرگن ہوتا اور اس سے ایسا ہی سوال کیا جاتا تو وہ ہرگز جواب نہ دیتا لیکن پربھنجن نے کہا "۔ دو گھنٹے سے سوامی جی بھی انہیں پوچھ رہے ہیں لیکن ان کا کوئی پتہ ہی نہیں"

سیٹھ باگڑیا نے تعجب سے پوچھا "سوامی جی کو بھی پتہ نہیں ؟"

پربھنجن نے جواب دیا "ہاں انہیں بھی پتہ نہیں ہے کافی دیر ہوئی انھوں نے برہمچاری نرگن کو کہیں بھیجا تھا لیکن وہ ابھی تک واپس نہیں آئے"

سیٹھ جی پربھنجن سے بات کر ہی رہے تھے کہ سوامی جی تشریف لے آئے
بولے "نہ جانے کیوں آج میرا دل سمادھی میں نہیں لگا۔ اس کا مطلب صرف یہی ہو
کہ بھگوان کی مرضی نہیں کہ یہ کام ہو۔ جب ان کے دربار میں پہونچ ہی نہ پاؤں
گا تو آپ کی سفارش کیسے کروں گا؟"

سیٹھ باگڑیا یہ سنکر بے حد ناامید ہو گئے۔ یوں تو پہلے ہی وہ کافی ناامید
تھے لیکن جب سوامی جی نے یہ کہا تو ان کی رہی سہی امیدیں بھی خاک میں مل گئیں۔
لیکن الٹے سوامی جی کو تسلی دیتے ہوئے بولے "مہاراج، ابھی تو رات بہت باقی ہے
آپ چاہیں گے تو سب کچھ ہو جائے گا۔"

سوامی جی زرگن کے غائب ہو جانے کے سلسلے میں سوچ رہے تھے ان کے دل
میں کھٹکا لگا ہوا تھا۔ وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں کوئی بدشگونی ظہور ہوگئی ہے۔ شاید
انھوں نے زرگن پر ایسے کام کے لئے بھروسہ کیا جسے وہ انجام نہیں دے سکتا۔
انھوں نے سیٹھ جی سے کہا۔

"آج شام سے زرگن کا پتہ نہیں۔ اس کے متعلق میں بیحد فکرمند ہوں۔"
سیٹھ جی ہنستے ہوئے بولے "مہاراج آپ کے لئے کیا مشکل ہے؟ آپ
چاہیں تو اس کا پتہ باآسانی پا سکتے ہیں۔"

سوامی جی کو یہ بات اس وقت قطعی پسند نہیں آئی۔ انہیں ڈر تھا کہ اس
کام کو انجام دیتے ہوئے کہیں زرگن پولیس کے شکنجے میں نہ آگیا ہو۔ ویسے تو اس پر
پورا بھروسہ تھا لیکن کہیں کمزوری میں آکر سوامی جی کا نام نہ لے دے۔ یوں تو
ان کو اپنی ذات کے لئے لینے پر مجبور رہنا پڑے گا۔

سوامی جی پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے بولے "سیٹھ جی ہم سنیاسی لوگ بھی
ہر وقت اسی گیر میں نہیں رہتے۔ چوبیس گھنٹوں میں ہم چوبیس لمحہ میں اس
گیر میں رہ پائیں جس کا آپ ذکر کیا تو ہماری زندگی ایک کامیاب زندگی بنجائے۔"

سیٹھ جی اس پر کیا کہتے۔ بولے "دیکھیے تو زگن جی کا پتہ لگایا جائے۔ دلّی میں روز انہی ایک دو آدمی لبسوں اور ٹرکوں کے نیچے آجاتے ہیں۔" پھر برکھنجن کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "زگن جی کسی سواری میں گئے تھے؟"

برکھنجن نے جواب دیا۔ "مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔ جاتے وقت مجھ سے تو صرف یہی کہا تھا کہ میں ان کے آنے تک سوامی جی کی خدمت میں رہوں۔"

سوامی جی رازدارانہ انداز سے بولے"۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ کسی لمبے سفر پر جا رہا تھا۔"

برکھنجن نے اپنی سمجھ سے نہایت عقلمندی ظاہر کرتے ہوئے کہا:۔

"جب کبھی وہ باہر جاتے ہیں۔ بھلے ہی آدھ گھنٹے کے لئے جائیں مجھے یہی کہہ کر جاتے ہیں۔"

سوامی جی اور سیٹھ جی میں آنکھوں آنکھوں میں ہی کچھ باتیں ہوئیں سیٹھ جی بولے "تو پھر میں پتہ لگاتا ہوں کہ کہیں اس حلیہ کا کوئی شخص کسی حادثہ میں تو نہیں آ گیا۔"

سوامی جی بھی تو یہی چاہتے تھے کہ پولیس اسٹیشن پر جا کر یہ بھی پتہ لگایا جائے کہ اس طرح کا کوئی شخص گرفتار تو نہیں ہوا لیکن وہ اپنی یہ خواہش ظاہر نہ کر سکے۔ انہوں نے دل ہی دل میں کہا سیٹھ کو کر لینے دو باقی میں خود تلاش کروں گا۔

سیٹھ جی روانہ ہوئے تو نہایت بے چینی سے سوامی سے بولے "آپ اطمینان سے سمادھی لگائیے میں زگن جی کی تلاش کرتا ہوں۔"

سوامی جی نے مردہ آواز میں کہا: "ہاں" اور پھر اندر چلے گئے۔

کہنے کو تو انھوں نے ہاں کہہ دیا۔ لیکن انہیں سمادھی لگانے کی خواہش قطعی نہ تھی۔ انہوں نے کپڑے بدلے اور ایک خاص ڈھنگ سے بنے ہوئے بٹیوں کے استعمال کرنے والے ڈبلیٹ میں نقدی اور سونا وغیرہ رکھ کر باہر نکل پڑے۔ برکھنجن کو بھی نہیں بتایا کہ وہ کہیں جا رہے ہیں انہیں یہ شک ہوا کہ زگن لبس کے نیچے آنے کی بجائے کہیں گرفتار نہ ہو گیا ہو۔ یوں وہ بہت دلیر ہے کئی مرتبہ اس کی دلیری کی آزمائش ہو چکی

تھی۔ لیکن ایسے جوکھم کا کام اس سے کبھی نہیں لیا گیا تھا کسی کو ڈانٹنا، پھٹکارنا،
دھمکانا یہ دوسری بات ہے۔ اور یہ کام ہے قطعی دوسرے ڈھنگ کا، اسمیں غنڈہ
گیری کم اور عقلمندی زیادہ درکار ہے۔

سوچا، دسومتی کے گھر میں کیا ہو رہا ہے، پہلے اس کا پتہ لیا جائے رومولا ابھی
واپس آئی یا نہیں۔

وہ ادھر ہی چل پڑے اگر رومولا گھر میں نہ ہوئی تو وہ آج کی رات اس کے
گھر میں گذار سکتے ہیں۔ سب سے زیادہ محفوظ مقام وہی ہے جہاں خطرہ سب سے
زیادہ ہو۔ اس وقت تک اصلی واقعہ کا پتہ چل جائے گا۔ جو طے میں جائے ہڑتال۔ اس
جھگڑے میں پڑنا ہی نہیں تھا۔ یہ سرمایہ دار اس قدر بے ایمان ہیں کہ مزدوروں کو مناسب
مزدوری نہیں دیتے۔ اور جب سر پر مصیبت آجاتی ہے تو دوڑتے ہیں سوامی جی کے
پاس ہمارے ملک میں بھی روس جیسا کمیونزم ہونا چاہیئے اس کے بغیر گذارہ نہیں۔ اب
زندگی زندگی معلوم نہیں دیتی مشکلیں اور الجھنیں بڑھتی ہی جارہی تھیں۔ لوگ اور دوجانت
کا کاروبار چلانا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ کیونکہ سرمایہ دار آئے دن ایسی مانگیں پیش
کر دیتے ہیں جنھیں پورا کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا ہے۔ وہ بیرا، باورچی، بھشتی، اور
سبھی کا کام لینا چاہتے ہیں۔ ملک میں اگر روس اور چین کی طرح کمیونزم پھیل جائے
تو اپن بھی کوئی اچھا سا دھندہ کرلیں گے اور شادی کر کے مزے سے زندگی گذاریں گے
مفت میں زگن مارا گیا، اور پتہ نہیں اپنے پر کہاں تک اور کیا آنچ آئے۔ کہیں بڑے گھر
جانے کی نوبت نہ آجائے۔

وہ انہیں خیالوں میں الجھے اس بنگلے میں چپ چاپ داخل ہو گئے جسمیں
رومولا اور اس کی ماں دسومتی رہتی تھیں۔ اور ایک بڑے سے سایہ دار درخت کے
نیچے کھڑے ہو کر آہٹ لینے لگے۔ ارے، یہ تو اچھا خاصہ جھگڑا ہو رہا ہے ماں بیٹی
خوب زور سے لڑ رہی ہیں۔ رومولا تو گھر میں ہی ہے

حالانکہ سوامی جی کا دل کئی طرح کی الجھنوں اور آنے والی مصیبتوں کے شکوک سے پریشان تھا، پھر بھی انہیں خوشی محسوس ہوئی۔ وہ سمجھ گئے کہ انھوں نے دسومتی کو یہ جو بتایا تھا کہ پچھلے جنم میں تم دونوں آپس میں سوت تھیں اسی کا یہ انجام ہے۔

وجہ تو پہلے سے ہی موجود تھی۔ دسومتی کو یہ قطعی پسند نہ تھا کہ رما ایسی ملازمت کرے حالانکہ کام کے متعلق اسے پورا پورا علم نہ تھا اور نہ سوامی جی نے ہی اس پر پوری طرح روشنی ہی ڈالی تھی کہ رما مولا کیا کام کرتی ہے۔ لیکن ہر روز رما کا دیر سے گھر لوٹنا، اور وہ بھی شراب پیئے ہوئے یہ دسومتی کو ناگوار گزرتا تھا۔

سوامی جی نے کان کھڑے کر لئے۔

رما کہہ رہی تھی "میں اب بالغ ہوں اپنی برائی بھلائی خود سوچ سکتی ہوں تمہیں میرے کاموں میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں۔"

دسومتی کہہ رہی تھی "جب شادی ہو جائے تو جہاں مرضی ہو گھومنا۔ لیکن جب تک تمہاری شادی نہیں ہوتی تب تک تمہیں میری مرضی کے مطابق چلنا پڑے گا۔ تم چراغ جلنے کے بعد گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتیں۔"

بیٹی بولی "یہ نوکری کی مانگ کی وجہ سے ہی جاتی ہوں۔"

ماں نے ضرور ہی منہ بچکارتے ہوئے کہا ہوگا (یہ اس کی آواز سے صاف ظاہر تھا) "تو تم شراب بھی نوکری کی مانگ کی وجہ سے ہی پیتی ہو؟"

بیٹی نے کہا "یورپ میں تو سب لوگ شراب پیتے ہیں۔"

"یورپ کی بات جدا ہے۔"

"اور کیوں ہے؟ وہاں شراب پینے کا عام رواج ہوتے ہوئے بھی وہاں کے باشندے کسی بھی طرح دوسروں سے کم تہذیب یافتہ نہیں ہیں۔ وہاں کے ادیبوں نے انگوروں کی تعریف کی ہے یہاں تک کہ رومیا رولاں نے بھی کی ہے۔"

سوامی جی چند لمحات کے لئے بھول گئے کہ وہ اس قدر الجھنوں میں گرفتار ہو کر کمرے کی مٹی میں جتنی بھی [illegible] دولت [illegible]

مزہ آرہا تھا گویا کوئی ڈرامہ سن رہے ہیں۔ جھگڑے میں تہذیب و تربیت کو بھی گھسیٹ لایا گیا تھا۔ یہ تہذیب اور تربیت بھی عجیب بلا ہیں ہر ایک انہیں کی دہائی دیتا ہے جس نے ایک ناچیز گھوڑے والے سے مل کر اپنے خاوند کو ہلاک کرا دیا اور جو پیسے کے لئے اپنا جسم بیچتی ہے، وہ بھی۔ ارے، یہ ترکیب دماغ میں کیوں نہیں آئی سیٹھ سے انھوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ ہڑتال ابھی وقت بند ہو سکتی ہے جب تم بیچ مکار کی سادھنا کے لئے رومیلا کو میرے پاس بھیجو کیا ایسا کہنے پر سیٹھ کے سامنے اپنی قلعی کھل جاتی؟

سوامی جی نے دل ہی دل میں ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

ہزاروں سال سے قلعی ادھیڑی جا رہی ہے لیکن مذہب پر چڑھتی ہوئی قلعی اس قدر موٹی اور مضبوط ہے کہ وہ ادھڑتی ہی نہیں۔ ہا۔ ہا۔ ہا — نہ جانے کتنے مذہبی ریفارمر آئے اور گنتی کا ہاڑے سے کر اس قلعی کو ادھیڑ پھینکنے کی کوشش کی۔ کسی حد تک ہر ایک کو تھوڑی بہت کامیابی بھی حاصل ہوئی اور اس طرح مذہب کی اصلی شکل عوام کے سامنے پیش کی۔ لیکن نہ جانے اس قلعی میں کیسا جادو ہے کہ پھر اسی مقام پر آ کر جم گئی جہاں سے کھود کر پھینکی گئی تھی۔ اور چند دن بعد لوگ اس ریفارمر کو بھول گئے زیادہ سے زیادہ یہی ہوا کہ لوگوں نے اس کے نام سے ایک نیا فرقہ اور ایک نیا ڈھونگ بنا ڈالا۔ لوگ آگ کو بھول گئے اور خاک اپنی پیشانی پر مل کر اس انسان اعظم کے مرید اور اس کے نقشِ پا پر چلنے کا دعوے کرنے لگے۔

ماں کہہ رہی تھی "جو کچھ بھی ہوا، ہوا اب آئندہ میں تمہیں اس ذلیل ملازمت پر نہ جانے دوں گی یہ بھی کوئی ملازمت ہے یہ تو کوٹھے والیوں کا کام ہے۔ کوئی بھی شریف لڑکی ایسی ملازمت ہرگز نہیں کر سکتی۔"

سوامی جی نے گھڑی کی سوئیوں پر ایک نگاہ ڈالی۔ دس بج رہے تھے اس وقت یہاں جانا مناسب نہ ہوگا۔ مگر یہاں آنا بھی فائدہ مند ثابت ہوا۔

معلوم تو ہو گیا کہ ماں بیٹی کے درمیان تعلقات اس حد تک بگڑ چکے ہیں۔ اور اب نرسومتی کو اس گھر سے کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی اگر یہاں سے بھاگنا ہی پڑا تو ساتھ میں دسومتی کو بھی کیوں نہ لیتا چلا جائے؟ یہ ڈھونگ ڈھکوسلہ کرتے ہوئے ایک مدت ہو چکی ہے۔

یہ دھندا بھی دوسرے دھندوں کی طرح مصیبت زدہ نہیں۔

سوامی جی بنگلے کے احاطے میں سے باہر نکل آئے اور رات کی تاریکی میں گھو گئے۔

اُدھر سیٹھ منوہر لال باگڑیا کافی رات گذر جانے پر جب سوامی جی کے آشرم میں آئے تو انہیں پرسجن نے بتایا کہ سوامی جی سمادھی میں ہیں۔ تو سیٹھ جی واپس لوٹ گئے اور جاکر ٹیلی فون سے حالات کا پتہ لگانے لگے۔

ایک طرف تو وہ اپنے پریس میں ہونے والی ہڑتال کو روکنے میں کوشاں تھے اور دوسری طرف ان پریسوں سے بات کر رہے تھے جن میں ہڑتال نہیں ہو رہی تھی، تاکہ ہڑتال ہونے پر کچھ دن وہ ان کے اخبار شائع کرتے رہیں۔ چھپائی کے در کی انہیں قطعی فکر نہ تھی۔ منہ مانگی اجرت دینے کو تیار تھے۔ لیکن دوسرے پریس والوں نے جواب دیا: "ہم سیٹھ کرمچند کو بھی انکار کر چکے ہیں انہی صورت میں آپکے اخبارات بھی ہم شائع نہ کر سکیں گے"۔ کل صبح کو اخبار نکل ہی جائیں گے۔ لیکن آگے؟ رہ رہ کر یہی سوال انہیں پریشان کر رہا تھا۔ یہی تو سارا سر درد تھا انکی عقل اس مسئلے کا حل تلاش کرنے میں ناکامیاب ثابت ہو چکی تھی۔ مکھرام برنہ تو پیسے سے [illegible]

فریب ہی دیا جا سکتا تھا۔ عجیب بات تو یہ کہ اگر اسے یا اس کی پارٹی کو گھما پھرا کر مالی
امداد نہ دی جاتی تو ہڑتال کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ سیٹھ جی نے
اپنے ہی ہاتھوں اپنے پاؤں میں کلہاڑی ماری تھی۔
سیٹھ جی کے سبھی کارکنوں نے مزدوروں کو سمجھانے کی بے انتہا کوششیں کی
تھیں۔ دو گھنٹے میں ہی سیتارام روڑی پریس کے مزدوروں کو وہ تمام سہولتیں دے
دی گئی تھیں جو فرینڈ آف انڈیا پریس کے مزدوروں کو حاصل تھیں۔
یہ قدم کہاں تک صحیح رہا۔
لیکن اب کوئی دوسرا راستہ باقی نہ تھا۔ اسی لئے تو سیٹھ جی بے چینی کے
ساتھ بار بار سوامی جی کے پاس دوڑ رہے تھے۔ ایسے موقعے پر صرف یوگ
کی اور غیبی طاقتیں ہی کام آ سکتی تھیں کیونکہ اس سے پیشتر بھی ایسے کئی موقعوں
پر یوگ اور غیبی طاقتوں نے جادو کا کام کیا تھا۔
لیکن اس مرتبہ تو خود سوامی جی کو زیادہ یقین نہ تھا کیونکہ انھوں نے کہا تھا "الٰہی
طاقت اپنے خلاف نہیں جا سکتی۔ جانداروں سے ہی تو بھگوان ہے۔ جب اتنی روحوں
کی ایک ساتھ یہ خواہش ہے تو بھگوان ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کس طرح کر سکتے
ہیں؟" یہ بات سیٹھ جی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ لیکن صرف خطرے کی گھنٹی کی آواز
انہیں صاف سنائی دے رہی تھی۔۔ گھومتے گھماتے ٹیلی فون کرتے اور پوچھتے پاچھتے
رات بارہ بج گئے۔ سیٹھ جی اپنے خاص کمرے سے باہر آئے تو دیکھا کومولا بیٹھی ہے
اس کے چہرے پر فکر، پریشانی اور غم کے اثرات صاف نظر آ رہے تھے یوں تو سبھی
خاص خاص کارکن اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن کومولا کو اس طرح غمزدہ
دیکھ کر ان کا دل بھر آیا۔ سنجیتا نی تو اس وقت مزے میں خراٹے لے رہی ہوگی۔
انیندر ادسکوبین ہے پتہ نہیں سیدھا رتھ کا کیا ہوگا، ممکن ہے کوئی کتاب پڑھتے
پڑھتے بغیر سوئچ آف کئے ہی سو گیا ہو۔
نہ کسی کو ہڑتال کی فکر نہ پریس کی۔

ایک خوفناک تنہائی محسوس کی سیٹھ جی نے۔ اگر ان کا کوئی ساتھ دے رہا ہے اور جس نے ان کا ہمیشہ ساتھ دیا ہے وہ صرف کومولا ہے۔ اصلی شریک حیات تو وہی ہے باقی سب ڈھونگ ہے۔ حالانکہ اس ڈھونگ کو منتروں اور پھیروں سے پاک کر کے اس پر سماج کی بہت بڑی مہر لگا دی گئی ہے۔

ایک بار خیال آیا، چھوڑو ان تمام جھگڑوں کو پریس میں ہڑتال ہو بھی جائے تو کونسی قیامت برپا ہو جائے گی۔ اخبار بند ہی کر دیا جائے تو کیا بگڑتا ہے؟ اپنی مالی حکومت تو قائم ہے۔ کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ بھی اخبار اپنے ہیں۔

——— کومولا کے ساتھ چند گھڑیاں تنہائی میں گزاری جائیں کیوں نہ اس کے گھر چلا جائے؟

لمحہ بھر کو یہ خیال بھی ان کے دماغ میں بجلی کی طرح کوندھ گیا کہ اس ——! کومولا کے ساتھ جو صحیح معنی میں ان کی شریک حیات ہے ان کی حقیقی غمخوار ہے انہوں نے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے اس کا جسم بیچا۔ ہاں یہ بیچنا ہی تو ہے۔ مالی حکومت کے لئے انہوں نے اسے بھی داؤں پر لگا دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسے کبھی حقیر و ناچیز نہیں سمجھا، انہوں نے اسے آج کے اس پر جذبات لمحے میں ہی نہیں بلکہ ہر وقت نرم ریشمی رسّی کی طرح سمجھا ہے۔ جو ان کی مالی حکومت کے لئے ہر بار انہیں اپنے جسم کی شکل میں اپنی ہڈیاں دان دیتی ہیں۔

یہ مالی حکومت بھی ایک فریب ہے۔ وہ چاہیں تو کسی بھی صوبے کے وزارت کے صدر کو نکلوا سکتے ہیں۔ مرکزی حکومت کے وزیران سے تھرتھراتے ہیں۔ لیکن اپنے پریس کے ملازمین اور معمولی تنخواہ پانے والے ان ناچیز مزدوروں پر ان کا کوئی اثر نہیں۔ کوئی رعب نہیں۔

انہوں نے کومولا سے پوچھا: "تم ابھی تک اپنے گھر نہیں گئیں؟"

جواب میں کومولا کے اداس ہونٹوں پر ایک پرسوز مسکراہٹ رقصاں ہو اٹھی سیٹھ جی قریب آ بیٹھے۔ دونوں کو معلوم تھا کہ کمرے کی باہر سب لوگ بیچینی سے

ان کا ایک ایک لفظ سننا چاہیں گے۔ ہڑتال کے متعلق چند باتیں کرنے کے بعد سیٹھ جی نے کہا۔ "چلو سوامی جی کے یہاں چلیں۔"

"چلئے۔"

بڑی مشکل سے ہر بھنجن کو جگایا گیا۔ آج سیٹھ جی کو معلوم ہوا کہ خوش مذاق سوامی جی نے اس بھگت کا نام ہر بھنجن کیوں رکھا جس وقت وہ نیند میں تھا تو محسوس ہوتا تھا کہ انچاس ہوائیں ایک ساتھ ان کی ناک میں داخل ہو کر اور پھر تاریکی سے خوفزدہ ہو کر بڑی تیزی سے باہر نکل رہی ہیں۔

وہ جاگ بھی گیا تو کافی دیر تک یہ نہ پہچان سکا کہ سیٹھ جی کون ہیں۔ دوسرے چیلوں کی مدد سے جب اسے ہوش میں لایا گیا تو وہ تن کر کھڑا ہو گیا اور بولا "سوامی جی اس وقت کسی سے بھی ملاقات نہیں کر سکتے۔"

سیٹھ جی یہ سن کر بے حد نا امید ہوئے۔ بولے "نرگن جی کہاں ہیں؟"

نرگن کے ذکر سے ہر بھنجن خوش نہیں ہوا۔ بولا "آپ کو جو بھی کچھ کہنا ہو مجھ سے کہیئے۔"

سیٹھ جی سمجھ گئے کہ اس سے کچھ کام بنیگا نہیں۔ نرگن پھر بھی ٹھیک تھا۔ لیکن ہر بھنجن نیند سے جگائے جانے کی وجہ سے ایکدم وحشی بن گیا تھا۔ عجیب بات ہے کہ انہیں وحشیوں کو غیبی طاقتوں سے وابستہ مانا جاتا ہے۔ اور کیا پتہ ہوں بھی کیونکہ سیٹھ باگڑیا سے ممبر پارلیمنٹ کھڑے ہو کر ڈرتے ڈرتے بات کرتے ہیں۔ اور مرکزی وزیر بھی انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن نرگن اب یا پھر بھنجن انہیں کوئی بھی اہمیت دینے کو تیار نہیں۔ پہلے اس میں جو کچھ تھوڑی بہت تہذیب پائی گئی تھی وہ نیند کے ساتھ ہی غائب ہو گئی تھی۔

سیٹھ باگڑیا نہ سمجھ پا رہے تھے کہ کیا کریں۔ انہوں نے پوچھا۔

"سوامی جی نے میرے لئے کوئی پیغام تو نہیں چھوڑا۔ میں کہہ گیا تھا کہ پھر آؤں گا۔"

ہر بھنجن کوئی اوٹ پٹانگ جواب دینے ہی جا رہا تھا کہ مولا سامنے آ گئی۔

اور اسے پرنام کر کے نہایت دلکش اور شیریں مسکراہٹ اپنے سرخ ہونٹوں پر بکھیرتے ہوئے بولی" کیا آپ ہی کا نام برہمچاری [illegible] ہے؟"

پربھنجن پیچھے ہٹ گیا، بولا "ہاں"

کومولا بولی "میں نے آپ کا بڑا نام سنا ہے۔ سوامی جی بھلے ہی ہماری مدد نہ کریں لیکن آپ تو ہماری مدد کر سکتے ہیں"۔

پربھنجن دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر نہایت نرمی سے بولا "فرمائیے برہمچاری تو مہمانوں کا خدمت گار ہی ہوتا ہے۔"

کومولا نے پھر کچھ نہیں کہا اور اندر کی طرف چل پڑی اور ساتھ ساتھ سیٹھ جی بھی پربھنجن اور ایک دو چیلے بھی ان کے پیچھے چل دیے کومولا نے چلتے چلتے پوچھا کیا آپ کسی عورت کو چیلی نہیں بناتے؟"

پربھنجن نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن کومولا اپنے سوال کے جواب کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھتی گئی اور وہاں پہنچ گئی جہاں سوامی جی رہتے تھے

پربھنجن کومولا کو روکنا چاہتے تھے۔ لیکن جب تک وہ اس ارادے کو پختہ کر پائے تب تک کومولا کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔ سوامی جی کی یہ خواب گاہ تھی۔ یہیں وہ سوتے اور سمادھی بھی لگاتے تھے۔ ہلکی نیلی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی، پھولوں اور دوسری خوشبوؤں سے کمرہ معطر تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی کومولا سے پہلے پربھنجن نے کہا "ارے، یہاں تو کوئی نہیں ہے"۔ یہ کہہ کر وہ خود سٹپٹا گیا۔ کیونکہ سوامی جی یہاں نہیں ہیں تو پھر کہاں چلے گئے ہیں وہ یہ مانتا تھا کہ سوامی جی غیبی طاقت کے مالک ہیں، لیکن اس طاقت کی شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے بستر پر رہیں اور نظر نہ آئیں یا ہوا کے راستے کہیں چلے جائیں اسکا اسے خواب میں بھی خیال نہ تھا وہ یکایک سنبھل کر بولا "آپ لوگ یہاں سے نکل چلئے پتہ نہیں وہ کہاں ہے، یوگ کا کونسا عمل کر رہے ہیں ہم لوگوں کے یہاں رہنے سے انہیں واپس آنے میں دقت ہو سکتی ہے"۔ کومولا کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ رقصاں ہو اٹھی گویا اس نے سر پر بھنجن

کے الفاظ سنے ہی نہیں اور سوامی جی کے پلنگ وغیرہ کا جائزہ لیتے ہوئے بولی "ارے سوامی جی تو نہایت فن پسند ہیں"۔

پیر بھنجن نے بھی اس سے پیشتر اس کمرے کو اس قدر غور سے نہ دیکھا تھا۔ وہ بول اٹھا۔ "سوامی جی کا کہنا ہے کہ یوں تو بھگوان ہر جگہ اور ہر چیز میں ہیں لیکن خوبصورت اور صاف ستھرے مقام پر وہ زیادہ ٹھوس ہو کر ظاہر ہوتے ہیں جیسے پانی میں برف"۔

پیر بھنجن نے پھر ایک مرتبہ دروازے کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ آخر سب لوگ باہر آ گئے۔ کوملا کا اضطراب ختم ہو چکا تھا اس نے سیٹھ جی سے کہا "سوامی جی کہیں رات کی سیر کے لئے چلے گئے ہیں۔ چلیئے۔"

پیر بھنجن نے اپنی رائے پیش کی "۔ گئے بھی ہوں تو وہ دروازے کی طرف سے نہیں گئے۔ ہوائی راستے سے گئے ہوں گے۔"

کوملا ہنسی لیکن اس قدر اونچی آواز میں نہیں کہ پیر بھنجن دیکھ سن لے یا سیٹھ جی کو ناگوار گزرے۔ سیٹھ جی اور سب معاملوں میں بے حد ذہین اور ہوشیار تھے لیکن غیبی طاقت کے نام پر ان کی عقل مکمل طور پر کند ہو جاتی تھی بولے "تو چلو۔ ہم لوگ انتظار کریں"۔

پیر بھنجن نے سوچا کہ اگر یہ لوگ یہاں رہے تو اسے بھی ان کے ساتھ رات بھر جاگنا پڑے گا۔ بولا "اب وہ پتہ نہیں کس دنیا میں ہوں اگر کہیں دور گئے ہیں تو آتے آتے صبح ہو جائے گی"۔

طے ہوا کہ سب لوگ وہاں سے چل دیں کیونکہ سوامی جی کی واپسی کسی وقت ہو سکتی ہے یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ سیٹھ جی جاتے ہوئے ایک پیغام سوامی جی کے نام چھوڑ گئے۔

سیٹھ جی ابھی اپنی کوٹھی میں واپس آئے ہی تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ان کے سیکریٹری نے ریسیور تھماتے ہوئے کہا "سوامی جی بول رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہیں بہت دور سے بول رہے ہیں"۔

سیٹھ جی حیرت زدہ ہو اٹھے اور انھوں نے ریسیور اس طرح پکڑا گویا کسی پاک چیز کو لے رہے ہوں۔ واقعی جس طرح بمبئی سے فون پر آتی ہوئی آواز سنائی دیتی ہے۔ اسی طرح آواز آ رہی تھی یا اس سے بھی زیادہ آہستہ۔

سوامی جی نے کہا "آپ لوگ ہمارے آشرم میں گئے تھے لیکن میں تو یہاں بیٹھا ہوں آپ کے کام کے لئے۔"

سیٹھ جی کے جی میں آیا کہ معلوم کریں سوامی جی کہاں سے بول رہے ہیں۔ لیکن اس بھی زیادہ زبردست خواہش یہ جاننے کی تھی کہ ہڑتال کی بابت کیا ہوا؟

سوامی جی کہتے رہے " آپ کے پریس میں ہڑتال نہیں ہوگی۔ لیکن اس کے لئے بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔ گھڑی جب پیچھے گھمائی جاتی ہے تو اس سے گھڑی کی مشینری کو سخت دھکا پہنچتا ہے۔"

سیٹھ جی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا "آپ تو خیریت سے ہیں نا؟"

سوامی جی بولے "یہ ملنے پر بتاؤنگا۔ لیکن یہ جان لیجئے کہ ایک پریس یونین "دام مار گیوں" سے بچی ہوئی تھی۔ وہ اب ان کے ہاتھ میں چلی جائے گی۔ مکھرام مزدوروں میں کام کرنا چھوڑ کر جا رہا ہے۔"

دور افق سے آتی ہوئی آواز خاموش ہو گئی۔ سیٹھ جی سمجھ گئے کہ پیغام ختم ہوا۔ انہوں نے نہایت احترام سے ریسیور رکھ دیا اور کومولا سے بولے "سوامی جی کہہ رہے تھے کہ ہڑتال نہیں ہوگی۔"

کومولا سمجھ نہ پائی کہ کس طرح سوامی جی نے اسے بند کرایا۔ کیا واقعی ان میں کوئی غیبی طاقت ہے؟ بہو کھنجن کی طرح وہ اس پر تو یقین کرنے سے رہے تیار نہ تھی کہ وہ سیٹھ جی کی مرضی لے کر دشنو کے دربار میں اسے پیش کر رہے ہیں۔ وہ یہ سمجھ نہیں پائی کہ کونسی ایسی طاقت ہے جس کے زیر اثر وہ ایسا کر سکے، یا یہ صرف فریب ہی فریب ہے۔ لیکن فریب کس طرح ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آنے والے چند گھنٹوں بعد ہی اگر ہڑتال ہو جائے تو [illegible] سوامی جی کو دھوکا سے ہرگز

ز کھیلیں گئے

سیٹھ جی سے اجازت لے کر کو مولا اسی وقت اپنے گھر چلی گئی۔ لیکن سیٹھ جی وہیں اپنے پلنگ پڑے رہے انہیں شاید ابھی پورا یقین نہ تھا کہ سوامی جی ہڑتال ترک کروا سکتے ہیں اس لئے وہ صبح ہونے تک حالات سے مکمل طور پر واقف ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے جمائیاں لیں، اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اور ان کے دل و دماغ میں مچلتے ہوئے طوفان نیند کے پرخمار آغوش میں خاموش ہو گئے۔

سوامی جی ساری رات گھومتے رہے۔ نرگس کا ابھی تک کوئی پتہ لگ سکا تھا۔ لیکن ناامید نہ ہو کر انھوں نے اپنی تلاش جاری رکھی۔

کئی ایسی وجوہات تھیں جن کے سبب نرگس کو تلاش کرنا اشد ضروری تھا ایک تو یہ کہ وہ ان کے لئے بیحد کام کا اور نہایت ضروری شخص تھا۔ ایسا چیلا انہیں پھر ملنا بہت مشکل تھا۔ یوں تو چیلوں کی کمی نہ تھی۔ لیکن اس طرح کی لمبی کالی داڑھی الجھی ہوئی جٹائیں اور مشعل جیسی سرخ سرخ آنکھوں والا چیلا پھر ملنا مشکل تھا اس کے چہرے میں کوئی ایسی بات تھی جس سے ساری فضا میں عزت واحترام اور یقین کے ساتھ خوف کی ملی جلی لہریں موجزن ہوا کرتی تھیں اسے دیکھ کر دور اول کے ریشمی تہبندوں اور قرآن شریف کی تلاوت کرنے میں ساری عمر گزار دینے والے حافظوں کے ساتھ ہی ساتھ اخباروں میں شائع بدنام ڈاکوؤں کے چہرے نگاہوں کے آگے چھا جاتے تھے۔ اس ظاہری خوبی کے علاوہ وہ روپیہ آنہ پائی سے بھی بخوبی واقف تھے۔ اس طرح کے چیلے کے بغیر سوامی جی کا دھندہ ایک دن بھی چلنے والا

اس کا اصلی نام تو کچھ اور ہی تھا سوامی جی نے ہی اُسے یہ نیا نام دیا تھا انہوں نے ایک روز اس کی خدمات سے خوش ہو کر کہا تھا: "تم کیا چاہتے ہو؟ تم تو خوبیوں کا مجسمہ ہو۔ ایک بے مثال بھگت ہو۔"

اس پر اس نے کہا تھا۔ "مہاراج ہو با کس لائق ہوں آپ کی خدمت کر کے کچھ ہو جاؤں تو ہو جاؤں۔"

تب سوامی جی نے سوچ کر کہا تھا "میں تمہارا نیا نام گُن ونت رکھنا چاہتا ہوں۔ لیکن اب تمہارا نام نرگن رکھوں گا۔"

اس پر اس نے کہا تھا: "مہاراج یہ نام تو بھگوان کا نام ہے۔ میں خود کو اس نام کا حقدار کس طرح سمجھ سکتا ہوں؟"

"لیکن دوسرے معنی یہ بھی تو ہیں کہ ایسا شخص جس میں کوئی خوبی نہ ہو کوئی گُن ہی نہ ہو۔"

اور پھر سب لوگ اُسے اسی نئے نام سے پکارنے لگے تھے۔

یہ آج سے کئی سال پہلے کا ذکر ہے۔ جہاں تک سوامی جی کو اس کی پچھلی زندگی کے متعلق علم تھا وہ صرف یہی کہ شادی ہوتے ہی وہ گھر سے بھاگ آیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ بچپن سے ہی سادھو سنتوں میں بیٹھ کر اس کے دل میں یہ خیال جم گیا تھا کہ شادی گناہ ہے۔ جب گھر والوں نے بار بار انکار و مخالفت کے باوجود مجھ پر ایک عورت کی گٹھری لاد دی تو میں گھر سے بھاگ نکلا۔

سوامی جی نے سوچا یہ تو دوسرا بدھ ہے۔ دونوں کی خوب پٹی تھی نرگن میں سب سے خاص خوبی تو یہ تھی کہ وہ کبھی کوئی سوال نہ کرتا تھا۔ اور سوامی جی پر اس کا پورا یقین تھا۔ کسی بھی معاملے میں شک نہ کرتا تھا اور نہ کبھی کچھ جاننے کی خواہش کا اظہار ہی۔ نہیں اس نرگن کو کھونا ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے دعا بھی کیا تھا۔ آخر بات کیا ہوئی؟ کہاں چلا گیا؟ کہیں واپس اپنے گاؤں تو نہیں چلا گیا ... تب ... بھگوان

شنکر کے لئے بھی ناممکن ہے. کیونکہ انھوں نے کبھی اس سے اس کے گاؤں کا پتہ پوچھا ہی نہ تھا اس نے کچھ بتایا تو تھا. لیکن انھوں نے اسے یاد رکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔

سوامی جی نے ایک جھکے ہوئے نیم سے داتن توڑ لی، اور ایک نل پر جا کر کلا کیا۔ اس سے رات بھر کی تھکان کچھ دور ہوئی اور دماغ بھی کچھ ہلکا ہو گیا۔ مشکل تو یہ تھی کہ اتنے بڑے دلی شہر میں نرگن کا پتہ کس طرح لگایا جائے یہ بات تو ٹھیک تھی کہ اس کا حلیہ لاکھوں میں بھی ایک تھا لیکن اگر اس نے بال اور داڑھی منڈا لئے تو؟

سوامی جی بغیر کچھ سوچے سمجھے چلتے رہے اسے تلاش کرنا ہی تھا. ہر جگہ تلاش کیا، لیکن کہیں بھی اس کا کوئی سراغ نہ ملا. ایک لمبی داڑھی اور لمبی، جٹاؤں والا شخص۔ مشعل جیسی جلتی ہوئی سرخ آنکھیں گلے میں رُدراکش کی مالا اور ساتھ میں ایک نوجوان لڑکی...

صبح آٹھ بجے کا گھنٹہ ٹن ٹن کر بج گیا تو سوامی جی اس نتیجے پر پہنچے کہ نرگن نے ان کے ساتھ فریب کیا۔ اب اسے تلاش کرنا مشکل ہے۔ اب تک وہ خود سے یہی کہتے رہے تھے کہ وعدہ پورا کرنا ضروری ہے لیکن اب وہ کہنے لگے۔ سب کچھ تو کیا، اگر پورا نہیں ہوتا تو نہ ہی۔ اب چیلے چاٹوں کے ساتھ تیرتھ یاترا کو چلیں دیکھئے۔ مار نے کھانے کے لئے کلکتہ بمبئی جیسے ایک سے ایک اچھے شہر پڑے ہیں رمتا جوگی اچھا رہتا ہے۔ دلی سے ہی لگاؤ کیوں؟

سوامی جی نے طے کر لیا ٹیکسی نظر آتے ہی لے لوں گا باقی سب جہنم میں جائے۔ وہ گردن اٹھا کر ادھر ادھر ٹیکسی تلاش کرنے لگے. تبھی انہیں محسوس ہوا کہ سامنے والے مکان میں کہیں وہی پرانی واقف داڑھی اور جٹا دکھائی دی ہے لیکن جب انہوں نے دوبارہ غور سے دیکھنے کی کوشش کی تو کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ تو کیا یہ نگاہ فریب تھا۔

وہ بے حد تھک گئے تھے۔ ایسے موقعہ پر اس طرح کی کمزوری آجانا
قدرتی اور ضروری ہے۔

"لیکن ___"

سامنے سے ایک ٹیکسی خالی ہونے کی اطلاع ہارن بجا کر دیتی ہوئی پھرتی
نکل گئی۔ سوامی جی نے اس طرف توجہ ہی نہ دی وہ وہیں ایک درخت کی آڑ
میں ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ رات بھر میں ان کا چہرہ تھک کر اس قدر
معمولی ہو گیا تھا کہ وہ زمین پر بھی بیٹھ جائے تو کوئی ان کی طرف نگاہ نہ اٹھاتا
پتہ نہیں کتنی دیر تک وہ خیالوں میں کھوئے ہوئے بیٹھے رہے۔ یکا یک
انہیں سامنے سے لوٹا لیکر نرگن آتا ہوا دکھائی دیا۔ نگاہ قریب آئیں واقعی نرگن
ہی تھا وہ تیزی سے درخت کی آڑ میں ہو گئے اور جب نرگن قریب سے
نکل کر آگے بڑھ گیا تو انہوں نے لپک کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ نرگن
شاید پہلے سے ہی چونکا تھا جھٹک کر علیحدہ ہو گیا اور جب سوامی جی کو پہچانا
تو بولا "ارے مہاراج، آپ ہیں؟"

سوامی جی بولے۔ "ہاں"

تھوڑی دیر دونوں خاموش رہے۔ یوں تو کہنے کے لئے دونوں کے
پاس بہت کچھ تھا۔ شاید اسی لئے دونوں خاموش تھے کچھ دیر بعد سوامی جی
نے پوچھا "کہاں چل رہے ہو؟"

نرگن نے آنکھ جھپکا کر جواب دیا "دودھ لینے۔"

سوامی جی ساتھ ہی چل پڑے۔ بولے "چلو۔"

نرگن مشین کی طرح چلتا رہا۔ تبھی ایک ٹیکسی دکھائی دی سوامی جی نے
اُسے آواز دے کر بلایا۔ نرگن نے سوالیہ نگاہوں سے ایک مرتبہ سوامی جی کو
دیکھا اور پھر فرمانبردار بچے کی طرح ان کے ساتھ ساتھ ٹیکسی پر سوار ہو گیا سوامی
جی نے پوچھا [illegible]"

نرگن نے جواب دیا: "آپ تو سب کے دل کی جاننے والے ہیں۔"
ٹیکسی قریب ہی ایک مارکیٹ میں پہنچی تو سوامی جی نے ناشتے کا سامان خریدا، پھر وہ دونوں اسی مقام پر واپس آ گئے جہاں سے روانہ ہوئے تھے
راستے میں سوامی جی نے پوچھا: "تم لوٹے کیوں نہیں؟"
"دشمن نے مجھ پر قابو کر لیا مہاراج"
"لیکن تم اپنی شادی شدہ بیوی کو چھوڑ کر بھاگ آئے تھے نا؟"
—— اگر یہ بات ہے تو جا کر اسے سنبھال لو۔ وہ تمہارے لئے ابھی تک بیٹھی ہوگی۔ ہندو عورت جس کی شادی صرف ایک مرتبہ ہوتی ہے بھلا جائے گی کہاں؟"
"لیکن مہاراج آپ نے تو مجھ سے کہا تھا کہ پچھلے جنم میں یہ میری بیوی تھی۔"
"میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اس جنم میں بھی تمہاری بیوی بنے گی؟"
دونوں ٹیکسی سے اتر کر چلنے لگے سوامی جی نے کہا: "جو ہوا سو ہوا۔ چلو ناشتہ کرلیں۔ پھر اسے اس کے گھر پہونچا دو۔" کہہ کر انھوں نے نرگن کی طرف دیکھا اور پوچھا "تم نے اس کے ساتھ کوئی شرارت تو نہیں کی؟"
نرگن بولا۔ "نہیں مہاراج، لیکن میرا دل ڈانواں ڈول ہو گیا تھا۔"
سوامی جی بولے۔ یہ قدرتی ہے۔ کوئی نئی بات نہیں۔ تمہاری اگر یہی خواہش ہے تو تم گاؤں جا کر اپنی بیوی کو لے آنا ہمارے سبھی اوتار شادی شدہ تھے۔"
آدھ گھنٹے کے اندر ہی سکھرام کی بیٹی پدمنی اپنے گھر میں تھی۔ سکھرام اور دوسرے لوگوں نے اس سے بہت پوچھا کہ اسے کون لے گیا تھا اور وہ کہاں رہی۔ اب کس طرح واپس آگئی۔ وغیرہ وغیرہ لیکن اس نے صرف یہی بتایا کہ ایک راکشش مجھے بھگا کر لے گیا تھا۔ ایک سادھو جی نے مجھے چھڑا لیا۔
باقی اور کچھ اس سے معلوم نہ ہو سکا۔ اس قصہ کا راز بنی رہا۔ سکھرام سمجھ تو گیا کہ اس میں سرمایہ داروں کا ہاتھ تھا۔ لیکن وہ کچھ کہہ نہ سکا کسی سے شکایت تک نہ کر سکا اسے
اسی دن [illegible]

اور اس طرح مزدوروں کا ایک آزاد لیڈر جسے سرمایہ داری نہ جھکا سکی فریب کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے دور چلا گیا۔

ادھر اوبندر کا ایک خط آیا تھا جس میں اس نے کومولا کو لکھا تھا۔

"اگر تمہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم پتا جی کی مجبوریوں رہ چکی ہو اس لئے میری بنتا ہندوستانی تہذیب کے خلاف ہوگا تم تو ہندوستان چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے یہاں آ جاؤ۔ ہندوستان کی سرزمین سے دور ہوتے ہی تمہارے دل و دماغ ان روایات سے آزاد ہو جائیں گے جن کی وجہ سے تم میری محبت قبول کرنے سے قاصر رہی ہو۔ ورنہ ایک تھکے ماندے گھوڑے کو چھوڑ کر تازہ دم گھوڑے کو قبول کرنے میں تمہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا یہاں زندگی کی وہی سدانی ہے جو ایک پہاڑی دریا کی ہوتی ہے انسان کی تعمیر کردہ نہر بھلے ہی ہمیشہ ہر حالت میں اپنے مقررہ کناروں کے درمیان ہی بہتی ہے لیکن دریا یعنی بھگوان کی تعمیر کردہ نہر کبھی انسان کی بنائی ہوئی بندش کی پابند نہیں ہوتی۔ وہ کبھی سیدھی، چلتی ہیں اور کبھی ترچھی۔ کبھی ان پر بڑے بڑے جہاز چل سکتے ہیں اور کبھی وہ اپنے سینے پر جہاز تو در کنار چھوٹی سی کشتی بھی گزر نہیں کر پاتیں۔

تم تعلیم یافتہ ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تم بہت سے مردوں کی محبت کا لطف اٹھا چکی ہو۔ اس لئے تمہیں میری بات سمجھنے میں دقت نہ ہوگی یہ نہ سمجھو کہ میں روپے الفاظ میں تمہیں کوٹھے والی کہہ رہا ہوں۔ تمہیں کیونکہ تمہارا دل لمحہ بھر کو بھی ان بے شمار مردوں میں سے ایک کے ساتھ بھی نہ رہا۔ جنھوں نے تمہارے جسم کو بھی بھر کر استعمال کیا۔ اسے ادھیڑا۔ پھاڑا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح

دو بچوں کا باپ ہو جانے کے باوجود میں کنوارہ ہوں۔ کیونکہ بیوی کی بیٹکھڑ۔لوں میں میرا مجبو نزا دل لمحہ بھر کو بھی بیٹھ نہ سکا۔ مشین کی طرح جسمانی حرکت کرنے کے معنی دل مے دینا نہیں ہے۔ میں دل و جان سے تم پر عاشق رہا آج بھی ہوں ثبوت یہ ہو گہ ہر لمحہ جب کبھی میں یہاں کسی عورت سے ملتا ہوں تو تمہیں حاصل کرنے کی چاہت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ شربت سے شراب کی خواہش ہر گز نہیں بجھ سکتی وہ دھندلکی ہے اور اگر شربت زیادہ استعمال کر لی جائے تو جی بھر جاتا ہے۔ اس لئے میں نے چار روز سے ہوٹل کے کمرے سے باہر قدم نہیں رکھا ہر وقت تمہارا فوٹو سامنے رکھے تمہارے ہی تصوّر میں کھویا رہتا ہوں۔ پتہ نہیں میں کبھی ہندوستان لوٹ سکا یا نہیں۔"

کومولا سمجھ نہ پا رہی تھی کہ اس خط کو پڑھ کر بے ساختہ ہنسے یا آنسو بہائے اس نے خط کو بار بار پڑھا اور چاہا کہ اپیندر پر غصّہ کرے کہ اُس نے اسے ہرجائی کہا ہے لیکن ایسا نہ کر سکی جب اُسے یہ خیال ہوا کہ صرف اس کی وجہ سے آج اپنوں سے دور بہت دور ایک شخص ناروے کے ایک چھوٹے سے شہر کے ہوٹل میں پڑا ہے تو نہ جانے کیوں وہ اس پر غصّہ نہ کر سکی۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جس کی بابت وہ کسی سے صلاح مشورہ تو دور ذکر تک نہ کر سکی تھی۔ سیٹھ جی کو اس کی بابت ایک لفظ کہنا یا اشارہ بھی کرنا ایک بہت بڑی غلطی ہوتی باپ پر بھی ظلم ہوتا اور بیٹے پر بھی۔ شاید ایک معمولی عورت ایسا کر کے سیٹھ جی کی نگاہوں میں شرح رو بن جاتی۔ لیکن وہ تو جیسا کہ اکثر سیٹھ جی کہا کرتے تھے۔ بالگرٹا کمپنی کی لکشمی ہے وہ ہرگز ایسا کوئی بھی قدم نہیں اٹھا سکتی۔ صرف لکشمی ہونے کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اس کی ذاتی شرافت بھی اجازت نہ دے رہی تھی کہ وہ ایسا کرے اس نے چپ چاپ خط سنبھال کر رکھ لیا اور ایک روز گھر سے باہر نہ نکلی۔ کیا وہ اس طرح خود کو بھی زود دلشن بل گئے ہوئے اپیندر کے ساتھ ایک ہی صف میں نہ رکھ رہی تھی۔؟

ہڑتال ٹل گئی تھی اور اب دوسرا کوئی مسئلہ درپیش نہ تھا۔ یوں تو سیٹھ جی کے کئی کام کہیں نہ کہیں پھنسے ہی رہتے ہیں۔ وہ تو روزانہ کا دردِ سر ہے اس کی کون پرواہ کرتا ہے اس کے لئے لوگ اور ہیں۔ اس وقت تو انہیں صرف امیندر کی فکر تھی کہتے۔" نہ جانے کس وجہ سے دور دلیش جاکر بیٹھ رہا ہے۔"

کومولا نے جواب دیا۔ آپ کی زندگی کا اصول بالکل جداگانہ ہے اور آج کی لیشت کا اصول زندگی جدا ہے آپ صرف کام کرتے ہیں یقین کرتے ہیں لیکن یہ لوگ کام کے ساتھ ہی ساتھ عیش و آرام بھی چاہتے ہیں۔"

سیٹھ جی بولے "کما کمایا دھن مل گیا ہے اسی لئے مستی سوجھتی ہے ہم نہ ہوتے" کہہ کر وہ رک گئے کیونکہ کومولا کو تو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔

کومولا بولی۔ "وہ جو فارین ایکسچینج برباد کر رہا ہے۔ کیا آپ اس کی فکر کر رہے ہیں؟"

سیٹھ جی ہنسے، بولے۔" اس کی فکر تمہاری سرکار کے فارن ڈیپارٹمنٹ والے کریں جنھیں اصلی حالات کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ تو ایک مسافر کو کچھ ہی سو روپیوں کا فارین ایکسچینج دیتے ہیں لیکن جب وہ شخص سال چھ مہینے باہر رہ کر آتا ہے تو اس سے کوئی بھی یہ پوچھتا نہیں کہ جو روپیہ صرف ہفتہ بھر کے لئے ناکافی تھا اس روپے میں اتنا وقت کس طرح گذارا؟ مجھے امیندر کی بابت ایک دوسری ہی فکر ہو رہی ہے۔"

"کیا ہے؟"

سیٹھ جی فکر مند لہجے میں بولے۔" شاید اپنی بیوی سے اس کی پٹتی نہیں۔"

کومولا نے اس پر اپنی کوئی رائے ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ بولی۔

"آپ سدھارتھ کی شادی کے متعلق کچھ کر رہے ہیں؟"

سیٹھ جی بولے۔" وہ بھی ایک دردِ سر ہے عجیب لڑکا ہے کسی بھی کام میں اس کا دل نہیں لگتا۔"

پڑھنے لکھنے میں تو تیز تھا۔"

ہاں پڑھائی لکھائی تو ابھی تک چل رہی ہے اس کی۔ اس لئے مجھے بہت فکر ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ انھیں مصنفین کی تصنیفات کا مطالعہ کرتا ہے جو جمہوریت کے دشمن ہیں اور اس کے خلاف لکھتے ہیں۔

کومولا اس حقیقت سے واقف تھی وہ اسے ہمیشہ گیلارڈ جیسے ریسٹورنٹ میں دیکھتی تھی۔ ساتھی کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اور وہ تنہا کسی گوشے میں بیٹھا مغز دود اور چینی کی کافی پیتا رہتا اور رہ کر کبھی ادھر ادھر نگاہ ڈال کر کچھ تلاش کرتا رہتا۔ ہاتھ میں ایک وزنی سی کتاب ہوتی تھی جسے پڑھتا رہتا۔ عجیب بات ہے کہ اگر پڑھنا ہی ہے تو ایسی جگہ کیوں آتا ہے؟ بھیڑ بھاڑ میں کہیں پڑھا جا سکتا ہے بھلا۔ حالانکہ سیٹھ جی کی نظر میں وہ بالکل سیدھا ہی تھا۔ لیکن کومولا جانتی تھی کہ اس کے کپڑے نہایت خوبصورت سلے ہوئے ہیں۔ پتہ نہیں اس کے پاس کتنے سوٹ ہیں کیونکہ وہ ہر وقت نئے سوٹ میں ہی دکھائی دیتا ہے۔ یا پھر سوٹ اس طرح استعمال کرتا ہے بالکل نئے ہی رہیں۔

کومولا نے بات چیت کو اب گھریلو دائرہ میں ہی رکھنا مناسب سمجھا تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں اور وہ اٹھنے لگی تو سیٹھ جی بولے "اصلی بات تو تم سے کہی نہیں۔ کئی دن سے اس پر غور کر رہا ہوں لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پاتا۔"

"کیا بات ہے؟"

کومولا کو یہ خیال ہوا کہیں اپیندر نے جذبات کی رو میں آکر سیٹھ جی کو تو ساری باتیں نہیں لکھ دیں۔ شاید اسی لئے سیٹھ جی اداس ہیں وہ سہم گئی۔

سیٹھ جی گویا آخری فیصلہ کر رہے ہیں کہ بات کہی جائے یا نہ کہی جائے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد یکایک بولے "سوامی جی کہہ رہے ہیں کہ انہیں سادھنا کی ساتھی کی حیثیت سے کومولا کی ضرورت ہے۔"

کومولا مسکرائی "تانترک سادھنا ہے؟"

سیٹھ جی کو کومولا کی ہنسی شاید پسند نہیں آئی۔ بولے "تم تانترک سادھنا پر ہنس رہی ہو؟ موجودہ دور میں بھی سرجان، آڈراف وغیرہ کتنے ہی عالموں نے تانترک سادھنا کی تعریف کی ہے۔ سوامی جی کا کہنا ہے کہ تانترک سادھنا سب سے اونچی سادھنا ہے اسمیں باہر جانے کی بجائے چیزوں کو اندر لانے کی کوشش کرنی ہوتی ہے۔ دھارا کی جگہ "رادھا" اور ہنس کے مقام پر "سوہم" کردینا ہی مقصد ہے جو چیزیں گرفت کی شکل میں ہیں انہیں رہائی کے ذرائع کی شکل میں تبدیل کرنا ہوتا ہے۔" کومولا جس طرح اپیندر کا راز سیٹھ جی پر فاش نہ کرسکی تھی اسی طرح وہ یہ بھی ظاہر نہ کرسکتی تھی کہ سوامی جی ایک دن اسے بھی سادھنا کی ساتھنی بنانا چاہتے تھے۔ کومولا یہ بھی بتانا نہ چاہتی تھی کہ وہ سوامی جی کی کئی دوسری سادھنا کی ساتھنوں سے واقف تھی۔ بولی:

"اچھا یہ بات ہے؟"

سیٹھ جی نے کہا: "وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے لئے وہ ایسی ویسی عورت قبول نہیں کرسکتے۔"

"پھر؟"

"ان کا کہنا ہے کہ کسی ایسی ویسی عورت کو اس کام کے لئے قبول کرنا نفس پرستی ہوگا۔ اس لئے وہ صرف اسی عورت کو استعمال کرسکتے ہیں جو کسی پچھلے جنم میں ان کی بیوی رہ چکی ہے۔"

اس مرتبہ کومولا اپنی ہنسی نہ روک سکی۔ بولی: "انہوں نے کہا اور آپ نے یقین کرلیا؟"

"یقین کس طرح نہ کروں۔ جب یہ مانتا ہوں کہ انسان مرنے کے بعد پھر جنم لیتا ہے تو یہ بھی یقین کرنا پڑے گا کہ پچھلے جنم میں میں کہیں تھا اور دوسرے لوگوں سے میرے تعلقات تھے۔ کوئی بھائی تھا۔ کوئی بہن۔

کوئی بیوی۔ کوئی بیٹیا۔ اس پر یقین تو کرنا ہی پڑے گا۔"

کومولا بولی: "نہایت دلچسپ بات ہے۔"

"انہوں نے مجھے بتایا کہ پچھلے جنم میں تم میری بیوی تھیں۔"

"اور سیٹھانی کون تھیں؟" کومولا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

سیٹھ جی کو یہ ہنسی پسند نہیں آئی۔ بولے: "یہ بھی انہوں نے بتایا۔ کہا وہ بھی میری بیوی تھی۔"

کومولا کو ان باتوں پر قطعی یقین نہ تھا لیکن اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس طرح کے مسائل حل کر لئے جایا کریں تو بہت اچھا رہے۔ نہایت دلکش حل ہے کسی بھی دلیل کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

سیٹھ جی نے کہا: "پچھلے جنم کی باتیں چھوڑو، ایک دنیادار کی طرح غور کرو تو بھی مسئلہ یہ ہے کہ سوامی جی ہمارے لئے کسی بھی آئی اے ایس سے کم فائدہ مند نہیں۔ ایسی حالت میں انہیں خوش کرنا ہمارا فرض ہے۔ جس طرح ہم دوسرے لوگوں کو خوش رکھتے ہیں۔ اور اگر تم کومولا کو مدنظر رکھ کر غور کیا جائے تو بھی ٹھیک ہی ہے۔ کیونکہ سوامی جی ہر نظریہ سے ایک اچھے ساتھی ثابت ہونگے"

کومولا ایکدم کچھ کہہ نہ پائی اس نے بس اتنی ہی کہا: "تو پھر انہیں ضرور خوش رکھئے۔"

جس وقت کومولا نے یہ کہا اسی وقت برابر کے کمرے سے سدارتھ نکلا اور کھٹر پٹر کرتے ہوئے قریب سے باہر نکل گیا۔

سیٹھ جی نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی۔ انہیں اس کے اس طرح آنے جانے پر تعجب ہوا۔ لیکن وہ دوسرے لمحہ ہی سنبھل گئے کہ ممکن ہے، اپنے خیالوں میں کھوئے ہونے کی وجہ سے اس نے دیکھا ہی نہ ہو کہ اس کمرے میں کوئی بیٹھا بھی ہے۔

سیٹھ جی نے کہا: "اس معاملے میں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

"کیا آپ کبھی دھارا کو رادھا اور منس کو سوہم میں تبدیل کرنے کی سادھنا کریں گے؟"

سیٹھ جی کو اس دفعہ ہنسی آ گئی۔ بولے "کرنا تو چاہیئے کیونکہ پچھلے جنم کا حال تو معلوم ہو ہی گیا ہے۔ لیکن چھوڑو اسے رد مولا کو راضی کرنا ہے۔"

"میں کیا کر سکتی ہوں؟"

سیٹھ جی سر کھجاتے ہوئے بولے "کوئی تدبیر نکالو جس سے کام بنے۔" کہہ کر گویا انہیں کوئی خیال آ گیا، بولے "اگر تم رد مولا کو یہ یقین دلا سکو کہ وہ پچھلے جنم میں سوامی جی کی بیوی تھی تو کام آسانی سے بن جائے گا۔"

کومولا بولی "میں یہ یقین کس طرح دلا سکتی ہوں۔ میرا جنم دید واقعہ تو یہی نہیں۔"

سیٹھ جی چپ رہے۔ انہیں تو مسئلہ حل کرنا ہی تھا۔ بولے "اچھا تو بتاؤ کہ وہ پچھلے جنموں کے اصول پر یقین کرتی ہے یا نہیں؟"

"ایسے موضوعات پر گفتگو کرنے کی نوبت کبھی آتی نہیں۔ آئی سی ایس افسران کے ساتھ اکثر شراب، فیشن اور زیادہ سے زیادہ روزانہ اخباروں پر ہی گفتگو ہوتی ہے۔ وہاں پچھلے جنم اور اس جنم کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ حالانکہ وہاں سے باہر آتے ہی سبھی ہندوستانی تہذیب و تربیت کے ٹھیکیدار بن جاتے ہیں۔"

اس طرح یہ سوال تو حل نہیں ہوا۔ کومولا سے آگے جو بات چیت ہوئی اس سے سیٹھ جی نے سمجھ لیا کہ رد مولا کو اس بات کے لئے تو راضی کیا جا سکتا ہے کہ وہ سوامی جی کے ساتھ بیٹھ کر گپ شپ کرے ہنسے شراب پیئے اور تا تترک سادھنا میں تو یہ ضروری ہے، لیکن اس سے زیادہ اور کسی بات پر اسے راضی نہیں کیا جا سکے گا۔

سیٹھ جی نے آخری سوال کیا "کیا وہ ابھی تک بالکل پاک ہے۔"

کومولا چند لمحہ کچھ سوچتی رہی پھر بولی "میں نے جو باتیں بتائی ہیں اس کے علاوہ بالکل پاک ہے۔"

"تو پھر اس نے اتنے لوگوں کو اُلّو کس طرح بنایا۔؟"
"یہی تو میں بھی سمجھ نہیں پائی"، کہہ کر وہ ایکا ایک ہنس پڑی، اور پھر بولی۔
"شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ سوامی جی کی پچھلے جنم کی بیوی ہونے کے ناطے وہ بھی کسی غیبی طاقت کی مالک ہو۔"
سیٹھ جی ہنس نہ سکے۔ وہ اور فکرمند ہو گئے۔

سیٹھ جی نے خود ہی رومولا کے دل کی تھاہ لینے کے لئے بات چیت کی۔ رومولا بھی موجود تھی، لیکن وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے۔ اس کے بعد رومولا نے تو صاف صاف کہہ دیا "میں اس معاملے میں بالکل پڑنا نہیں چاہتی"۔
سیٹھ جی رومولا کی ہر بات کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ لیکن اس معاملے میں اس کا ساتھ نہ دینا انہیں ناگوار گزرا۔
وہ قریب قریب جھنجھلا کر بولے۔ "میں نے تو تم سے کہا تھا کہ خواہ تم سوامی جی کو غیبی طاقت کے مالک اور مذہبی خلیفہ تسلیم نہ کرو۔ لیکن میرے کہنے پر صرف یہ تسلیم کر لو کہ وہ میرے لئے کسی منتر سے کم اہمیت نہیں رکھتے۔ جب کبھی کوئی آفت آئی ہے انہوں نے میری مدد کی ہے۔"
اس پر بھی رومولا راضی نہ ہو سکی۔ وہ بولی۔ "مکھرام کی بیٹی کو اس احمق نہ گن سے اغوا کرا لیا تھا۔ خدائی طاقت طاقت کہاں تھی؟"
سیٹھ جی پہلے کی نسبت اور بھی سنجیدہ ہو کر بولے۔
"کیا ہم لوگ اغوا نہیں کرا سکتے تھے؟ تم تو جانتی ہی ہو کہ ہم خون تک کرا سکتے ہیں لیکن ہم لوگوں کو یہ ترکیب جو نہایت معمولی سی تھی وقت پر ذہن

میں آتی ہی نہیں۔ جسے لوگ دور اندیشی اور ذہانت کہتے ہیں وہ صحیح وقت پر صحیح توجہ کے علاوہ اور کیا ہے؟ تم انہیں غیبی طاقت کا مالک تسلیم نہ کرو، صرف ذہین ہی تسلیم کر لو۔ تو بھی انہیں خوش رکھنا ہمارا فرض ہے۔"

کومولا نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن اس کے چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ سیٹھ جی کی اس دلیل سے قطعی متاثر نہیں ہوئی ہے۔

سیٹھ جی نے اپنی دلیل آگے بڑھاتے ہوئے کہا "اس کے علاوہ سوامی جی کے پاس ایک پوری مشینری بھی ہے جس سے وہ جس وقت جو بھی کام چاہیں لے سکتے ہیں۔

— نرگن کو ہی لو۔ اس شکل کا آدمی کروڑوں میں ایک نہیں ہے اسے دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ تیس چالیس صدی قبل کا کوئی بھوت بیسویں صدی کے اسٹیج پر اتار دیا گیا ہے۔ تب تو اس کی ایک بات پر مکھرام کی ٹھٹی جب چاپ چل پڑی تھی۔"

اس مرتبہ کومولا خاموش نہ رہ سکی، بولی "ہاں نرگن ہی کیوں پر کھنجن بھی تو عجیب آدمی ہے۔" سیٹھ جی نے جوش کے ساتھ کہا: "ہاں ہر کھنجن کو دیکھ کر ہمیں کیا محسوس ہوتا ہے جانتی ہو؟ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ اگر سوامی جی اسے حکم دیں کہ فلاں شخص کو ہلاک کر ڈالو" تو وہ بغیر کسی پس و پیش ہلاک کر ڈالے گا اور اس کے بعد پھر اسی طرح خراٹے بھرتے ہوئے سو جائے گا۔" تمہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نہیں؟"

کومولا نے کہا: "مجھے گاؤں میں بھی قاتل اور ڈاکو نظر آتے ہیں۔ پتہ نہیں کہ یوگ کی طاقت رکھنے والوں اور چور ڈاکوؤں کی شکلیں اس قدر کیوں ملتی جلتی ہیں؟ تمہیں نہیں بھی غلط کہ کسی کسی کا چہرہ تو پاگل سے ملتا ہے۔"

سیٹھ جی اس جواب سے پھر سنجیدہ ہو گئے۔ بولے "میں نے ایسا محسوس نہیں کیا لیکن تم جب کہتی ہو تو ممکن ہے اس میں تھوڑی سی حقیقت شامل ہو۔ کیونکہ سادھو مہاتما" چور ڈاکو بھی بالی پوٹینی کے لوگ ہوتے ہیں یا یہ بات علیحدہ ہے کہ کون اپنی پوٹینی کو کس صورت سے کام میں لاتا ہے۔"

اسی طرح کافی دیر تک سلسلہ گفتگو جاری رہا۔ سیٹھ جی نے یہی نتیجہ نکالا کہ کومولا سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ملے گی۔ وہ یہ بھی کہنے کو تیار تھی کہ رد مولا تم پچھلے جنم میں سوامی جی کی بیوی تھیں۔ کومولا کو ذاتی یقین یہ تھا کہ رد مولا اب زیادہ دن سیٹھ جی کی ملازمت نہ کرے گی۔ اسمیں صرف ایک ہی کمزوری تھی اور وہ یہ کہ وہ بے انتہا شراب پینے لگی تھی۔ لیکن کومولا کو حیرت ہوتی تھی کہ اس قدر شراب پینے کے بعد بھی اسے نشہ نہ ہوتا تھا۔ ادھر کچھ دنوں سے اسنے شراب پینا بند کر دیا تھا۔ اور ہر وقت نہ جانے کن خیالوں میں مخمور رہنے لگی۔ رد مولا کی یہ تبدیلی کومولا سمجھ نہ پائی تھی۔ اس نے یہی سمجھا کہ اب وہ کسی چیز سے تنگ آتی جا رہی ہے لیکن کیوں اور کس سے یہ باتیں کہنا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اس سے سیٹھ جی کی فکروں میں اور بھی اضافہ ہوتا۔

آخر میں اس نے صرف یہی کہا "آپ جو بھی کہیں میں کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن سوامی جی کا پچھلے جنم والا سٹنٹ اس کے سامنے چلیگا نہیں"۔

سیٹھ جی نے آخری فیصلہ دیتے ہوئے کہا "اگر سوامی جی اپنا طریقہ نہیں چلا پاتے تو کوئی بات نہیں، وہ جانیں اور ان کا کام جانے ہم اپنی طرف سے اپنا نداری کے ساتھ رد مولا کو ان کے ساتھ کر دیں گے وہ اسے نہ پٹا پائیں تو ہمارا کوئی قصور نہیں۔ سوامی جی خود ہی جانتے ہی ہیں کہ یہ کام آسان نہیں ہے"۔ "ہاں، اگر وہ نہ جانتے تو آپ کی امداد کی ضرورت ہی کیا تھی خود ہی کر ڈالتے"۔

اور پھر سوامی جی سے ہی کہا گیا کہ وہ کوئی پروگرام بنائیں تاکہ ان کا کام پورا ہو جائے کئی طرح کے پروگراموں پر غور کیا گیا اور پھر انہیں رد کر دیا گیا۔ آخر طے پایا کہ کیوں نہ امرناتھ کی یاترا کا پروگرام بنایا جائے جس میں کومولا اور رد مولا کو بھی شریک کر لیا جائے سیٹھ کو یہ پروگرام بے حد پسند تھا۔ لیکن انہیں یہ خطرہ تھا کہ کہیں اس پروگرام کی خبر پاتے ہی سیٹھانی بھی اپنے لڑکے کی بہو کے ساتھ تیار نہ ہو جائیں تب تو سارا مزہ ہی مٹی میں مل جائے گا۔

خوش نصیبی سے انہیں دنوں کو ایسی مشکل آئی ہوئی تھی جس میں سیٹھانی کی شرکت

نہایت ضروری تھی وہ تو سیٹھ جی کو بھی روک رہی تھیں لیکن سیٹھ جی نے کہا: "اب میری عمر کافی ہو چکی ہے۔ پتہ نہیں کب اس جہانِ فانی سے کوچ کر جاؤں اس لئے درشن ہی کر آؤں تو اچھا ہے۔"

سیٹھ جی کے گھر میں کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کون کون جا رہا ہے سوامی جی ساتھ جا رہے ہیں بس یہ سُن کر سیٹھانی نے اپنی جگہ قبول کر ہی لیا تھا

دسومتی کو بتانے سے منع کر دیا گیا کہ رومولا کہاں جا رہی ہے سری نگر تک تو سفر ہوائی جہاز سے ہونا تھا اس کے بعد چندن باڑی تک موٹر اور جیپ پر اس کے بعد کا سفر گھوڑوں اور ڈانڈیوں کے ذریعے ہونا تھا امید تھی کہ ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ دس دن میں سب لوگ واپس آ جائیں گے وہاں انتظام کرنے کے لئے پہلے ہی آدمی بھیج دیا گیا۔

سوامی جی اس سے پہلے بھی امرناتھ کی یاترا کر چکے تھے۔ اسی لئے انہیں کوئی خاص دلچسپی نہ تھی۔ کشمیر کی معطر ہوا لگتے ہی ان کی چاہت میں اور اضافہ ہو گیا۔ ان دنوں انہوں نے تانترک سادھنا کے نام پر گیروا رنگ کے ریشمی کپڑے چھوڑ کر سرخ رنگ کی ٹسر کے کپڑے پہننے شروع کر دیئے تھے۔ اس پر رومولا نے چٹکی لیتے ہوئے کہا تھا: "آپ بابا امرناتھ کی یاترا کر رہے ہیں لیکن سرخ کپڑے پہن کر؟"

سوامی جی رومولا کو سناتے ہوئے بولے: "مہاکالی بابا امرناتھ کی ہی پتنی ہے میں اگر مہاکالی کی خدمت کرتا ہوں تو یہ انہیں کی خدمت میں شمار ہے۔"

پہل گام میں ایک رات گزارنے کا پروگرام تھا۔ لیکن سیٹھ جی کو کوئی ضروری

ٹیلی گرام ملا جس کی وجہ سے انہوں نے سوامی جی سے مشورہ کرکے یہ طے کیا کہ چندن باڑی میں ہی رات گزاری جائے اور پھر ایک ہی دن میں چندن باڑی میں قیام نہ کرکے پہلگام میں قیام کریں گے۔ اور اس کے بعد سری نگر یہو نچکر ہوائی جہاز پکڑ لیا جائے گا۔

سوامی جی کو اس قدر جلدی کا یہ پروگرام پسند نہ تھا۔ وہ تو چاہتے تھے کہ جس قدر زیادہ وقت لگے گا اتنا ہی بہتر ہے۔ کوملا کئی دفعہ کشمیر آ چکی تھی اس لئے اسے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی یعنی اس قدر دلچسپی نہ تھی کہ سیٹھ جی کا ساتھ چھوڑ کر سوامی جی کے ساتھ کچھ دن اور کشمیر میں گزارے۔ لیکن صرف رومولا ہی تھی جو کہ پروگرام کی تبدیلی سے خوش نہیں تھی۔ اپنی ناپسندی کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ "میں تو پہلی مرتبہ کشمیر آئی ہوں یہیں میرے پتا جی کا انتقال ہوا تھا۔ اس لئے ماں پھر ادھر آئی ہی نہیں اور نہ مجھے سکول یا کالج کی کسی پارٹی کے ساتھ ہی آنے دیا۔ میں تو یہ چاہتی تھی کہ کچھ زیادہ دنوں یہاں رہوں ۔۔۔"

سیٹھ جی نے چوری چوری کوملا کی طرف دیکھا۔ دلی خوشی سے ان کا چہرہ چمک اٹھا۔ گویا کہہ رہے ہوں "دیکھا کوملا، یوگ کی طاقت کا استعمال شروع ہو گیا۔ یا جو مرضی آئے کہہ لو۔"

سوامی جی بولے "اس کے علاوہ تم وہ جگہ تو دیکھنا چاہتی ہو جہاں تمہارے پتا جی کا انتقال ہوا۔"

رومولا بولی "ہاں۔ ماتا جی نے بتایا ہے کہ وہاں کھڈے سے ہوئے بھوج پتر کے ایک درخت پر نشان کا نشان بنا دیا گیا تھا۔ مجھے وہ درخت بھی دیکھنا ہے۔"

کوملا نے کہا "پھر تم ٹھہر جاؤ یہ ضروری تو نہیں کہ ساتھ آئی ہوں تو ساتھ ہی واپس چلو۔ سوامی جی سے بہتر اس علاقے کا گائیڈ تمہیں مل نہیں سکتا۔"

لیکن رومولا کسی نتیجے پر نہ پہنچ پائی۔ کیونکہ کوملا اس کے ساتھ رہنے کو تیار نہ تھی۔ بولی "سیٹھ جی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ ہم میں سے کسی ایک کا ان کے ساتھ رہنا بہت ضروری ہے۔"

سوامی جی کی دلی خواہش تو یہی تھی کہ سب لوگ واپس چلے جائیں اور انہیں ردمولا کے ساتھ اکیلے ہی سفر کرنے کا موقعہ حاصل ہو جائے لیکن کون جانے کہ مولا کے نہ رکنے پر ردمولا بھی رکنا پسند نہ کرے۔ اس لئے انہوں نے نصف دل سے کہا "اگر ایسی بات ہے تو پر بھنجن سیٹھ جی کے ہمراہ جا سکتا ہے۔"

رومولا سمجھ گئی کہ سوامی جی پر بھنجن کو بھی ہمارے ساتھ بھیجنا چاہتے ہیں۔ بولی۔ "پر بھجن کبھی ہمارے ساتھ چلیں لیکن میرا جانا نہایت ضروری ہے"

ردمولا اکیلے رہنے کے لئے راضی نہیں ہوئی۔ سوامی جی کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جس سے وہ ان کے ساتھ تنہا رہ جانا پسند نہ کرتی تھی۔ یوں تو سب کے خیمے علیحدہ علیحدہ ہوتے نوکر چاکر بھی ہوتے، پھر بھی۔

پورا قافلہ جیپوں سے چندن واڑی کی طرف روانہ ہوا۔ سوامی جی آگے کی جیپ میں سوار ہوئے جس میں ردمولا تھی۔

چندن باڑی کے ڈاک بنگلے کی بغل میں تو خیمے لگا دیئے گئے تھے لیکن سوامی جی نے خیمے کی بجائے ڈاک بنگلے میں ہی ٹھہرنا مناسب سمجھا کیونکہ وہاں پہونچ کر انہوں نے دیکھا کہ ان کا خیمہ سب سے علیحدہ ایک کنارے پر ہے اور رومولا کا بالکل ڈاک بنگلے سے سٹا ہوا ہے۔

خیموں کے سامنے ہی دریائے لدر کی وہ دھارا جو شیش ناگ سے آتی ہے گرج کے ساتھ موجزن تھی۔ ہر طرف پائین کے لمبے لمبے بازو اٹھائے چاندنی پینے والے درخت کھڑے تھے۔ جن کی میٹھی میٹھی خوشبو سے فضا مہک رہی تھی۔

ڈاک بنگلہ زمین کی سطح سے کئی فٹ کی بلندی پر تھا جس میں ایک بہت بڑا کمرہ اور بغل میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جن میں شاید پی ڈبلیو ڈی کا اسباب بند تھا۔ سوامی جی سمجھ نہ پا رہے تھے کہ وہ اپنی چاہت کو کس طرح عملی صورت دیں۔

جاری

یوں دسومتی کے پاس آنے جانے کی وجہ سے، رومولا اور ان کے درمیان جو دوری
تھی وہ کسی حد تک ختم ہو گئی تھی۔ اور بہت کچھ اس جیپ کے سفر میں ختم ہو چکی تھی
اور اب وہ رومولا ان کی ہر بات نہایت غور سے سننے لگی تھی لیکن وہ سمجھ نہ پائی
تھی کہ رومولا کے قریب آنے کی تہہ میں وجہ کیا ہے۔ کیا یہ ان کے کام انجام دینے
میں مددگار ثابت ہو گی یا یہ محض ایک ایکسپرٹ گائیڈ کے لئے ایک مسافر کا عزت و
احترام سے پُر جذبہ ہے۔

سیٹھ جی تو خیمے میں پہنچ کر سفر کی تھکان اور ٹھنڈک کا بہانہ کر کے آرام
کرسی پر جم گئے۔ وہ بے حد خوش تھے۔ کہہ رہے تھے: "بہت سے لوگوں کو لدر کا یہ گرجن
ناپسند ہے۔ وہ کچھ دیر بعد ہی اوبنے لگتے ہیں، لیکن مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس آواز
میں، ماں کی گائی لوریوں کے بول گونج رہے تھے جسے سنتے سنتے آنکھیں نیند
خمار میں ڈوب جاتی ہیں۔"

رومولا نے پُر جذبات ہو کر کہا: "اور یہاں کی یہ سوندھی سوندھی خوشبو؟"

سیٹھ جی نے رومولا سے بھی زیادہ جوش و خروش سے کہا: "یہ خوشبو انسان
کے پھیپھڑوں میں کشمیر کو پہنچا دیتی ہے۔ خون کے ہر قطرہ میں یہ برفیلے پہاڑ، تیز دریا
اور ہمالیہ کے قدموں کی خاک سما جاتی ہے۔ مجھے اس تار کے آنے کا سخت افسوس
ہے۔" سوامی جی بولے: "ہمارے بزرگ نہایت دانش مند تھے کہ انھوں نے
ان پاک اور مقدس تیرتھوں کو ایسے مقامات میں قائم کیا جہاں پہنچتے ہی انسان
کے دل و دماغ پاکیزگی اور مالکِ مخلوق کی محبت سے پُر ہو جاتے ہیں۔ چندن باڑی
تو پہلا دروازہ ہے۔ لیکن اصلی خوبصورتی تو ششیش ناگ اور کولہائی جیسے مقامات
میں دکھائی دیتی ہے۔"

سیٹھ جی اور رومولا نے رازدارانہ نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں
کا یہ خیال پختہ ہو گیا کہ [illegible] ۔ اور جب مقام

پیاس کے پتا کی موت ہوئی تھی شاید اسی کے ارد گرد ڈر کرنا نترک برت کامیاب ہو گا۔

سیٹھ جی نے بغیر کسی طرف نگاہ ڈالے کہا:" کولہائی واقعی قابل دید مقام ضرور دیکھنا چاہیئے۔ دس سال پیشتر میں وہاں گیا تھا۔

کو مولا نے یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ وہ خیموں کی طرف روانہ ہوئے۔ سوامی جی اور رو مولا کو ایک ہی سمت میں جانا تھا۔ اس لئے وہ دونوں ساتھ ساتھ تھے۔ راستے میں سوامی جی نے کہا:" میں تو کچھ دیر پل پر بیٹھوں گا۔ بہت اچھا لگ رہا ہے تم جاؤ ــــــ"

رو مولا نے کہا:" چلئے۔ آپ کو پل کے قریب چھوڑ کر میں اپنے خیمے میں چلی جاؤنگی۔" دونوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے ٹارچ تھے سوامی جی دریا کے کنارے جاکر کھڑے ہو گئے۔ چاندنی نے فضا میں ایک عجیب نشہ گھول دیا تھا۔ کبھی دور کہیں ایک گھوڑا ہنہنایا۔ حالانکہ اس کی آواز نے رات کے دلفریب نغمہ میں بھی غیر ضروری رکاوٹ پیدا کردی لیکن پھر بھی یہ آواز قطعئی قدرتی معلوم دی۔ سوامی جی نے ندی کی سلوری دھارا کی طرف دیکھ کر کہا:" تم نے بہت سے شاعروں کے خیالات کا مطالعہ کیا ہو گا جن میں انہوں نے اس طرح کہا ہے:" غضب کی چاندنی بکھری ہوئی ہے اگر اس وقت میں آغوشِ موت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سو جاؤں تو کوئی غم نہیں، کوئی ہرج نہیں۔" مطالعہ کرتے وقت ان کے یہ خیالات نہایت عجیب و غریب نظر آتے ہیں لیکن حسن کے ہر پرستار کی بھی تمنا ہوتی ہے کہ وہ خوبصورتی کا جائزہ لیتے لیتے موت کے گلے میں اپنی باہیں ڈال دے" خوبصورتی کے ساتھ موت کا قریبی رشتہ معلوم ہوتا ہے حقیقت تو ہے کہ جس حد تک خوبصورتی مرنے کی خواہش پیدا کر سکے یا موت کو حقیر سمجھنے پر مجبور کردے وہ اسی قدر عظیم ہے اس لئے تو ایسے جملے کی پیدائش ہوئی کہ میں خود کو تم پر نثار کر دوں، قربان کر دوں۔" کہتے ہوئے وہ ندی کی طرف ایک قدم

اور بڑھ گئے اور بولے "مجھ میں کئی بار ایسے موقعوں پر مر جانے کی زبردست خواہش پیدا ہوئی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ پہاڑ کی کسی چوٹی ہی کو دے پڑوں یا دریا کی تیز دھار میں چھلانگ لگا دوں ۔۔"

ردمولا خاموش سنتی رہی۔ لیکن اس کے دل میں کوئی زبردست خواہش پیدا ہو کر کروٹیں بدل رہی تھی۔ اسے محسوس ہوا گویا سوامی جی نے کہا ہو کہ تمہارے پتا نے بھی شاید اسی طرح کے جوش میں کسی کھڈ میں چھلانگ لگائی تھی۔ اس کے کانوں میں جیسے کوئی جذبہ ہیجان سے اٹھا۔

سوامی جی کہہ رہے تھے "یہ سمجھنا غلط ہے کہ انسان ہمیشہ موت سے بھاگتا ہی ہے یہ ناسمجھی اور ناتجربے کی بات ہے۔ یہ ایسے لوگوں کی بات ہے جنھوں نے کبھی جیا ہی نہیں۔ موت تو زندگی کا ہی دوسرا پہلو ہے"

ردمولا سوامی جی کی بات نہیں سن رہی تھی۔ وہ تخیل میں کھوئی ہوئی تھی کہ کس طرح اس کے پتا مہینوں کشمیر میں گھومنے کے بعد شاید اسی طرح کے جوش میں ۔۔۔

اس نے سوامی جی سے کہا "آپ آگے کیوں بڑھتے جا رہے ہیں؟ آپ تیرنا تو جانتے ہوں گے؟"

سوامی جی بے ساختہ ہنس پڑے۔ بولے "یہاں تیرنا قطعی کام نہیں دے رہا۔ ایک دفعہ لہر میں آگئے تو آگئے۔ تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی لیکن یہ سچ ہے ایک مرتبہ میں اسی طرح جوش میں میں آکر تیستا میں کود پڑا تھا۔ اپنے جانے پر تو میں مر ہی گیا تھا۔ لیکن ابھی مہاکالی کو مجھ سے کام لینا تھا۔ اس لئے میں ایک پہاڑی کے کنارے پر لگا ہوا مل گیا۔"

ردمولا اپنے پتا کے متعلق سوچتے ہوئے بولی "آپ لوگوں کو ایسے مقامات پر نہیں آنا چاہیئے۔ میں تو یہی کہوں گی کہ آپ واپس آجائیے۔"

سوامی جی [illegible] اپنی زندگی کی بازی [illegible] یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ اگر

میں واپس آجاؤں تو کیا کبھی میری موت نہ ہوگی؟ میں اس زندگی کو جتینا نہیں چاہتا میں جسے جی کر آب حیات حاصل کرنے سے محروم رہ جاؤں۔ اگر مرنا ہی ہے جو کہ ضروری ہے تو یہ چاندنی رات، یہ سوندھی سوندھی جنگلی پھولوں اور پتوں کی خوشبو، دریا کا کنارہ اور سب سے زیادہ حسین یہ امید کہ میری موت پر کوئی ایک بوند آنسو بہائے تو اس سے خوبصورت لمحہ مرنے کے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتا" کہہ کر سوامی جی ایک قدم آگے بڑھا یا بالکل ڈھال پر آگئے۔

رومولا نے بغیر کچھ سوچے سمجھے یکایک لپک کر سوامی جی کو پکڑ لیا اور اسی وقت سوامی جی نے اسے اپنے بازوؤں کی گرفت میں لے لیا۔ لیکن رومولا نے ایک جھٹکے کے ساتھ انہیں اپنے سے دور کر دیا اور چلا کر بولی "مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس قدر بد معاش ہو۔"

سوامی جی جھٹکا کھا کر بیٹھ گئے تھے یکایک کھڑے ہو کر بولے "تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو رومولا"

اس چینا جھپٹی اور رومولا کی چلاہٹ سن کر خیموں سے نکل کر سب لوگ وہاں آ پہنچے تھے۔ سوامی جی کسی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے رومولا کی طرف بڑھتے ہوئے بولے "پچھلے جنم میں میں نے تم سے محبت کی تھی اس جنم میں تمہیں پا کر بھی میں نہ پا سکا تھا کیا اس جنم میں میری محبت کا یہی تقاضہ رہ گیا ہی تھا تو تم نے مجھے مرنے کیوں نہیں دیا؟" کہہ کر انہوں نے رومولا کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی۔ سیٹھ جی قریب ہی کھڑے سب کچھ دیکھ رہے تھے لیکن وہ خاموش رہے اور رومولا کا ہاتھ زبردستی سوامی جی نے پکڑ لیا۔ رومولا نے مدد کے لئے ہر طرف نگاہ دوڑائیں لیکن سیٹھ جی کو خاموش کھڑے دیکھا۔ اسی وقت درخت کی آڑ سے کوئی تیزی سے نکلا اور اس نے سوامی جی کے ہاتھ سے رومولا کو چھڑا لیا۔

سب نے حیرت سے آنے والے پر نگاہیں ڈالیں آنے والا اور کوئی نہیں سدھار تھ تھا۔ چاندنی کو چیرتے ہوئے سدھارتھ نے کہا۔ "واہ جی سوامی جی یہی ہے آپ کا صوفیوں کا مذہب ایک بے سہارا اور تنہا لڑکی کا ہاتھ زبردستی پکڑ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ پچھلے جنم میں یہ تمہاری محبوبہ تھی۔"

سوامی جی نہ تو خوفزدہ ہوئے اور نہ انہیں کسی قسم کی حیرت ہوئی وہ اس طرح کلام
کرنے لگے گویا کسی ڈرامے میں کوئی پارٹ ادا کر رہے ہوں اور انہیں اس واقعہ سے کوئی
واسطہ نہیں گویا یہ بھگوان کی طرف سے پہلے ہی طے تھا۔ بولے: "تم قصوروار کیوں سمجھتے
ہو؟ تھوڑی دیر کے لئے بھول جاؤ۔ میرے ان گیروے یا ان طرح کپڑوں کو۔
یہ بھی بھول جاؤ کہ میں آنترک سادھک ہوں مجھے ایک معمولی انسان تصور کر لو
کیا ایک معمولی انسان کو کسی معمولی عورت سے اظہار محبت کا حق نہیں؟ میں نے
اور کیا کیا ہے۔؟

سدھارتھ ان کی باتیں ان سنی کرتے ہوئے بولا: "آپ ناجائز اور غیر قانونی
حرکت کر رہے ہیں۔ آپ ڈھونگی اور مکار ہیں۔ پتہ نہیں پتاجی پر آپ نے کیا جادو
ڈال رکھا ہے کہ وہ آپ کی اس قدر عزت کرتے ہیں۔"

سوامی جی بہت زور سے ہنسے۔ محسوس ہوا گویا ان کی ہنسی رات کی
خاموشی میں آسمان کی بلندیوں میں اسی طرح اترتی ہے جس طرح پانی زمین میں اترتا
ہے سوامی جی بولے: "جب تم مجھے مجبور کر رہے ہو، سنو، رسم و رواج قاعدہ قانون جائز
ناجائز گناہ و ثواب یہ لفظ محض معمولی انسانوں کے لئے نہ تو کبھی کوئی آئین بنا ہے
نہ بنے گا۔ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو۔ دنیا کے ادب کا مطالعہ کر چکے ہو۔ پھر بھی حیرت
ہے کہ تمہیں حقیقت کا دیدار تو درکنار جھلک تک نصیب نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے
کہ رومولا کے لئے تمہارے دل میں جو لگاؤ ہے اس نے تمہارے ذہن پر پردہ ڈال
دیا ہے اسی لئے تم حقیقت سے ناآشنا رہے ہو۔"

رومولا کے قریب جاتے ہوئے سدھارتھ بولا "مجھے یہ کہنے میں کوئی شرم
نہیں کہ میں شروع سے ہی رما جی کی سمجھداری کا قایل رہا ہوں۔ میں خفیہ طور پر یہ
دیکھتا رہا ہوں کہ وہ کس کس طرح کی کشمکش سے بے داغ گزری ہیں لیکن میں جانتا
تھا کہ آپ کے دام فریب سے وہ بآسانی سے بچ نہ سکیں گے اس لئے میں پیچھے
پیچھے یہاں پہنچ گیا تھا آپ اس قدر اندھے ہو رہے تھے کہ آپ نے مڑ کر

بنگلے کے جال میں رکھا ہوا بستر اور سوٹ کیس دیکھا ہی نہیں۔"
سوامی جی پھر زور سے ہنسے۔ اس مرتبہ ایسا محسوس ہوا کہ ان کی ہنسی لدر کی نغمہ زن لہروں کو روندتی ہوئی اور پائن کے درختوں کی چوٹیوں کو ہوتی چاند سے جا کر ٹکرا گئی ہے۔ بولے۔ "تم بچے ہو۔ تم جرمن شاعر اعظم گیٹے کو ذلیل و گنہگار نہیں کہتے جن کی بابت یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کی ہر تصنیف کی بنیاد ایک نئی دوشیزہ کی محبت پر قائم ہے تم موجودہ دور کے بڑے بڑے مفکر برٹنڈرسل اور ھمینگوے وغیرہ پر نظر ڈالئے جنہوں نے اپنی پوتیوں کی عمر کی لڑکیوں سے شادیاں کی ہیں کئی ایسی مثالیں میں دے سکتا ہوں"۔
سوامی جی کے سلسلہ کلام کو قطع کرتے ہوئے سدھارتھ نے کہا "آپ نے خوب چُن چُن کر مثالیں یاد کر رکھی ہیں، یہ ہندوستان ہے۔ یہ سب نہیں چلے گا۔
اس مرتبہ سوامی جی اور بھی زور سے ہنسے۔ رماعف اور مولا داتی خوفزدہ ہو اٹھی کہ یہ انسان ہے یا دیو۔ قہقہہ رکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا گویا ساری کائنات کا قہقہہ ہو۔ سوامی جی بولے۔ "ہندوستان کا خوب ذکر کیا تم نے یہاں کرشن کے اوتار کو مکمل تسلیم کر لیا گیا ہے جنہیں اپنی مامی رادھا کا عاشق بتایا جاتا ہے سولہ ہزار گوپیوں کا ذکر تو میں چھوڑ دیتا ہوں"۔
سدھارتھ نے نفرت سے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا "یہ سب بعد میں شامل کیا گیا ہے سب غلط ہے۔ آپ جیسے لوگوں نے ہی یہ سب شامل کیا ہے سنسکرت میں تحریر ہونا سچائی کا ثبوت نہیں۔ کرشن تو گیتا کے مصنف تھے۔"
سوامی جی بولے "فرض کیا بعد میں شامل کیا گیا ہے یا فرض کر لو کہ رادھا کو بعد میں ہی شامل کر لیا جائے۔ میں یہ بھی تسلیم کئے لیتا ہوں کہ اصلی کرشن انسان اعظم سب کو یکساں سمجھنے والے، بہت بڑے یوگی اور اوتاروں میں سب سے بڑے، مکمل اور عظیم تھے۔ جن کی گیتا مقبول عام ہے۔ لیکن ہزاروں سالوں سے جب رادھا بلکہ کرشن کی پرستش ہوتی چلی آرہی ہے جن گوپی ناتھ کی آرتی

ہو رہی آرہی ہے۔ جیہ دیو، ودّیا پتی، سُورداس، کھنڈی داس جیسے شاعروں نے جس کی تعریف میں بہت کچھ لکھا ہے۔ موسیقی، ادب اور مصوری جس سے بڑے اور متاثر ہیں کیا وہ کوئی معنی نہیں رکھتا؟ ممکن ہے گیتا والے کرشن ہی اصلی ہوں لیکن وہ رادھا بلبھ گوپی ناتھ کرشن کی بے شمار ہتوں کے نیچے اس طرح دب گئے ہیں کہ ان کا کوئی وجود ہی باقی نہیں۔ ہم تو سارا ہندوستان کئی دفعہ گھوم چکے ہیں جہاں بھی ان کا مندر، مورتی اور دیواروں پتھروں پر بنی ہوئی تصویریں دیکھیں گیتا کے کرشن کی صورت میں نہیں دوسری صورت میں ہی دکھائی دیں جسے تم مصنوعی قرار دے رہے ہو۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ تمہارا سارا مذہب جس کے مطابق تم چلتے ہو۔ کام کرتے ہو۔ جیہ دیو، ودّیا پتی، سورداس، کھنڈی داس، تمہارا فن، تمہاری زندگی سب مصنوعی ہیں صرف کرشن ہی کیوں رشی ہنیول کو ہی لو۔ ایک سے ایک دلیر شخص تھے۔ تب ہی ان کی تہذیب پروان چڑھی۔ مہا بھارت کے بڑے بڑے بہادروں کو لو تو ان پر یہ محاورہ بالکل صحیح بیٹھتا ہے کہ ملاحوں کی طرح ہر بندرگاہ میں ان کی ایک محبوبہ تھی۔

شاعر اعظم اور حنیف دیاس کو لو جو ہر وقت 'نیوگ' کے نام اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے رہتے تھے۔"

سوامی جی نہایت جوش و خروش کے جا رہے تھے بس بتانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن امرناتھ کے آدھے راستے کا یہ حسن قدرت اور سب بڑھ کر تم دونوں کا بچپن ہمیں تہذیب کا وہ پوشیدہ راز افشاں کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ جو آج تک کسی بھی انسانِ اعظم نے افشاں نہیں کیا۔ میں ظاہر نہیں کرتا لیکن حالات کا تقاضہ ہے سنو، انسان دو طرح کے ہیں۔ پہلے وہ جو سماج اور آئین کے روایات اور قانون کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ان کے مخالف ہو کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انہیں معمولی اور غیر معمولی انسان ہیں۔ مہاپران کے لئے نہ کوئی قاعدہ ہے نہ قانون، وہ اپنے لئے آپ ہی قاعدہ قانون ہے۔ تمام قاعدہ

قانون الہ. پران یا معمولی انسانوں کے لئے ہوتے ہیں ان کے لئے یہ ضروری بھی ہیں۔ ورنہ ان کا گزارہ مشکل ہے۔ یہ دنیا بھی ان کے بغیر چل نہیں سکتی۔ یہاں تک تو درست ہے لیکن جب تم معمولی انسان اپنے قاعدہ قانون کی بوتل سے کر اس میں غیر معمولی انسانوں کی حرکتوں کے دیو کو ـــــــــــــــ

قید کرنے کی کوشش کرتے ہوئے تب ہی یہ تمام گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیا یونیورسٹی کا کوئی لیکچرار یہ بتا سکتا ہے کہ بیرن، گیٹے، آسکر وائلڈ، کرشن، محمد اور تمہارے تمام آسی اپنے اصولوں پر کیوں چلے؟ اور اگر انہیں چھوڑ بھی دیا جائے تو تمہاری تہذیب، تمدن، موسیقی، ادب اور فن میں کچھ بھی باقی کیوں نہیں رہتا یہ نہ سمجھو کہ میں پکڑ لیا گیا ہوں اس لئے خواہ مخواہ یہ فلاسفی چھانٹ رہا ہوں۔ نہیں ہمارے یہاں جو پہنچے ہوئے لوگ تھے ان سب پر یہ راز افشا تھا۔ لیکن وہ ظاہر نہیں کرتے تھے۔ پھر بھی تلسی نے کہہ ہی ڈالا: "جو طاقت در ہے سمرتھ ہے وہ کچھ بھی کرے گناہ قرار نہیں دیا جا سکتا" سمرتھ کے مراد میرے جیسے غیر معمولی انسان سے ہے سمرتھ وہی ہے جو سب کچھ برداشت کر سکتا ہے جو ہر لگاؤ، ہر لالچ میں ہوتے ہوتے بھی پانی میں کمل کے پتے کی طرح رہتا ہے جو زہر پینے پر مرتا نہیں بلکہ نیل کنٹھ بن جاتا ہے۔"

سوامی جی کے الفاظ ہر سمت گونج رہے تھے محسوس ہوتا تھا گویا بکھری ہوئی چاندنی، لہر کی اٹھلاتی ہوئی مست دھارا اٹھ کھیلیاں کرتی ہوئی بیلی اور نغمہ زن موجیں، آسمان کو چومتے ہوئے پاٹن کے درخت اور دو پہاڑ کی چوٹیاں سب ان کی گواہی دے رہی ہیں۔

لیکن سوامی جی جس حد تک جوش و خروش سے بول رہے تھے۔ سدھارتھ کے دل و دماغ میں اسی حد تک نفرت حقارت اور غصہ بھرتا جا رہا تھا۔ وہ یکایک بول اٹھا "یہ سب غلط ہے۔ جھوٹ ہے زندگی کی تلخ حقیقی طاقتوں کے خلاف بزدلوں سے چلا آتا ایک جال ہے آپ جس لوگ کی طاقت کا

دعوئی کرتے ہیں اور جس کے بل بوتے پر یہ جھوٹی بات کہتے ہیں کہ رما پچھلے جنم میں آپ کی بیوی تھی آپ اسی طاقت کا استعمال کر کے اسے چھین لیجئے نا؟"

کہہ کر وہ ایک مجسم پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا۔ لیکن سوامی جی نہ ہنسے نہ اکھڑے بلکہ بالتوجانور کی طرح بولے "بیٹا یوگ کی طاقت اس طرح کام نہیں کرتی کوئی تکراری کتا نہیں کہ شکار دکھا کر اسے چھوڑ دیا اس کے بھی کچھ اصول ہیں۔

"جی ہاں۔ اس کے اصول ہیں کہ احمق نرکل سے آپ نے بیچارے مکھرام کی ٹٹی کرا غدار کرا لیا اور پتا جی نے تسلیم کر لیا کہ یوگ کی طاقت سے ہڑتال رک گئی۔ ایسی دھاندلی میرے ساتھ نہیں چل سکتی میرے ہی ساتھ نہیں بلکہ کہیں اور بھی نہیں چلے گی۔ یوگ کے نام پر لوگوں کو بیوقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرنا زیادہ دن نہیں چل سکتا۔ آپ کے دن لد چکے"

سوامی جی نے کہا "ابھی تو بہت دن چلے گا۔ شاید جب تک زندگی موت اور محبت قائم ہے یہ چلتا رہے گا اس وقت تک جب تک کہ مذہبی طاقتوں کی انسان کو ضرورت ہے۔"

سدھارتھ بولا "پاکھنڈ ایک دن بھی نہ چلتا لیکن اسے پتا جی جیسے لوگ سہارا دیتے ہیں تب ہی چلتا ہے۔"

سوامی جی ہنسے لیکن زور سے نہیں۔ بولے "کیا سیٹھ جی مذہبی اور یوگ کی طاقتوں کو یوں ہی سہارا دیتے ہیں؟ اس سے فائدے ہیں تبھی دیتے ہیں سرمایہ داری خود اپنی طاقت پر ایک دن بھی نہیں ٹھہر سکتی۔"

سدھارتھ جنونی کے انداز میں بولا "لیکن ہو کیا رہا ہے؟ کیا دیوار پر تحریر الفاظ پڑھ آپ نے ہڑتال تو بچالی لیکن ایک اور بڑی یونین کمیونسٹوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔"

سوامی جی بولے "ٹھیک ہے کہا میں اس سے واقف نہیں آخری جنگ تو انہیں لوگوں سے ہوئی ہے درمیان کے لوگ جس قدر دور ہو جائیں اسی قدر بہتر ہے۔ آخری جنگ دو عظیم طاقتوں میں آمنے سامنے کی ٹکر کی صورت میں ہوگی۔"

سدھارتھ بولا "آخری ٹکراہٹ شروع ہو چکی تھی آپ اندھے ہیں اس لئے آپ کو نظر نہیں آتا۔ اگر آپ میں یوگ کی طاقت ہے تو اب اسے روک کے۔ خود کو بچائیے دیکھونگا کہ آپ خود کو کس طرح محفوظ رکھ پاتے ہیں۔"

پتہ نہیں سدھارتھ کے الفاظ سوامی جی کے کانوں تک پہنچے یا نہیں وہ سلسلہ جاری رکھتے ہوئے بولے "کرشن کی یوگ کی طاقت میں تو تمہیں شک و شبہ نہیں ہے۔ لیکن ان

کا کیا حشر ہوا۔ ان کی آنکھوں کے آگے ہی جنگلی لوگ ان کی عورتوں کو اغوا کر کے لے گئے اور وہ ٹکر ٹکر دیکھتے رہے کرشن کے بھگت اس واقعہ کو بھول جاتے ہیں لیکن یہ اسی حد تک سچ ہے کیونکہ یہ سب بھی شاستر کی انہیں کتابوں پر منحصر ہیں اس وقت تک تمہارا رات رہ بنتی رہے تم سدھو مولا کو سجاؤ۔ اس کا قطعی کوئی غم نہیں۔"

سدھارتھ نے رما کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نگاہیں لمحہ بھر کو ملیں گویا آپس میں کوئی بات چیت ہوئی سدھارتھ کے نیم ڈاکسب بنگلے کی طرف بڑھ چلے اور اس کے پیچھے رما بھی چلی گئی۔

سوامی جی اپنے خیمے میں چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد ہی ان کے خیمے سے ستار کی میٹھی آواز سنائی دینے لگی۔ کومولا نے آنکھ کھول کر دیکھا تو اسے محسوس ہوا گویا یہ بکھری ہوئی چاندنی ستار کی آواز کی ہی دوسری صورت ہے یہ تو ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ سوامی جی غمزدہ یا ناامید ہیں۔ ستار کی آواز سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں ان کے دل میں زندگی کے لئے لقین و احترام اور لگاؤ بڑھ گیا ہے ان کے جسم کا ہر جذبہ بستی امید اور امنگ سے بھڑک رہا ہے۔

کومولا نے آنکھیں بند کرلیں۔ لہروں کی موجوں کے نغمے اور ستار کے میٹھے سروں کی آواز نے اسے جلدی ہی سلا دیا۔

آفتاب کی پہلی شعاعیں ابھی افق کی بلندیوں کو چوم رہی ہیں کومولا نے ہاتھ منہ دھو دیکھا کہ سیٹھ جی اور سوامی جی گھوڑوں پر سوار بہت خوشی خوشی آپس میں گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ سمجھ نہ پائی گزشتہ رات جو کچھ گذرا وہ محض ان دونوں کا حال تو نہ تھا۔ لیکن گھوڑے اور ڈانڈی والے آگے بڑھنے کی جلدی کر رہے تھے۔ کچھ سوچنے کا وقت ہی نہ تھا اور ناتھ کی یاترا پھر شروع ہوگئی کومولا گھوڑے پر سوار ہو کر جلدی ان دونوں کے درمیان پہنچ گئی۔ اور جلد ہی برف کا پل آگیا۔

— • —

ستار پاکٹ بکس سیریز — ۸۵
جال —
منمتھ ناتھ گپت ہندی کے نامور فنکار ہیں ——— !
جال آپ کا ترین ناول ہے جس میں روایتی الجھنوں اور متوقع
حادثات کو بڑے دلچسپ اور دلنواز انداز میں سپرد قلم کیا گیا ہے ——— اور
ہم اپنے یقین کی بنیاد پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس ناول کی اشاعت اردو ادب
میں قابل قدر اضافہ کا موجب ثابت ہوگی ———